بعون صناع زمین و مکان * و فضل خلاق زمین و آسمان *

کتاب ہدایت انتساب مشتمل بر مسائل دینیہ افادت بخش ارباب دین بنام موسوم

نظام الاسلام

مصنفہ عالم باعمل مولوی محمد حبیب صاحب حسب فرمایش مخلص شیخ محمد حسن صاحب تاجر کتب کے

بمطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

کیا جواب دیتے ہو تم اے علماے دیندار ان سوالون کا اللہ تعالی تم پر رحمت کرے

پہلا سوال حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتھہ اوٹھاتے ہین انکی

کیا دلیل ہے؟ جواب حدیث ہے پہلی جلد مشکوۃ شریف کے ۳۴۸ صفحہ مین

عَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ رض قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِہِمَا اُذُنَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِہِمَا فُرُوْعَ اُذُنَیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ؛ روایت ہے مالک بن حویرث رض سے کہا تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹھاتے اپنے دونون ہاتھونکو یہان تک کہ برابر کرتے اونکو اپنے دونون کانون کے ؛ اور ایک روایت مین ہے یہان تک کہ مقابل کرتے دونون ہاتھون سے اپنے دونون کانونکی

انہونکو بخاری اور مسلم نے روایت کی وفی المشکوۃ وفتح القدیر وجامع

الاصول وتیسیر الوصول عن وائل بن حجر انہ ابصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حین قام الی الصلوۃ رفع یدیہ حتی کانتا بحیال منکبیہ وحاذی ابہامیہ اذنیہ

ثم کبر وفی روایۃ یرفع ابہامیہ الی شحمتی اذنیہ اوسی مشکوۃ کے ۷۵ صفحہ

مین اور فتح القدیر اور جامع الاصول اور تیسیر الوصول مین ہے وائل بن

حجر سے مقرر دیکھا انہون نے نبیؐ کو جب کھڑے ہوے حضرت نماز کو

اوٹھائے آپنے اپنے ہاتھہ یہان تک کہ ہوئے وے برابر اونکے مونڈھونکے

اور برابر کیے اپنے انگوٹھونکو اپنے کانون کے پھر تکبیر کہی ۞ اور ایک روایت مین

ہے کہ اوٹھاتے تھے اپنے انگوٹھے اپنے کانونکی لوتک اور اوسی مضمون کی

حدیث ہدایہ اور کافی اور تبیین الحقائق اور لمعاۃ التنقیح اور بحر الرائق مین ہے

لیکن مضمون مین کچہ اختلاف ہے طوالت کے خوف سے ہر ایک کتاب

کی عبارت بالتفصیل نہین لکھی گئی ۞ دوسرا سوال حنفی جوناف کے نیچے ہاتھہ

باندھتے ہین اسپر کیا دلیل ہے ۞ جواب تیسیر الوصول کے ۲۱۶ صفحہ مین

حدیث ہے ۞ عن ابی جحیفہ رض ان علیا رض قال السنۃ وضع الکف

فی الصلوۃ ویضعہا تحت السرۃ اخرجہ رزین ۞ روایت ہے ابی جحیفہ رض

سے مقرر علی رض نے فرمایا سنت ہے ہاتھہ رکھنا نماز مین اور رکھنا اونکا

نیچے ناف کے ۞ اور احمد اور ابوداود اور دارقطنی اور بیہقی کی روایت مین ہے

حضرت علی رض سے کہ فرمایا السنۃ وضع الکف علی الکف تحت السرۃ یعنی سنت
رکھنا ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر نیچے ناف کے ٭ اور ہدایہ اور
بحر الرائق اور کفایہ اور عنایہ اور نہایہ اور کافی مین بھی اسی
مضمون کی حدیث ہے صرف لفظ مین اختلاف ہے اور معنی مین
اتفاق ٭ اور بحر الرائق مین ہے عن النبی صلی علیہ وسلم انہ قال
ثلث من سنن المرسلین وذکر من جملتھا وضع الیمنی علی الشمال تحت
السرۃ ٭ یعنے تین چیزین ہین پیغمبرونکی سنت سے اور بیان کیا ان
مین سے رکھنا دہنے ہاتہ کا بائین ہاتہ پر نیچے ناف کے ٭ تیسرا سوال
حنفی جو پکار کے نماز مین بسم اللہ نہین پڑہتے بلکہ آہستہ اسکی کیا دلیل
ہے ٭ جواب مشکوۃ شریف کے ۷۰ صفحہ مین حدیث ہے
عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر رض کانوا یفتتحون
الصلوۃ بالحمد للہ رب العالمین اخرجہ انس رضی اللہ عنہ
کہا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رض شروع
کرتے تہے نماز الحمد للہ رب العالمین سے نکالا اوسکو مسلم نے ٭ اور
تیسیر الوصول کے ۲۱۸ صفحہ مین انس رض سے روایت ہے عن انس رض
قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بکر وعمر
وعثمان فلم اسمع احدا منھم یقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم اخرجہ

روایت ہے انس رض سے کہا نماز پڑھی مین نے نبی صلعم اور ابو بکر اور
عمر اور عثمان رض کے ساتھہ نہین سنا مین نے اون مین سے کسی کو کہ
پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم نکالا اُسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی
اور ابو داؤد اور مالک اور نسائی نے ٭ اور کافی مین ہے قولہ علیه
السلام ثَلٰثٌ یُخْفِیْهِنَّ الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالتَّسْمِیَةُ وَآمِیْن ٭ فرمایا علیه
السلام نے تین چیزین ہین کہ آہستہ کہیگا انہین امام تعوذ اور تسمیه
اور آمین وروی ابن مسعود رض مَا جَهَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
بِالتَّسْمِیَةِ فِیْ صَلٰوةٍ مَکْتُوْبَةٍ ٭ اور روایت کیا ابن مسعود رض نے نہین
پکار کر کہا رسول اللہ صلعم نے بسم اللہ کو فرض کی نماز مین ٭ اور شرح مختصر الوقایه
مین ملا علی قاری سے ہے وفی لفظ مسلم فَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ
لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٭ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَلَمْ اَسْمَعْ
اَحَدًا مِنْهُمْ یَجْهَرُ بِسْمِ اللّٰہِ الرحمن الرحیم ٭ ورواہ النسائی والدارقطنی
واحمد وابن حبان فکانوا لا یجهرون بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ وَفِیْ آثار
الطحاوی ومعجم الطبرانی وحلیة ابن نعیم ومختصر ابن خزیمة فکانوا یسرون
بسم اللہ الرحمن الرحیم اور مسلم کی عبارت ہین شروع کرتے تھے اصحاب
نبی کے نماز کو الحمد للہ رب العالمین کے ساتھہ کہتے تھے بسم اللہ
الرحمن الرحیم ٭ اور ایک روایت مین ہے نہین سنا مین نے

اونمین سے کسی کو کہ پکار کر پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور روایت کیا اسکو نسائی اور دارقطنی اور احمد اور ابن حبان نے سو تھے وے کہ پکار کر نہین پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ اور آثار طحاوی اور معجم طبرانی اور حلیہ ابن نعیم اور مختصر ابن خزیمہ مین ہے کہ آہستہ کہتے تھے اصحاب نبی بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ اور لمعاۃ التنقیح اور فتح القدیر مین ہے قَدْ رَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض لَمْ يَجْهَرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَسْمَلَةِ حَتّٰى مَاتَ ؛ روایت کی طحاوی نے ابن عباس رض سے پکار کر نہین کہا ہے صلعم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو یہان تک کہ وفات پائی چوتہا سوال حنفی جو نماز مین امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہین پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے ؛ جواب تیسیر الوصول کے ۲۱۷ صفحہ مین حدیث ہے عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَءْ فِيهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ اَخْرَجَهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ ؛ جابر رض سے ہے جسنے نماز پڑہی ایک رکعت اور نہ پڑہی اوسمین سورۂ فاتحہ تو نہ پڑہی اوسنے نماز مگر امام کے پیچھے یعنے امام کے پیچھے یہ حکم نہین ہے ؛ اور پہلی جلد مشکوۃ شریف کے ۷۲ صفحہ مین ہے عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ ؛ روایت ہے ابو ہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے مقرر ٹہرایا گیا ہے امام اس لیے کہ پیروی

کی جاے اوسکی سو جب وہ تکبیر کہے تم تکبیر کہو اور جب وہ قران پڑہے تو تم چپ
ہو رہو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ؛ اور جامع الاصول
اور امام مالک کی موطا اور امام محمد کی موطا میں بھی اس مضمون کی حدیثیں ہیں ؛
اور مسند امام ابو حنیفہ مین اور لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح اور شرح مختصر
الوقایہ اور فتح القدیر مین ہے عن جابر رض ان رجلا قرء خلف النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی الظہر او العصر واومی الیہ رجل فنہاہ فلما انصرف قال اتنہانی
ان اقرء خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتذاکرا ذلک حتی سمع النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کان لہ
امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ ؛ جابر رض سے روایت ہے کہ قراۃ کیا یعنے
کوئی سورہ پڑہا ایک شخص نے پیچھے نبی صلعم کے ظہر کی نماز یا عصر کی نماز مین
اور اشارہ کیا اوسکی طرف ایک آدمی نے سو منع کیا اوسکو
پھر جب پڑہ چکا کہا اوسنے کیا منع کیا تونے مجکو
رسول اللہ صلعم کے پیچھے قرآن پڑہنے سے سو بحث ہوئی اینمین اور وہ سماعت
مین پہنچی حضرت کی سو فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس کسی کا کہ امام ہو تو
قراۃ اوسکے امام کی اوسکے لیے قراۃ ہے یعنے قراۃ امام کی مقتدی کے لیے
واسطے کافی ہے ؛ اور شیخ عبد الحق رح نے مشکوۃ کے ترجمہ مین لکھا ہے
کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کے سوا سب نے اسکو روایت کیا ہے

اور شرح مختصر الوقایہ مین اور جامع الاصول اور فتح القدیر مین ہے ؛ عن ابن
عمر رض انہ کان اذا سئل ہل یقرء احد مع الامام قال اذا صلّی احدکم مع الامام
فحسبہ قراءۃ الامام واذا صلّی وحدہ فلیقرء ابن عمر رض سے روایت ہے
جب سوال کیا اونسے کیا قرآن پڑہے کوئی امام کے ساتہہ فرمایا جب پڑہے
کوئی تم مین سے نماز امام کے ساتہہ تو کفایت کرتا ہے اوسکو امام کا قرآن
پڑہنا اور جب کیلا نماز پڑہے تو چاہیے کہ قرآن پڑہے ؛ اور فتح القدیر اور لمعات
التنقیح مین ہے روی محمد فی موطاہ سئل عبد اللہ بن مسعود رض عن القراءۃ
خلف الامام قال انصت ویکفیک الامام روایت کیا امام محمد نے اپنی موطا
مین سوال کیا عبد اللہ ابن مسعود کو قرآن پڑہنے کے مقدمے مین امام کے
پیچھے فرمایا چپ ہورہ اور بس ہے تجکو امام کا قرآن پڑہنا ؛ اور کفایہ اور
کافی اور عنایہ اور نہایہ مین ہے قال النبی صلّی اللہ علیہ وسلم من قرء خلف
الامام فلا فی فیہ جمرۃ وفی الکفایۃ والکافی قال علی رض من قرء خلف امام
فقد اخطا الفطرۃ فرمایا نبی صلعم نے جو قرآن پڑہے پیچھے امام کے بہرتا ہے
وہ اپنے منہہ مین چنگاری آگ کی ؛ اور کفایہ اور کافی مین ہے فرمایا علی
رض نے جسنے قران پڑہا پیچھے امام کے مقرر اسنے چہوڑ دی قدیم چال
وعن سعید بن ابی وقاص وزید بن ثابت من قرء خلف الامام فلا صلوۃ
لہ سعید ابن ابو وقاص اور زید بن ثابت رض سے روایت ہے کہ جسنے قرآن

پڑہا پیچہے امام کے اسکی نماز درست نہین ÷ اور کفایہ اور کافی اور نہایہ
اور شرح مختصر الوقایہ اور عنایہ مین ہے وَمَنعُ المُقتَدِی عَنِ القِرَاءَۃِ مَاثُورٌ
مِن ثَمَانِینَ نَفَرًا مِن کِبَارِ الصَّحَابَۃِ ممنوع ہونا مقتدیکا قرآن پڑہنے سے
روایت ہے اسکی اسّی آدمیون بڑے اصحابو نمین سے ÷ اور فتح القدیر
اور لمعاۃ التنقیح اور شرح مختصر الوقایہ مین ہے عن عبد اللہ بن عمر و زید
عن ثابت و جابر بن عبد اللہ قالوا لا تقرء خلف الامام فی شیء من الصلوٰۃ
÷ و عن جابر قال لا تقرء خلف الامام ان جہر و لا ان خافت ÷ و عن ابن
مسعود رض نحوہ ÷ عبد اللہ ابن عمر اور زید ابن ثابت اور جابر بن عبد اللہ
رض نے فرمایا ہے کہ قرآن مت پڑہ پیچہے امام کے کسی نماز مین ÷
اور جابر رض نے کہا ہے نہ پڑہ تو قرآن پیچہے امام کے پکار کر پڑہے امام
یا چپکے ÷ اور عبد اللہ ابن مسعود رض سے بہی اسیطرح کی روایت ہے
÷ پانچوان سوال حنفی جو نماز مین آمین پکار کے نہین پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے
÷ جواب دار قطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین جو حدیث
کی معتبر اور مشہور کتابین ہین لکہا ہے عن وائل رض انہ صلی اللہ علیہ و
وآلہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین واخفی بہا صوتہ
رواہ احمد و ابو داؤد روایت ہے وائل رض سے مقرر نبی صلعم جب
پہنچے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک کہا آمین اور پوشیدہ کی اپنی

آواز اور مختصر الوقایہ مین مصنف سے عبد الرزاق محدث کی اور بحر الرائق
مین ابن ابی شیبہ سے ابراہیم نخعی رض کی روایت کو لکہا ہے قَالَ اَرْبَعٌ
يُخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ وَاَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَآمِيْن کہا چار چیزین
ہین کہ پوشیدہ کہے انہین امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور اللہم ربنا
لک الحمد اور آمین ؛ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے مشکوۃ شریف
کی شرح عربی اور شرح سفر السعادت مین لکہا ہے ؛ عن عمر ابن الخطاب
رض اَنَّهٗ قَالَ يُخْفِى الْاِمَامُ اَرْبَعَةَ اَشْيَاءَ التَّعَوُّذُ وَالْبَسْمَلَةُ وَآمِيْن وَسُبْحَانَكَ
اللّٰهُمَّ ؛ وعن ابن مسعود رض مثلہ روایت ہے عمر ابن خطاب رض سے مقرر
فرمایا انہونے کہ پوشیدہ پڑہیگا امام چار چیزین اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور
آمین اور سبحانک اللہم ؛ اور عبد اللہ ابن مسعود رض سے بہی اسی طرح
کی روایت ہے ؛ وفی الہدایۃ لقول ابن مسعود رض اَرْبَعٌ يُخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ وَذَكَرَ
مِنْهَا التَّعَوُّذَ وَالتَّسْمِيَةَ وَالتَّامِيْنَ ؛ ہدایہ مین لکہا ہے عبد اللہ ابن مسعود رض
کی روایت سے چار چیزین ہین کہ پوشیدہ کہے انکو امام اور بیان کیا انمین
سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور آمین ؛ اور تخریج احادیث الہدایہ اور فتح
القدیر مین ہے کہ احمد اور ابوداود اور طیالسی اور ابو یعلی اور طبرانی اور
دار قطنی اور حاکم نے روایت کی وائل رض سے اور اوسنے اپنے باپ سے
؛ انہ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ آمِيْن

واخفی بہا صوتہ مقرر حضرت پیغمبر خدا جب پہنچتے غیر المغضوب علیہم و
لا الضالین تک فرماتے آمین اور پوشیدہ کرتے اوسکے ساتھہ اپنی آواز کو
:: چھٹا سوال حنفی جو سوائے شروع کی تکبیر کے وقت پھر ہاتھہ نہین اٹھاتے
اسکی کیا دلیل ہے :: جواب تیسیر الوصول کے ۲۱۵ صفحہ اور جامع الاصول
مین ہے عن براءٍ رض قال رأیتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا
افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود اخرجہ ابو داؤد روایت ہے
براء رض سے کہا دیکھا مین نے رسول اللہ صلعم کو جب شروع کرتے نماز بلند کرتے
ہاتھونکو اپنے کانونکے نزدیک تک پھر نہ دہراتے نکالا اوسکو ابو داود نے ::
اور تیسیر الوصول کے اسی ۲۱۵ صفحہ مین ہے عن علقمۃ رض قال قال
لنا ابن مسعود رض یوماً الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی
ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الافتتاح اخرجہ اصحاب السنن روایت
ہے علقمہ رض سے کہا فرمایا مجکو عبد اللہ ابن مسعود رض نے ایکدن بتاتا
ہون مین تمکو نماز رسول اللہ صلعم کی پھر نماز پڑھی اور نہ اوٹھائے اپنے ہاتھہ
مگر ایکدفعہ شروع کی تکبیر کے ساتھہ نکالا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابو داود نے
و فی تعیین الحقائق قال ابن مسعود رض صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وابی بکر و عمر فلم یرفعوا ایدیہم الا عند افتتاح الصلوٰۃ کہا ابن مسعود رض
نے نماز پڑھی مین نے نبی صلعم کے ساتھہ اور ابو بکر اور عمر رض کے سو نہ اوٹھائے

انہون نے اپنے ہاتہہ مگر نماز کے شروع مین ٭ وفی الکفایۃ والکافی والغایۃ

والنہایۃ قال ابن عباس رض اَنَّ العَشَرَۃَ المُبَشَّرَۃَ بِالجَنَّۃِ رضی اللہ عنہم مَا کَانُوا

یَرفَعُونَ اَیدِیَہُم اِلَّا فِی اِفتِتَاحِ الصَّلوٰۃِ اور کہا ابن عباس رض نے مقرر عشرہ

بشرہ یعنے دس اصحاب بہشتی رض نہ اوٹہاتے تہے وے اپنے ہاتہہ مگر

نماز کے شروع مین ٭ وفی شرح مختصر الوقایۃ عن البراء بن عازب رض قال

کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا کَبَّرَ لِافتِتَاحِ الصَّلوٰۃِ رَفَعَ یَدَیہِ حَتّٰی یَکُونَ

اِبہَامَاہُ قَرِیبًا مِن شَحمَتَی اُذُنَیہِ ثُمَّ لَا یَعُودُ ٭ روایت ہے براء بن عازب رض

سے کہا تہے نبی صلعم جب تکبیر کہتے شروع نماز مین اُٹہاتے اپنے ہاتہہ

یہان تک کہ پہنچتے دونون انگوٹہے اُنکے دونون کانون کی لہر تک پہر نہ

دُہراتے ٭ اور جامع الاصول اور بحر الرائق اور تبیین الحقائق مین ہے قال

جابر رض رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَفَعَ یَدَیہِ حِینَ افتَتَحَ الصَّلوٰۃَ

ثُمَّ لَا یَرفَعُہُمَا حَتّٰی انصَرَفَ اخرجہ ابو داؤد ٭ اور کہا جابر رض نے دیکہا مین نے

رسول اللہ صلعم کو کہ بلند کیے حضرت نے اپنے ہاتہونکو شروع نماز کے وقت

پہر نہ اوٹہائے انکو جبتک کہ پڑہ چکے نماز نکالا اوسکو ابو داؤد نے ٭ وروی

الطحاوی والطبرانی باسنادہ الی ابن عمر وابن عباس رض ان النبی صلعم

قَالَ لَا تُرفَعُ الاَیدِی اِلَّا فِی سَبعِ مَوَاطِنَ فِی افتِتَاحِ الصَّلوٰۃِ وَفِی تَکبِیرِ القُنُوتِ

فِی الوِترِ وَفِی العِیدَینِ الحَدِیث ٭ روایت کیا ہے طحاوی نے اور طبرانی

نے جو دونون کتابین معتبر حدیث کی ہین اپنی سند سے کہ ابن عمر اور ابن عباس
کیطرف ملتی ہی مقرر نبی صلعم نے فرمایا کہ نہ اوٹھائے جاوین ہاتھ مگر سات
جگھو یمین نماز کے شروع مین اور قنوت کی تکبیر جو وتر مین ہے اور عیدین کی
نماز مین آخر حدیث تک ؛ اور مسند امام ابو حنیفہ مین ابراہیم نخعی سے بہی
بعینہ یہ حدیث مروی ہے ؛ اور کفایہ اور نہایہ اور کافی جو فقہ کی معتبر اور مشہور
کتابین ہین اونمین لکھا ہے من قول ابن مسعود رض رفع النبی صلعم فرفعناہ و
ترک فترکناہ فرمایا ابن مسعود رض نے اوٹھائے نبی نے ہاتھ تو اوٹھائے ہمنے
اوسے اور چھوڑ دیا حضرت نے تو چھوڑ دیا ہم نے اوسے ؛ اور نہایہ اور عنایہ
مین جو ہدایہ کی شرح ہے لکھا ہے ان عبد اللہ ابن الزبیر رض اے رجلا یصلی
فی المسجد الحرام و یرفع یدیہ عند الرکوع و عند رفع الراس منہ فلما فرغ من الصلوٰۃ
قال لہ لا تفعل فان ہذا اشئی فعلہ رسول اللہ صلعم ثم ترکہ عبد اللہ ابن زبیر رض نے
دیکھا ایک شخص کو نماز پڑہتے مسجد الحرام مین اور وہ اوٹھاتا تھا اپنے ہاتھ رکوع
کے وقت اور رکوع سے سر اوٹھانے کے وقت پھر جب پڑھ چکا نماز کہا اُسکو
مقرر یہ ایک چیز ہے کہ کیا تھا اوسکو رسول اللہ نے پھر چھوڑ دیا اوسکو ؛ اور تبیین
الحقائق اور شرح مختصر الوقایہ مین ہے وان جابر بن سمرۃ قال خرج علینا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما لی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اُسکنوا
فی الصلوٰۃ ؛ شمس اے صعب ؛ جابر ابن سمرہ رض نے کہا آئے ہمارے سامنے

رسول اللہ صلعم پہر فرمایا کیا سبب ہے کہ دیکھتا ہون مین تم کو اوٹہانیوالے ہاتہونکو اپنے گویا دم گہوڑونکی کہ سخت ہی قرار پکڑو نماز مین یعنے حرکت نکرو نماز مین ٭ اور نہایہ مین ہے وَحِیْنَ رَاَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْوَامًا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَہُمْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ مَالِیْ اَرٰکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّہَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ کُفُّوْا فِی الصَّلٰوۃِ جب دیکہا نبی صلعم نے لوگونکو کہ اوٹہاتے تہے اپنے ہاتہونکو نماز مین رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اوٹہانے کے وقت تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ دیکہتا ہون مین تمکو اوٹہانیوالے ہاتہون کو اپنے گویا کہ دم گہوڑونکی جو سخت ہے قرار پکڑو نماز مین اور دوسری روایت مین ہے رہو نماز مین یعنے ہاتہونکو حرکت ندو

٭ ساتوان سوال حنفی جو صبح کی نماز مین دعاے قنوت نہین پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے ٭ جواب حدیث ہے ہندی ترجمہ کی پہلی جلد مشکوۃ شریف کے ۲۰۴ صفحہ مین ٭ عن انس رض اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قَنَتَ شَہْرًا ثُمَّ تَرَکَہٗ رواہ ابو داؤد والنسائی روایت ہے انس رض سے مقرر نبی صلعم نے قنوت پڑہی مہینے بہر پہر چہوڑ دیا اسکو نکالا اوسکو ابو داؤد اور نسائی نے ٭ اور اوسی کے ۲۰۹ صفحہ مین ہے عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْجَعِیِّ رض قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ یَا اَبَتِ اِنَّکَ قَدْ صَلَّیْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ ہٰہُنَا بِالْکُوْفَۃِ نَحْوًا مِّنْ خَمْسِ سِنِیْنَ اَکَانُوْا یَقْنُتُوْنَ قَالَ اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ

اخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه ۞ روایت ہے ابی مالک اشجعی رض
سے کہا پوچھا مین نے اپنے باپ سے البتہ نماز پڑہی تم نے پیچہے رسول
اللہ صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رض کے یہان کوفے مین قریب
پانچ برس کے کیا قنوت پڑہتے تہے وے کہا اوسنے اے میرے لڑکے
یہ بدعت ہے نکالا اوسکو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے ۞ اور تیسیر الوصول
کے ۲۲۲ صفحہ مین ہے ۞ قنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہراً
بعد الرکوع فی صلوٰۃ الصبح وفی روایۃ ابوداود والنسائی قنت شہراً ثم
ترکہ قنوت پڑہی رسول اللہ صلعم نے مہینے بہر بعد رکوع کے صبح کی نماز مین
اور روایت مین ابوداود اور نسائی کی ہے کہ قنوت پڑہی حضرت نے
ایک مہینے بہر پہر چہوڑ دیا اسکو ۞ اٹہوان سوال حنفی جو نماز مین دہنا پانون
اٹہا کر بایان پانون بچہا کر بیٹہتے ہین اسکی کیا دلیل ہے جواب حدیث ہے
مشکوٰۃ شریف کے ۷۵ صفحہ مین عن عایشۃ رض قالت کان رسول اللہ
صلعم یفرش رجلہ الیسری وینصب رجلہ الیمنی رواہ مسلم ۞ روایت ہے
عائشہ رض سے کہا بچہاتے تہے رسول اللہ صلعم بایان پانون اپنا اور
کہڑا کرتے تہے دہنا پانون اپنا نکالا اسکو مسلم نے ۞ اور تیسیر الوصول کی
۲۲۳ صفحہ مین ہے ۞ عن علی بن عبد الرحمن قال صلیت الی جنب ابن عمر
رض فقلبت الحصیٰ فقال لی لا تقلب الحصیٰ وافعل کما رایت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و الہ وسلم تفعل قلت وکیف رأیت رسول اللہ صلعم تفعل قال
انکا ان تنصب الیمنی و اضجع الیسری الحدیث ؛ روایت ہے علی ابن عبدالرحمن
رض سے کہا نماز پڑھی مین نے ابن عمرؓ کے پہلو کیطرف سو سرکائین مین نے
کنکریان کہا مجکو ابن عمر نے نہ سرکا کنکریان اور کر تو جیسا دیکھا مین نے رسول
اللہ صلعم کو کرتے پوچھا مین نے کس طرح دیکھا تم نے رسول اللہ صلعم کو کرتے
کہا اسطرح اور کھڑا کیا دہنے پانون کو اور بچھایا بائین کو آخر حدیث تک ؛
اور اوسی صفحہ مین ہے عن وائل بن حجر رض قال افترش رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم رجلہ الیسری ورفع یدہ علی فخذہ الیسری ونصب الیمنی روایت
ہے وائل ابن حجر رض سے کہا بچھایا رسول اللہ صلعم نے اپنا بایان پانون
اور اوٹھایا اپنا ہاتہہ اپنی بائین ران پر اور کھڑا کیا دہنا پانون ؛ اور اوسی
کتاب کے ۱۴۴ صفحہ مین ہے ؛ عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رض قال ان
ابن عمر انما سنۃ الصلوۃ ان تنصب رجلک الیمنی وتثنی الیسری اخرجہ البخاری
ومالک والنسائی ؛ روایت ہے عبد اللہ عمر رض کے پوتے سے کہا ابن
عمر نے سنت نماز مین یہی ہے کہ کھڑا رکہے تو اپنا دہنا پانون اور بچھاوے
بایان نکالا اسکو بخاری اور مالک اور نسائی نے وفی روایۃ النسائی ان
تنصب القدم الیمنی واستقبالہ باصابعہا القبلۃ والجلوس علی الیسری ؛
اور ایک روایت مین نسائی کی سنت ہے کھڑا کرنا دہنے قدم کو اور

برابر رکھنی اوسکی انگلیونکو قبلی کیطرف اور بیٹھنا بائین قدم پر: نوان سوال حنفی نمازمین جو سجدہ کرنے کے وقت پہلے گھٹنون کوزمین پر ٹیکتے ہین بعد اوسکے ہاتھونکو اور سجدہ سے اوٹھنے کے وقت پہلے ہاتھونکو زمین سے اوٹھاتے ہین بعد اوسکے گھٹنونکو اسکی کیا دلیل ہے: جواب حدیث ہے تیسیر الوصول کے ۲۲۱ صفحہ مین

عن وائل بن حجر رض قال کان النبی صلعم اذا سجد وضع رکبتیہ قبل یدیہ واذا

نھض رفع یدیہ قبل رکبتیہ اخرجہ اصحاب السنن و فی اخری لابی داؤد واذا نھض

نھض علی رکبتیہ واعتمد علی فخذیہ: روایت ہے وائل رض سے کہا تھے نبی صلعم جب سجدہ کرتے رکھتے اپنے گھٹنونکو پہلے اپنے ہاتھون کے اور جب کھڑے ہوتے اُٹھاتے اپنے ہاتھ پہلے اپنے گھٹنون کے نکالا اوسکو اصحاب سنن یعنے ترمذی نسائی ابوداؤد نے: اور دوسری روایت مین ابوداؤد کی اور جب اوٹھتے حضرت اٹھتے اپنے گھٹنون پر اور زور دیتے ہاتھونکا اپنے زانو پر

: اور اُسی صفحہ مین ہے عن ابن عمر رض نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یعتمد الرجل علی یدیہ اذا نھض من الصلوٰۃ منع فرمایا رسول اللہ نے کہ بوجھ دے آدمی اپنے ہاتھون پر کھڑے ہونے کے وقت نماز مین: اور مشکوۃ کی شرح فارسی مین شیخ عبدالحق دہلوی نے جو لکھا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے: ابن خزیمہ کی صحیح مین ہے کہ جب حضرت سجدے مین جاتے تھے گھٹنون سے شروع کرتے: اور ابن ابی وقاص اور ابوسعید خدری کی حدیث مین آیا ہے کہ ہم رکھتے تھے

ہاتھونکو پہلے گھٹنونکے پہر حکم ہوا کہ رکھین اپنے گھٹنونکو پہلے ہاتہونکے دسوان

سوال حنفی نماز مین جو پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدی کے بعد بغیر بیٹھنے

اور بدون ٹیک لگائے ہاتھون سے زمین پر اوٹھتے ہین اوسکی کیا دلیل ہے

جواب حدیث سے ہے تیسیر الوصول اور لمعاۃ التنقیح مین عَنْ اَبِی ہُرَیرۃ رض قَالَ

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَنْہَضُ فِی الصَّلوٰۃِ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیہِ بغیر جدا

اوٹھتے تھے نماز مین پیرونکے سرون پر یعنے انگلیون کی جڑ پر یعنے بغیر بیٹھے اور بدون

ٹیک لگائے ہاتھونسے زمین پر اور کافی مین ہے اَنَّ النَّبِیَّ علیہ السلام

کَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَالثَّالِثَۃِ نَہَضَ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ

جب سر اوٹھاتے حضرت اپنا سجدے سے پہلی اور تیسری رکعت مین اوٹھتے

پیرونکی انگلیونکی جڑ پر اور فتح القدیر اور شرح مختصر الوقایہ اور لمعاۃ التنقیح

مین ہے اَخْرَجَ اِبْنُ اَبِی شَیْبَۃَ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رض اِنَّہٗ کَانَ یَنْہَضُ فِی الصَّلوٰۃِ

عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ وَلَمْ یَجْلِسْ وَاَخْرَجَ نَحْوَہٗ عَنْ عَلِی رض وَکَذَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ زُبَیْر

وَعَنْ عُمَرَ رض وَاَخْرَجَ عَنِ الشَّعْبِی کَانَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم یَنْہَضُوْنَ

فِی الصَّلوٰۃِ عَلٰی صُدُوْرِ اَقْدَامِہِمْ وَاَخْرَجَ النُّعْمَانُ بْنُ اَبِی عَیَّاشٍ اَدْرَکْتُ غَیْرَ

وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَکَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ

السَّجْدَۃِ الثَّانِیَۃِ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَالثَّالِثَۃِ نَہَضَ کَمَا ہُوَ وَلَمْ یَجْلِسْ نکالا ابن ابی

شیبہ نے ابن مسعود رض سے مقرر وے اوٹھتے تھے نماز مین اپنے پیرونکی

انگلیون کی جڑ پر اور نہ بیٹھتے تہے اور نکالا ایسا ہی علی رض سے اور ایسا ہی بن عمر اور ابن زبیر اور عمر رض سے ؛ اور نکالا نعمان ابن عیاش نے پایا مین نے بہت سے اصحابونکو رسولؐ خدا کے سو جب اوٹہاتے اپنا سر دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین اوٹہتے جس حال مین تہے اور نہ بیٹھتے

گیارہوان سوال حنفی جو رمضان مبارک مین تراویح کی نماز مین بیس رکعت نماز پڑہتے ہین اوسکی کیا دلیل ہے ؛ جواب ما ثبت بالسنۃ مین لکھا ہے بیہقی نے روایت کی سند صحیح سے اَنَّہُم یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَہْدِ عُمَرَ رض بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَفِیْ عَہْدِ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ رض مِثْلُہٗ یعنے صحابہ رسولؐ کے قیام کرتے تہے یعنے پڑہتے تہے حضرت عمر رض کی خلافت مین بیس رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علی رض کے وقت مین بہی اسیطرح ؛ اور علماء حرمین یعنے مکی اور مدینے کے عالمونکا بہی ہمیشہ سے اسیطور پر عمل چلا آتا ہے ؛ اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح فارسی مین مشکوٰۃ شریف کی جو لکھا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے ؛ اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا نے جو نماز پڑہی بیس رکعت تہی اور بعد حضرت کے عمر رض کی خلافت تک اسی طور پر حال گذرا کہ ہر کوئی گہر مین اپنے پڑہتا یا مسجد مین ؛ اور جب کچہ زمانہ حضرت عمر رض کی خلافت کا گذرا تب اونہون نے لوگونکو جمع کروایا یعنے اپنی بیس رکعت کو جماعت سے پڑہنے کو حکم فرمایا ؛ اور نہایۃ المراد مین جامع الجوامع

سے منقول ہے کہ التراویح سنة موكدة ومن لم يرها سنة موكدة فهو رافضي
يقاتل كمن لا يرى الجماعة قال اهل السنة والجماعة انها سنة رسول الله صلعم
صلاها ليلتين وقد صلاها رسول الله صلعم عشرين ركعة بعشر تسليمات ثم ترك
مخافة ان تجب كان لرسول الله صلعم والصحابة حرص في قيام الليل كان الرجل
منهم يصلي مائة ركعة واكثر وكذا في زمن ابي بكر رض فلما ظهر الكسل في زمن عمر
رض خاف ان يندرس فامر الصحابة اتفقوا معه على ان يصلوا الجماعة وزينوا المساجد
بالقناديل لم يكن علي رض حاضرا فلما راى الجماعة والقناديل قال اقام
الله امور عمر كما اقام سنة نبينا فثبت وصح ان النبي صلعم صلاها عشرين ركعة
وفي الجمعة سنة موكدة باجماع الصحابة تاركها مبتدع غير مقبول الشهادة وهي سنة
للرجال والنساء یعنے نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سے جو حدیث کی معتبر کتاب
ہے منقول ہے کہ نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے اور جو کوئی اسکو سنت موکدہ
اعتقاد نکرے تو وہ رافضی ہے مقاتلہ کیا جاویگا اوسکے ساتھہ جیسا جماعت کو
سنت موکدہ نجاننے والے کے ساتھہ اور اہل سنت جماعت نے کہا ہے
کہ یہ تراویح سنت رسول اللہ کی ہے پڑہا تہا حضرت نے اسکو دو رات اور بے
شبہہ حضرت نے تراویح پڑہی بیس رکعت دس تسلیمات سے پہر چہوڑ دیا اوسکو
خوف سے واجب ہو جانیکے یعنے اگر واجب ہو جائیگی تو امت پر مشکل پڑ جائیگی
اور تہا رسول اللہ اور اونکے اصحاب کو بڑا شوق نماز پڑہنے مین رمضان

کی راتونکو؛ کوئی اونمین سے سو رکعت پڑہتا اور کوئی زیادہ اور اسیطرح زمانی
مین ابوبکر رض کے پڑہتے تہے؛ پہر جب سستی ظاہر ہوئی عمر رض کے
زمانے مین ڈرے اس سنت کے چھوٹنے سے؛ تب اصحابون نے عمر رض
کے ساتھ اتفاق کیا اسبات پر کہ تراویح کی نماز کو جماعت سے پڑہین اور مسجد کو
قندیلونسی آرائش کرین اور اسوقت حضرت علی رض حاضر نہ تہے؛ پہر جب
انہون نے جماعت اور قندیلین دیکہین فرمایا اللہ تعالی قائم رکہے عمر رض کے کامونکو
جیسا انہون نے قائم کیا ہمارے نبی کی سنت کو؛ پس ثابت اور صحیح ہوا کہ
حضرت نے تراویح کی نماز بیس رکعت پڑہی؛ اور حجت جو کتاب معتبر ہے
اوسمین لکہا ہے کہ تراویح سنت موکدہ ہے صحابہ کے اجماع سے اور ترک
کرنیوالا اوسکا بدعتی گواہی اوسکی قبول نہوگی؛ اور وہ سنت ہے مردون
اور عورتون کے حق مین؛ اور جب خلفاء راشدین نے اس نماز تراویح
مین اہتمام اور التزام کیا تو ہر شخص کے حق مین وہ سنت موکدہ ہوگی؛ اسواسطے
کہ جیسی سنت پیغمبر خدا کی امت پر سنت ہے ویسی ہی سنت خلفاء راشدین
کی ہر کسی کے حق مین سنت ہے؛ جیسا کہ مشکوۃ کے باب الاعتصام مین

لکہا ہے عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا
بِالنَّوَاجِذِ؛ لازم پکڑو اپنے اوپر سنت ہماری اور سنت ہمارے سب خلیفونکی کہ
رشد اور ہدایت پائے ہوئے ہین اور چنگل مارو اون سب سنتون پر اور سخت پکڑو

اون سب کو دانتونسے اپنے ؛؛ بارہوان سوال حنفی جو وترکی نماز مین تین رکعت
پڑہتے ہین اسکی کیا دلیل ہے ؛؛ جواب حدیث ہے تیسیر الوصول کی فصل
صلوٰۃ الوترمین ؛؛ وعن عبد العزیز بن جریج قال سالنا عائشۃ رضی اللہ عنہا
بای شیٔ کان یوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان یقرء فی الاولیٰ
بسبح اسم ربک الاعلیٰ وفی الثانیۃ بقل یاایھا الکافرون وفی الثالثۃ بقل ہو اللہ
احد والمعوذتین اخرجہ اصحاب السنن عبد العزیز بن جریج نے کہا کہ سوال
کیا ہمنے حضرت عائشہ رض سے کہ کن صورتون سے وتر پڑہتے تہے پیغمبر خدا
تب عائشہ رض نے فرمایا کہ حضرت پڑہتے تہے وترکی پہلی رکعت مین سورہ
سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری مین قل یاایھا الکافرون اور تیسری مین قل ہو اللہ
اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ؛؛ نکالا اس حدیث کو ترمذی
اور نسائی اور ابو داؤد نے ؛؛ اور اوسی تیسیر الوصول مین ہے وعن عائشۃ
رض کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایسلم فی رکعتی الوتر اخرجہ النسائی
حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا ؛؛ سلام نہین پہیرتے تہے
وترکی دو رکعت مین یعنے وترکی نماز مین دو رکعت کے بعد سلام نہین
پہیرتے بلکہ تینون رکعتون کو ایک ساتھ پڑہتے تہے ؛؛ اور ہدایہ اور تبیین
الحقائق اور سفر السعادت مین ہے روایت عائشۃ رض النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کان یوتر بثلاث ؛؛ وحکی الحسن رح اجماع السلف علی الثلاث روایت ہے

عائشہ رض سے ہے کہ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑہتے تہے تین رکعت اور حسن بصری رض سے حکایت ہے کہ اگلی لوگوں کا اجماع ہے وتر کی تین رکعت ہونے پر ؛ اور تبیین الحقائق مین ہے ؛ اَنَّہٗ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُوْتِرُ بِثَلٰثِ رَکْعَاتٍ یَقْرَءُ فِی الْاُوْلٰی بسبح اسم ربک الاعلی وَفِی الثَّانِیَۃِ بقل یا ایہا الکافرون وَفِی الثَّالِثَۃِ بقل ہو اللہ احد وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ ؛ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑہتے تہے تین رکعت پہلی رکعت مین سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری مین قل یا ایہا الکافرون اور تیسری مین قل ہو اللہ احد اور رکوع کے پہلے دعاے قنوت پڑہتے اور اسی طرح بحر الرائق مین بہی لکہا ہے ؛ تیرہوان سوال حنفی علما کے نزدیک وے سب حدیثین جو اوپر کے جوابون مین لکہی گئی ہین نماز کے افعال کی دوسری حدیثونکی بہ نسبت جو دوسرے مجتہدون کے مذہب کے موافق ہین حدیث کے راویون اور اونکی تحقیقات کی روسے صحیح اور غیر منسوخ ہین یا نہین ؛ جواب یہ سب حدیثین جو اوپر لکہی گئی ہین حدیث کی معتبر کتابون سے منقول ہین اور اونکے جمع کرنیوالون نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا ہے کہ جو حدیث صحیح پایا اسی کو اپنی کتاب مین لکہا ؛ پہر دوسرے علما و محدثین اور فقہاے معتبرین نے بہی اون حدیثونکو جو تحقیق کیا تو صحیح اور معتبر پایا ؛ پہر اسی واسطے اون حدیثونکو فقہ کی کتابون مین بہی داخل کیا اور فقہ کے مسئلہ پر اون حدیثونکو دلیل گذرانا ؛ چنانچہ جتنی حدیثین کہ سابق مذکور ہوئی ہین ہر ایک کو کتاب حدیث اور فقہ کی سند اور تعین مقام کے ساتہہ

لکھا گیا ہے جسکو شبہہ ہو تو اون کتابونسے ملا لے ؛ مثلاً امام زیلعی نے تخریج احادیث
الہدایہ مین لکھا ہے کہ روایت کیا ہے حدیث اخفاء آمین کو امام احمد حنبل
اور ابوداؤد اور طیالسی اور ابو یعلی نے اپنی مسند مین و طبرانی نے اپنی معجم میز
اور دار قطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین ؛ اَنَّہٗ صلی اللہ علیہ وسلم
لَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ آمِیْن وَاَخْفٰی بِہَا صَوْتَہٗ ؛ اور کہا کہ یہ
حدیث صحیح الاسناد ہے بلکہ جو حدیث کہ آمین پکار کر کہنے مین وارد ہے اور امام
شافعی رح اوس سے دلیل لاتے ہین اوسکو یحیی ابن معین نے کہ سردار محدثون کے
اور شیخ اور اوستاد ہین امام محمد بخاری کے جیسا کہ تیسیر الوصول کے خطبے مین
لکھا ہے ضعیف کہا ہے جیسا کہ امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہے ؛ قَالَ
الشَّافِعِیُّ یَجْہَرُ بِہَا عِنْدَ الْجَہْرِ بِالْقِرَاءَۃِ لِحَدِیْثِ وَائِلٍ اَنَّہٗ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ آمِیْن وَمَدَّ بِہَا صَوْتَہٗ وَمَا رَوَاہُ ضَعَّفَہٗ یَحْیَی ابْنُ مَعِیْنٍ فَلَا یَلْزَمُ حُجَّۃً ؛ اور شیخ
ابن ہمام نے کہ تمام محدثون کے نزدیک معتمد علیہ ہین فتح القدیر مین اس حدیث
کو معلول کہا ہے ؛ اور اسیطرح سے حدیث جس مین مذکور ہے کہ حضرت نبی نے
صرف پہلی تکبیر مین رفع یدین کیا پھر اور تکبیرونکے وقت نہین بلکہ ارسال فرمایا ترمذی
وغیرہ نے اسے حسن کہا ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق دہلوی نے مشکوٰۃ شریف کے
ترجمہ اور سفر السعادت مین لکھا ہے (کہ ترمذی گفت حدیث ابن مسعود رض
حسن است) اور اسی طرح بڑے بڑے محدث عالمون نے اس حدیث کو

روایت اور تصحیح کی ہے ؛ جیساکہ ابوداؤد نے اور امام محمد نے مؤطا مین اور دارقطنی نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے اور امام احمد نے اور طیالسی نے اور ابویعلی نے اور حاکم نے اور اگر کسی شافعی المذہب نے اپنی تحقیق کی رو سے یا اپنے مذہب کی رعایت سے یا تعصب سے یا اس جہت سے کہ جس سے اوس نے سناتہا یا جسکے وسیلے سے اسکو پہنچا تہا وہ راوی معتبر نتہا اس سبب سے اوسکو ضعیف کہا ہو تو یہ کہنا اوسکا کچھ معتبر نہین ہے ؛ اگر ہو تو اسکے حق مین اور اوسکے زعم مین ضعیف ہوگا اسواسطے کہ اسناد اوسکا ضعیف تہا ؛ ہمارے علماے محدثین اور فقہاے محققین کے نزدیک تو معتبر اور صحیح اور ثابت ہے کیونکہ اونکے استاد جن سے اونہون نے سناتہا وے سب عادل اور ثقہ تہے اور سب علماے حنفی کا اون سب حدیثون پر عمل ہے ؛ پس بے شک اون کے نزدیک یے حدیثین غیر منسوخ ہین اسواسطے کہ منسوخ پر عمل کرنا جائز نہین بلکہ علماء حنفی کے نزدیک حدیث پکار کر آمین کہنے کی منسوخ ہے ؛ جیساکہ عنایہ اور نہایہ اور کفایہ مین کہ ہر شہر مین مسلمانون کے مشہور اور بڑی معتبر کتابین ہین

لکہا ہے ؛ قال عبداللہ بن مسعود رض ترک الناس الجہر بالتامین وماترکوا الا لعلمہم بالنسخ ؛ یعنی لوگون نے شور کرکے آمین کہنا چہوڑدیا اور نہین چہوڑا اسکو مگر جب کہ یقین حاصل ہوا اونکو اوسکے منسوخ ہونے پر ؛ اور اسیطرح سے حدیث رفع یدین کی بہی منسوخ ہے ؛ جیساکہ شیخ عبدالحق دہلوی محدث نے شرح

سفر السعادت مین لکہا ہے + اور ہدایہ اور فتح القدیر اور کفایہ اور کافی اور نہایہ
اور عنایہ مین ابن زبیر رض سے روایت ہے کہ + قَالَ مَنْ رَاٰی هٰذَا فَاِنَّ هٰذَا شَیْئٌ
فَعَلَهُ النَّبِیُّ صلعم ثُمَّ تَرَكَهُ + یعنے نہ کرسن رفع یدین اسے فلانے کیونکہ اس رفع یدین
کو حضرت نبی صلعم نے پہلے کیا تہا پہر چہوڑ دیا اور کفایہ اور نہایہ اور کافی اور شرح سفر السعادت
مین عبد اللہ ابن مسعود رض سے روایت ہے رَفَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم
فَرَفَعْنَاهُ وَتَرَكَهُ فَتَرَكْنَاهُ یعنے حضرت نبیؐ نے جب رفع یدین کیا تہا ہم نے بہی
کیا تہا اُسے اور جب چہوڑ دیا ہم نے بہی چہوڑ دیا اوسے + چودہوان سوال
اگر کوئی ظاہر مین حنفی کہلاوے اور حقیقت مین کسی امام کا مقلد نہو پہر وہ ان
حدیثون کے برخلاف عمل کرے اور انکو صحیح بجانے اور دوسرے حنفیونکو
برخلاف ان کے سکہاوے اور دوسری حدیثونکو اون حدیثونکی بہ نسبت
صحیح غیر منسوخ سمجہے اور دوسرونکو سمجہاوے اور لوگونکو فقہ کی کتابونسے
بد اعتقاد کرواوے اور یون کہے کہ قرآن اور حدیث مین جو پاؤ عمل کرو فقہ
کی بات نسنو اور تقلید کسی کی خصوصا مذہب حنفی کی نکرو اور حنفی علما کے فتوا
اور اتفاق کو نمانو اور اسکے سبب لوگونمین سخت اختلاف وزبڑی لڑائی پڑے
اور آپسمین ایک دوسرے کی توہین اور تحقیر کرے بلکہ اگلے علما حنفی اور کتب
حنفی کی اہانت کرے اور اونکے حق مین کلمہ حقارت کا کہے تو وہ حقیقت
مین اسگلے حنفی علما کا بلکہ تینون امامونکا مخالف ہوا اور اون بڑے علما کو بہ نسبت

اپنے بے علم اور بے سمجھ اور حقیر سمجھا یا نہین ؛ اور ایسی حرکت سے اوسکی یہ جو سیکڑون برس سے علماؤن نے دین محمدی مین چار مذہب حقہ قرار دیکر متفق ہوگئے تہے اور جمعیت باندہی تہی اوسنے اس اتفاق اور جمعیت کو توڑکر لوگونکو خصوص عوام مسلمانونکو ہدایت سے باز رکہا اور گمراہ بنایا یا نہین:

جواب تیرہوین سوال کے جواب سے ظاہر ہے کہ وے سب حدیثین علماء حنفی کے نزدیک صحیح اور غیر منسوخ ہین پس جو کوئی اون کو غلط سمجہے اور صحیح غیر منسوخ نجانے اور اون پر عمل نکرے وہ شخص البتہ علماء حنفی کا مخالف ہوا پہر جب وہ کسی کا مقلد نہو تو بے شبہہ سب کا مخالف ٹہرا اور ظاہر ہے کہ جب وہ کسی امام کی تقلید نہین کرتا اور اون حدیثون کو صحیح اور غیر منسوخ نہین سمجہتا بلکہ اپنے گمان مین خلاف اوسکے بوجہتا ہے بلکہ وہ اور حنفیونکو اون حدیثون پر عمل کرنے سے باز رکہتا ہے اور بر خلاف اوسکے سمجہاتا ہے اور ترغیب دیتا ہے اور اونسے بد اعتقاد کراتا ہے تو بیشک اون بڑے علما کو اپنی بہ نسبت بے علم اور بے سمجہ اور حقیر جانتا ہے ؛ اور بے شبہہ مسلمانون کی جمعیت اور اتفاق کو توڑتا ہے اور لوگون کے دلمین شک اور تردد ڈالتا ہے ؛ اور عوام کو اس راہ مستقیم سے پہیرتا ہے اور اون علما سے بد اعتقاد کرواتا ہے ؛ اور جب عوام اوسکی ایسی باتون اور حرکتون سے اور بر خلاف سمجہانے سے علماے حنفی اور اونکی کتابون کو برا کہتے اور اونکی حقارت

کرتے ہین اور اونکے تقلید کو برا جانتے ہین تو بیشک وہ لوگونکو ہدایت سے باز رکھنے والا ہوا اور گمراہ بنانے والا ٭ مرادلیلین اسکی آگے آتین ہین ٭

پندرہوان سوال اس گروہ کا یہ حال ہے کہ حنفیون کی جماعت سے دور رہتے ہین اور جن جن مسجدونمین بڑی بہاری جماعت حنفیونکی ہوتی ہے حاضر ہنین ہوتے ٭ خصوصا جس مجلس مین کہ حنفی علما حاضر ہون ہنین جاتے اور اونکی اقتدا ہنین کرتے بلکہ اوس جماعت کو چہوڑکر اپنے گروہ کے ساتہ ہوکر دوسری جماعت کرتے ہین اور لوگون کو بہی اوسی طرح سمجہاتے ہین اور ایمہ حنفیہ کو برا کہتے ہین ٭ اور اونکی اور اونکی کتابونکی حقارت کرتے ہین ٭ اور دوسرونسے بہی کرواتے ہین ٭ اور اونکے مقلدون کو برا جانتے ہین اور اکثر مسائل مین فقہ کے خلاف کرتے ہین ٭ اور حنفیون کو اونکے خلاف مذہب کی باتین سکہلاتے ہین ٭ اور اونکے مذہب کی اہانت اور فقہ کے مسائل کی حقارت اور اپنے زعم کے موافق اعتراضات کرتے ہین ٭ اور اونکو علماے حنفی اور کتاب حنفی سے بداعتقاد کرواتے ہین ٭ اور اون سے اور دوسرے حنفیون سے لڑواتے ہین ٭ اور اونکے آپس مین خلاف اور جدال اور فتنہ اور فساد ڈالتے ہین اور عداوت اور کینہ اونکے اقربا اور دوستون مین ڈلواتے ہین ٭ یہان تک کہ اونکے آپس مین ایک مجلس مین بیٹہنا اور کہانا اور پینا اور ایک جماعت مین نماز پڑہنی بالکل موقوف ہوجاتی ہے ٭ اور علما جب اونکو

وعظ اور نصیحت کرتے ہین کہ ایسے فتنہ اور فساد کو چھوڑ دو اور ایسے افعال سے باز آو تو وہ گروہ ہرگز اس سے نہین پھرتے بلکہ اور زیادہ زد اور تکرار کرتے ہین اسی طور کی بہت سی گفتگوئین کرتے ہین اور بہت سے کام کرتے ہین کہ تفصیل کو اونکی ایک دفتر چاہیے بلکہ متعذر ہے ؛ تو یہ سب فعال اور اقوال اونکے شرع شریف مین قبیح اور برا اور وے لوگ مفسد ٹھہرے اور قرآن اور حدیث مین ایسے افعال اور اقوال کی مذمت اور برائی مذکور ہے یا نہین ؛ اور جسکو قدرت اور قوت ہو جیسا حاکم یا نائب وسکا تو ایسے مفسدون کو سزا دیو اور جسکو اس قدر طاقت نہو تو ایسے شخص کو نصیحت کرتے اور جسکو اس کی بہی قدرت نہو تو ایسے شخص سے احتراز کرنا اور کنارے رہنا اور دل سے برا جاننا لازم ہے یا نہین ؛ جواب ون لوگونکا جب یہ سب حوال ہے تو بے شک سب فعال اور اقوال اونکے قبیح اور شنیع اور وی لوگ دین مین مفسد ہین اور قرآن اور حدیث مین اسطرحکے افعال اور اعمال کی بہت مذمت آئی ہے ؛ اور بادشاہ اور نائب کو اسکے سزا دینی اون لوگونکو اور جسکو قدرت ہو تو اونکو نصیحت کرنی اور باقی مسلمانون کو ایسے گروہ سے احتراز اور کنارہ کرنا اور اونکے ساتھہ صحبت نرکھنی اور اونکو دل سے برا جاننا لازم اور واجب ہے جیساکہ اللہ تعالی نے قرآن شریف مین تیرہوین سپارےکے نوین رکوع مین فرمایا ہے قال وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ الی آخر وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰئِكَ

لہم اللعنۃ ولہم سوء الدار یعنے جو لوگ فساد ڈالتے ہین ملک مین ایسے لوگ اونپر
پر لعنت ہے اور انکو ہی برا گھر ؛ اور بیسوین سپارے کے گیارھوین رکوع مین لکھا ہے
قال اللہ تعالی ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین یعنے اور نہ
چاہ فساد ملک مین مقرر اللہ نہین دوست رکھتا ہے فساد ڈالنے والونکو ؛
اور دوسرے سپارے کے نوین رکوع مین ہے واللہ لا یحب الفساد اور اللہ تعالی
دوست نہین رکھتا فساد کو ؛ اور جامع الاصول مین ہے عن عرفجۃ رض قال رأیت
رسول اللہ صلعم علی المنبر یخطب الناس فقال انہا ستکون بعدی ہنات وہنات
فمن رایتموہ فارق الجماعۃ او یرید ان یفرق امۃ محمد کائنا من کان فاقتلوہ فان
ید اللہ علی الجماعۃ وان الشیطان مع المفارق الجماعۃ یرکض اخرجہ مسلم ؛ روایت
ہے عرفجہ رض سے کہا دیکھا مین نے رسول اللہ کو منبر پر خطبہ پڑھتے سو فرمایا حضرت
نے مقرر نزدیک ہے کہ میرے پیچھے بری چال پھیلیگی سو جسکو دیکھو تم کہ وہ
جدا ہوا جماعت سے یا وہ ارادہ رکھتا ہے تفرقہ ڈالنے کا محمد کی امت مین جو
کوئی ہو مار ڈالو تم اوسکو کیونکہ بیشک اللہ کا ہاتھ ہے جماعت پر اور مقرر شیطان
ساتھ ہے جدا ہونے والے کے ٹھوکر مارتا ہوا ؛ لیکن اسقدر چاہیے کہ
ایسے شخص کو مار ڈالنا حاکم کو پہنچتا ہے دوسرے کو نہین کیونکہ اس مین فساد
اور زیادہ ہوگا ؛ اور مشکوٰۃ کے باب الاعتصام مین ہے وعن ابن عمر رض قال
قال رسول اللہ صلعم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار روایت ہے ابن عمر رض

سے کہا فرمایا پیغمبر خدا نے پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانون کی ؛ یعنے اکثر علما جس طرف ہون اونکی بیعت کرو کیونکہ جو شخص کہ دور رہا جماعت سے اور نکلا اجماع سے جمہور علما کے توڈالا جاویگا وہ جہنم کی آگ مین ؛

وعن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَ یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنے کہا ابن عمر نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بے شک خدا تعالی نہین جمع کرتا ہے میری امت کو گمراہی پر یعنے ہماری امت جس بات پر اتفاق کریگی وہی حق اور صواب ہوگا ؛ خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے یعنے اللہ تعالی جماعت کا نگہبان اور مددگار ہے ؛ جو کوئی جماعت سے نکلے گا اور اونکے طریقے کو چھوڑے گا بڑیگا یا ڈالا جاویگا جہنم کی آگ مین ؛ اور مشکوٰۃ کے باب الامر بالمعروف مین ہے عن ابی سعید الخذری رض عن رسول اللہ قال مَنْ رَاٰی مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ رواہ مسلم پیغمبر خدا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تم مین سے دیکھے برے کام کو تو چاہیے کہ تغیر دیوے اُسکو اور باز رکھے اُسکو اپنے ہاتھ سے یعنے مارنے اور توڑنے اور کرنے سے جس طرح سے ہو سکے اگر قدرت رکھے اوسکی پھر اگر ہاتھ سے قدرت نہ رکھے تو زبان سے تغیر دے یعنے منع کرے اور ڈانٹے اور سخت کہے اگر اوسکی قدرت رکھے ؛ پھر اگر زبان سے بھی

طاقت نہ رکہے تو دل سے اُسکو تغیر دیوے یعنے دل سے اوسکو برا جانے اور
اوس سے دور رہے اور اوس سے صحبت نہ رکہے ٭ اور خالی دلسے برا جاننا
ضعیف تر ایمان کا ہے یعنے ادنا درجہ ایمان کا یہ ہے کہ دل سے تو برا جانی
اور اسی باب مین ابو بکر صدیق رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا
نے مامن قوم یعمل فیہم بالمعاصی ثم یقدرون علی ان یغیروا ثم لا یغیرون
الا یوشک ان یعمہم اللہ بعقاب یعنے نہین ہے کوئی قوم کہ کیے جاوین وانکے
درمیان برے کام پہر وے قوم قدرت رکہین دفع کرنے پر اوسکے پہر اوسکو
ساتہ اوسکو دفع نکرین تو نزدیک ہے کہ گہیر لیوے اون سبکو عذاب خدا کا
اور مشکوۃ کی جلد رابع کے ۱۹۲ صفحہ مین باب الامر بالمعروف مین لکہا ہے ٭
وعن ابی ثعلبۃ فی قولہ تعالی علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم فقال اما
واللہ لقد سألت عنہا رسول اللہ صلعم فقال بل ائتمروا بالمعروف وتناہوا
عن المنکر حتی اذا رأیت شحا مطاعا وہوی متبعا ودنیا موثرۃ واعجاب کل ذی
رای برایہ ورأیت امرا لابد لک منہ فعلیک نفسک ودع امر العوام فان ورائکم
ایام الصبر فمن صبر فیہن کان کمن قبض علی الجمر للعامل فیہن اجر خمسین رجلا یعملون
مثل عملہ قالوا یا رسول اللہ اجر خمسین منہم قال اجر خمسین منکم رواہ الترمذی وابن
ماجہ ٭ روایت ہے ابی ثعلبہ رض سے تفسیر مین اس آیت کی علیکم انفسکم سو
کہا ابی ثعلبہ رض نے سن رکہو قسم خدا کی مقرر مین نے پوچہا ہے اس آیت

سے پیغمبر خدا کو کیا چھوڑ دین ہم اس آیت کے لحاظ سے امر معروف اور نہی
منکر کرنا ❊ فرمایا حضرت نے نہچھوڑ و بلکہ لوگونکو اچھی باتین بتاؤ اور بری باتونسے
باز رکھو یہان تک کہ دیکھے تو لے سُننے والے بخل کی صفت کو آدمیون مین کہ
اوسکے تابعداری کی جاتی ہے اور دیکھے تو خواہش نفس کو کہ اوسکی پیروی کی
جاتی ہے ❊ اور دیکھے تو دنیا کو کہ اختیار کی جاتی ہے آخرت پر اور دیکھے تو
اچھا جاننا اور بہتر سمجھنے ہر ایک سمجھ والے کو اپنی سمجھ اور اپنا مذہب اور رجوع نکرنا
عالمونکی طرف ❊ بلکہ آپ ہی فتویٰ اپنی خاطر خواہ اور اپنی سمجھ کے موافق دینا ❊
اور دیکھے تو ایسے کام کو کہ جس سے تو ایک نہین ہو سکتا یعنے ایسا کوئی کام
برا لوگون مین رواج پایا ہو کہ اگر تو لوگون مین رہنا اختیار کرے تو بے اختیار
تیری طبیعت اودہر رجوع کرے اور اوس مین جا پڑے ❊ یا مطلب یہ ہے کہ
ایک کام ضروری تجھے درپیش ہو کہ جسکی تجکو احتیاج ہے اور اوسکو چھوڑنا مشکل
ہے سو اگر امر نہی لوگون کو کرے تو اوسمین خلل واقع ہوتا ہے ❊ یا مراد یہ ہے
کہ تجکو کچھ چارہ اور اختیار اوس پر نہو یعنے تو لوگون کو منع نکر سکتا ہو ❊ پس ان
باتون پر لحاظ کر کے اپنے تئین سنبھال ❊ اور بچا رکھہ آپ کو بُرے کامون سے
اور چھوڑ دے عوام لوگونکو اور الگ ہو جا اونسے اور اونکے کامونکی پکڑ نکر ❊ کیونکہ
مقرر آخری زمانے مین ایسے دن تمہارے سامنے آنے والے ہین کہ جس مین
تمکو صبر کرنا چاہیے ❊ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ❊ پھر جسنے صبر کیا اون دنون مین

گویا اونے آگ کی چنگاریان ہاتھ مین لین؛ ایسے وقت مین شریعت کے حکم پر چلنے والے کو پچاس آدمیون کے برابر ثواب ملیگا جو اوسکے عمل کے برابر عمل کرتے ہین اور اس آفت مین پہنچے نہین اور اس زمانے مین نہین ہین؛ عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ اُس شخص کو کیا ثواب ملیگا پچاس آدمیون کا جو اونہین سے ہین؛ فرمایا نہین بلکہ پچاس آدمیونکا ثواب جو تم مین سے ہین روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے؛ یہ عبارت فارسی شرح سے شیخ عبد الحق دہلوی کی ترجمہ کیا گیا ہے؛ اور چوتھی جلد شرح فارسی مشکوٰۃ شریف کی باب اشراط الساعۃ مین ۲۳۵ صفحہ کے درمیان یہ حدیث ہے عن جابر ابن سمرۃ رض قال سمعت النبی صلعم اِنَّ بین یدی السَّاعَۃِ کذابین فاحذروھم روایت ہے جابر رض سے کہا سنا مین نے نبی کو کہ فرماتے تھے مقرر پیدا ہونگے قیامت کے قریب جھوٹے لوگ سو بچو تم اونکی برائیونسے؛ اور مراد جھوٹون سے یا وے لوگ ہین جو حدیثین نئی نکالتے ہین اور بناتے ہین یا وے لوگ ہین جو دعوی پیغمبری کا کرتے ہین یا وے لوگ ہین جو نئی باتین دین مین ظاہر کرتے ہین اور اپنی خواہش اور برے اعتقاد کو اصحابونسے اور اگلی بزرگون سے نسبت دیکر اپنے دلمین گمان کرتے ہین کہ راہ حق اور سنت کا طریق یہی ہے اللہ پناہ مین رکھے ہمکو ایسون سے؛ یہ ترجمہ ہے شیخ عبد الحق دہلوی کی فارسی شرح مشکوٰۃ کا؛ اور پہلی جلد باب الاعتصام مین ہے؛ عن ابی

هریرۃ رض قال قال رسول اللہ یکون فی اٰخرِ الزمان دجالون کذابون یاتونکم

من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم واباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم

روایت ہے ابو ہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ نے ہونگے آخری زمانے

مین فریب کرنے والے جھوٹے یعنے ایک گروہ ہونگے کہ وے اپنے تئین مکر اور

فریب سے عالمون اور بزرگون اور نیک کارون اور واعظون کی صورت بناکر

لوگون مین ظاہر ہونگے تاکہ اپنے جھوٹ کو ملک مین پھیلاوین؛ اور لوگونکو جھوٹے

مذہب اور بری سمجھ کیطرف بلاوین؛ اور لاتے ہین تمہارے پاس حدثین کہ

نہ تم نے سنی اونہین نہ تمہارے باپ دادانے اور مراد اون حدثیون سے

یا حدثین پیغمبر خدا صلعم کی ہین یا عام ہے دوسری آدمیون کی کہی باتونکو سو دور

رکھو تم اپکو اون سے اور دور رکھو انکو آپ سے؛ اس لیے کہ کہین گمراہ نکردین تمکو

اور فتنہ و فساد مین نہ ڈالدین تمکو مراد اس سے یہ ہے کہ دین کے مسائل سیکھنے مین

خوب احتیاط کرو؛ اور نئے مذہب والون سے اور جن باتون پر اگلے اچھے سب

مسلمان نہون اونسے الگ رہو؛ خصوصا اون لوگون سے جو آدمیون کو ہدایت

کرتے کے فریب سے اپنی طرف جھکاتے ہین مثلا سنت کے بہانے سے برے

طریقے کی طرف دعوت کرتے ہین؛ مثنوی مولوی روم قدس سرہ؛ نظم:

چون بسی ابلیس آدم روی ہست | پس بہر دستے نباید داد دست

حرف درویشان بدزدد مرد دون | تا بخواند بر غریبے زان فسون

انکہ صیاد آورد بانگ صفیر ٭ تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر ٭

یہ ترجمہ فارسی شرح مشکوۃ کا ہے ٭ اور مشکوۃ کے کتاب العلم میں ہے عن علی رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ و لا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدہم عامرۃ و ہی خراب من الہدی علماءہم شر من تحت ادیم السماء من عندہم تخرج الفتنۃ و فیہم تعود رواہ البیہقی یعنے قریب ہے کہ آویگا آدمیون پر ایک زمانہ کہ باقی نہین رہیگا اسلام سے مگر نام اوسکا اور باقی نہین رہیگا قرآن سے مگر لفظ اوسکا ٭ مسجدین انکی ظاہر مین آباد ہونگی لیکن ویران ہونگی ہدایت سے عالم سب ونکے بدتر ہونگے اونسے جو آسمان کے نیچے ہین ٭ فتنہ دین کا اونسے نکلیگا اور پھر اونہین کی طرف پھریگا ٭ اور مشکوۃ فارسی کی چوتہی جلد باب اشراط الساعۃ کے ۳۴۸ صفحہ مین ہے وعن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتخذ الفیء دولا والامانۃ مغنما والزکوۃ مغرما و تعلم لغیر الدین و اطاع الرجل امراتہ وعق امہ وادنی صدیقہ واقصی اباہ وظہرت الاصوات فی المساجد وساد القبیلۃ فاسقہم وکان زعیم القوم ارذلہم واکرم الرجل مخافۃ شرہ وظہرت القینات والمعازف وشربت الخمور ولعن اخر ہذہ الامۃ اولہا فارتقبوا عند ذلک ریحا حمراء وزلزلۃ وخسفا ومسخا وقذفا وآیات تتابع کنظام قطع سلکہ فتتابع رواہ الترمذی روایت ہے ابوہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ

نے کہ جب ٹھرالیوین لوٹ کے مال کو دولت یعنے دولتمند اور منصب والے
لوگ لوٹ کے مال کو کہ شرع کے حکم سے تمام غازیونکا حق اوسمین متعلق ہے
اپنے قابوین لیکر آپسمین حصہ کرلیوین اور غریب اور مستحق کو اوس سے محروم
رکھین اور سمجھا جاوے امانت کو غنیمت یعنے جو چیز امانت رکھی جاوے کسی
کے پاس اوسمین خیانت کرین ؛ اور اوسکو بجاے لوٹ کے مال کے جو کافرون
سے ہاتھ لگتا ہے اپنا حق سمجھین اور سمجھا جاوے زکوٰۃ کو ڈانڑ یعنے زکوٰۃ کے
دینے سے لوگون پر اسقدر سختی گذرے گویا ظلم سے اور ڈانڑ باندھہ سے اون
کے پاس سے مال لیا جاتا ہے ؛ اور سیکھا نجاوے علم دین کے واسطے اور
شریعت کے حکمونکے پہیلانے کے اور اللہ تعالی کی جناب مین نزدیکی حاصل
کرنے کے لیے بلکہ دنیا سمیٹنے کو اور عزت اور نام بڑہانے کو اور دنیا کے سردارون
سے ملاپ کرنے کو ؛ اور تابعداری کرے مرد اپنی عورت کی ایسی بات مین
جسمین دین کی مصلحت نہو اور نہ اللہ تعالی کے فرمودہ کے موافق اور دکھہ دیوے
آدمی بے وجہ شرعی کے اپنی ما کو اور ملاپ کرے اپنے آشنا سے اور کنارہ پکڑے
اپنے باپ سے اور ظاہر ہوین آوازین اور بیہودہ باتین مسجدون مین جیسا اس
زمانے مین رائج ہوا ہے اور سردار بنے اپنے گروہ کا وہ شخص جو اونمین بدکار ہووے
اور کارباری اور معتمد بنے اپنی قوم کا کہ سب لوگ اپنے کامونمین اوسکی طرف
حاجت لیجاوین جو انمین کمینہ ہو ؛ اور بزرگی اور تعظیم کی جاوے کسی آدمی کی

اوسکی برائی کے ڈر سے ۞ مثلاً ایک ظالم بد کار حکومت پاوے اور غالب
ہو جاوے پہر لوگ لاچار ہوکر ڈر سے اوسکی تعظیم کرین اور اوسکی تابعداری
بجالاوین اور علانیہ پڑہی پہرین لوگون مین گانے والی عورتین اور اونکین
ملجاوین ۞ اور ظاہر ہون بجانیکی چیزین جیسے ڈہولک طنبور ستار وغیرہ اور
پی جاوے شراب و نشہ کی چیزین اور لعنت کرین اس امت کے پچہلے لوگ
اگلون پر یعنے پچہلے اگلون پر طعن کرین اور انکو بد کہین اور کلمہ حقارت کا کہین
اور اونکی پیروی سے انکار کرین اور اونکی تقلید کو برا جانین اور اُسکو عار سمجہین
جب ایسا کیا تو گویا اون پر لعنت بہیجی جیسا ہئی مذہب اے اماموںکو اور رافضی
لوگ اصحاب رسول اللہ اور اونکے بعد کے لوگون پر لعنت کرتے ہین اور اونکو
برا جانتے ہین سو منتظر رہو تم جب یہ باتین ظاہر ہووین سرخ ہوا کے اور
زمین مین زلزلہ ہونے کے اور اوسکی دہس جانے کے اور آدمیونکی صورت
بدل جانے کے دوسری بری صورت سے اور پتہر گرنے کے آسمان سے
اور قیامت کی علامتونکے کہ ایک پر ایک ظاہر ہونگی جس طرح جواہر کا ہار جو
گوندہا ہوا ہے اور پہر ٹوٹ گیا اور جواہر اوسکے گرنے لگے ایک کے بعد ایک
روایت کیا اوسکو ترمذی نے ۞ سولہواں سوال اگر کوئی شخص مسائل شرعیہ
مین حنفیون کے ساتھ جدائی کرے مثلاً وہ روایت فقہ کی رد مین کوئی حدیث
لاوے تب اوسکی جواب مین کہا جاوے کہ وہ حدیث ضعیف ہے فلانی محدث

نے اوسکو ضعیف کہا ہے تو کہے کہ پیغمبر خدا کا قول بھی کہین ضعیف ہوتا ہے
پھر جب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ حدیث ضعیف اوسکو کہتے ہین کہ جسکے
راوی مین کچہ خلل ہو اور اگر یقین ہو کہ یہ کلام فی الحقیقت پیغمبر خدا علیہ السلام کا ہی
تو پھر ضعیف ہونا اوسکا محال ہے نعوذ باللہ من ذلک تو پھر وہ کبھی چپ رہے کبھی
اس بات کو چھوڑ کر دوسرا مسئلہ ذکر کرے کبھی اور کچہ بات درمیان مین لاکر شور غل
مچاوے کبھی اوس محدث پر طعن تشنیع کرے اور اسی طرح سے جب فقہ کی روایت
سے کہا جاوے کہ آمین شور سے کہنا اور رفع یدین کرنا رکوع کے ارادہ کے وقت مثلاً مکروہ ہے تب کہے
کہ پیغمبر خدا کا فعل بھی مکروہ ہوتا ہے اگر وہ مکروہ ہے تو پیغمبر خدا نے بھی مکروہ کام کیا تھا تو ہم بھی کہینگے آمین
پھر جب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ یہ مکروہ ہمارے حق مین ہے اسواسطے
کہ آمین آہستہ کہنا سنت مؤکدہ ہے تو پھر شور کرکے کہنے مین وہ سنت مؤکدہ ترک
ہوتی ہے اس لیے ہمارے حق مین مکروہ ہو گیا ۔ اور ایسا ہی ارسال یعنے رکوع
کے ارادے کے وقت ہاتہہ نیچے کو ڈالنا سنت مؤکدہ ہے تو پھر اوپر کو ہاتہہ اوٹھانے
سے وہ سنت مؤکدہ چھوٹتی ہے اسواسطے ہمارے حق مین مکروہ ہوا ۔ پھر وہ اس
جواب کے سننے کے بعد اوسی طرح کی حرکات کرے اور اوسکے جواب مین کچہ
غور نکرے ۔ اور اسی طرح سے جب اوسکو کہا جاوے کہ آمین شور سے کہنا اور رفع
یدین کرنا منسوخ ہے تو کہے کہ اگر منسوخ ہوتا تو امام شافعی رح کیون عمل کرتے
تب اوسکے جواب مین کہا جاوے کہ منسوخیت اسکی امام ابو حنیفہ کی تحقیق کی

رو سے ثابت ہے اگر یہ منسوخیت امام شافعی رح کو معلوم نہوئی اور حدیث
ناسخ اونکو نہ پہنچی تو اسمین کچھ خلل نہین ؛ امام شافعی رح کچھ عالم الغیب نہ تھے
کہ سب حدیثیں اور سب احکام شرع کے انکو معلوم ہوتے ؛ اور اسی کے زعم
کے موافق کہا جاوے کہ رفع یدین اگر سنت ہوتا تو کیا امام اعظم عمل نکرتے باوجود
اس بات کے کہ زمانہ امام اعظم کا بہت قریب تھا حضرت کے زمانے سے اور
تحقیق اونکی سب سے زیادہ تھی اگر سنت ہوتا تو اونکو معلوم ہوتا تو پھر جو جواب تمہارا
ہے وہی جواب ہمارا ہے ؛ پھر اس جواب کے بعد بھی سابق کی طرح سے واہی
تباہی باتین کرے ؛ اور اسی طرح سے جب کوئی مسئلہ فقہ کے خلاف لوگوں مین
ظاہر کرے تب اسکو کہا جاوے کہ یہ مسئلہ فقہ کی کتاب کے خلاف ہے تو کہے
کہ فقہ کی کتاب کے مسئلہ پر کیا اعتماد اسکو تو آدمی نے بنایا ہے اس مسئلہ کو
حدیث مین دکھلاو ؛ تب اسکو جواب دیا جاوے کہ اس مسئلہ کی دلیل یہ حدیث
فلانی فقہ کی کتاب مین ہے تو کہے کہ فقہ کی حدیث پر کیا اعتماد ہے اسکو تو فقہا
نے لکھا ہے حدیث کی کتاب مین بتلاؤ جسکو محدثون نے جمع کیا ہے ؛ پھر جب
کہا جاوے کہ یہ حدیث طحاوی یا طبرانی یا رزین یا مستدرک یا موطا محمد یا مسند
امام ابوحنیفہ مین ہے تب یون کہے کہ ہم ان سب کو نہین مانتے ہین وہ
حدیث صحاح ستہ مین دکھلاؤ ؛ پھر جب اسکو بتایا جاوے کہ وہ حدیث ترمذی
مین مثلاً ہے تب کہے کہ وہ حدیث ضعیف ہے اوسکو تو ابو داود نے ضعیف کہا ہے

پھر جب وسکے جواب مین یون کہا جاوے کہ اس حدیث کو مجتہدون نے اور
بہت سے فقہانے صحیح غیر منسوخ کہا ہے پھر ایک محدث کا اوسکو ضعیف کہنا
اون سب مجتہدون اور فقہا کے مقابل مین کچھ اعتبار نہین رکھتا پھر وہ شخص
یہ جواب سنکر بھی سابق کیطرح لایعنی بے معنی بکتا ہے ؛ تواب علما سے سوال
کیا جاتا ہے کہ یہ جواب کہ اوس شخص کے سوالات مین لکھے گئے ہین صحیح ہین یا
نہین ؛ اور جو کوئی اسطرح کے سوالات بیجا کرے اور اوسکے یہ جواب جو سابق
سب مذکور ہوے نہ سنے اور اپنی جدال اور نزاع سے باز نآوے اور اپنی ضد
اور ہٹ پر اڑا ہے اور اس حدیث کو جسکو امام اعظم نے اور ہزارون فقہانے
صحیح اور غیر منسوخ کہا ہے نہ مانے اور اونکی تحقیقات پر اعتماد نکرے اور فقہ کی کتابونکو
نہ مانے اور فقہاے محدثین کے جمع کرنے پر اعتماد نکرے بلکہ کلمہ حقارت کا کہے
اور اس حدیث قوی کے مقابل مین دوسرے محدث کی کتاب سے کہ جسکا حال
اوپر کے صفحہ مین مذکور ہوا خلاف پر دلیل لاوے اور اونکے مقلدونکو اونکی
پیروی سے باز رکھے اور بیچارے عوام کو شک مین ڈالے بلکہ مذہب حنفی سے
بد اعتماد کرواوے اور امام اعظم کی تقلید سے چھڑواوے اور اس اسطرح کے
بے معنی شبہہ اور بیجا اعتراض کہ اوپر کے صفحون مین مذکور ہو چکا جاہلون کے
سامنے بیان کرے اور انکو سکھلاوے اور جواب وسکا نہ مانے ؛ تو وہ گروہ
دین مین جدال اور خصومت ڈالنے والا اور ضلال اور خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ

بنانے والا ہے یا نہیں ؛ جواب وے سب جوابات کہ اس شخص کے سوالات
مین دیے گئے ہین سب درست اور راست بے کم و کاست ہین ان سب
جوابون کی صحت و حقیت مین کچھ شک اور شبہہ نہین ہے اور ایسا شخص جس کا
احوال سوال مین مذکور ہوا ظاہر حال اور قال سے اوسکے اور اللہ تعالی اعلم ہے
حقیقت حال سے اوسکے بیشک اہل خصومت اور جدال اور ضلال اور خود گمراہ
ہے اور لوگونکو گمراہ بنانے والا ؛ اور حدیثون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ
وہ شخص جدالی مثل مشرکین کے اہل جدال سے ہے ؛ اور آیہ شریف ما ضربوہ
لک الا جدلا بل ہم قوم خصمون کے مورد کی جنس مین داخل ہے جیسا کہ شرح مشکوٰۃ
کی اول جلد باب الاعتصام ۱۱۸ صفحہ مین لکھا ہے ؛ وعن ابی امامۃ رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ضل قوم بعد ہدی کانوا علیہ الا اوتوا الجدل ثم قرأ
رسول اللہ ہذہ الآیۃ ما ضربوہ لک الا جدلا بل ہم قوم خصمون رواہ احمد والترمذی
وابن ماجۃ ؛ روایت ہے ابو امامہ رض سے کہا فرمایا رسول ؐ نے گمراہ نہوئی
کوئی قوم بعد راہ پانیکے کہ جسپر وہ تھی مگر جب کہ دی گئی انکو جدل اور جدل کے
معنے دشمنی اور لڑائی اور جھگڑا اور پیچھے اپنے طریق کی جس سے مشہور اور جاری
کرین جھوٹے مذہب کو اور گرا وین سچی بنیاد کو پھر پڑھی حضرت ؐ نے یہ آیت
ما ضربوہ اخر تک ؛ اس آیت کے نازل ہونیکا سبب یہ ہے کہ جب فرمایا اللہ
تعالی نے ؛ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم ؛ مقرر تم اور سوائے

الله کے جس چیز کو تم پوجتے ہو سب بتہر ہین جہنم کی تنرک کرنیوالے خوش ہوے اور دہوم مچائی اور کہنے لگے کہ ہمارے بت کچہ عیسی ع م سے بہتر نہین ہین اور عیسی ع م جو معبود نصاری کے ہین اگر اس آیت کے حکم سے دوزخ مین جاوینگے تو ہم راضی ہین کہ ہمارے معبود بہی اونکے ساتہ رہین ۔ اس مقام مین فرمایا ہے کہ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ یعنے یہ بحث جو کافرون نے تیرے ساتہ کی ہے نہین کی انہون نے مگر جہگڑے اور ضد اور شرارت کی رو سے ۔ کیونکہ لفظ ما تعبدون کا عیسی ع م کو شامل نہین ہو سکتا اس لیے کہ کلمہ ما کا عقل والون کے لیے نہین ہے چیز کے معنی مین مقرر ہے جسکے معنی جو چیز اور کلمہ من کا عقل والون کے لیے مقرر ہے جسکے معنی جو شخص اور یہ لوگ جانتے ہین کہ عرب کی لغت مین اسی طرح پر آیا ہے باوجود اسکے صرف ضد اور شرارت سے اور اپنے طریق کی پچہ کرکے یون کہتے ہین ۔ اور روایت ہے کہ ابن زبعری نے یہ بحث کی تہی ۔ حضرت نے فرمایا اوسکو کہ افسوس ہے تیری بوجہ پر کیا اچہا ناوان ہے تو اپنی قوم کی زبان سے

ستر ہوان سوال

اگر کوئی حدیث کہ جسپر عمل حضرت امام اعظم کا ہو اور اونکے بعد ہزارون محدثین اور فقہا اور علمانے اُس حدیث کو صحیح غیر منسوخ کہا ہو اور اوسی کے موافق عمل کرتے چلے آے ہون اور فقہ کی کتاب مین بہی مندرج ہو پہر اوسی حدیث کو اور کسی محدث نے جو امام کا مقلد نہو ضعیف کہا ہو یا دوسری حدیث اوسکی

خلاف کسی حدیث کی کتاب مین ہے تو اوس حدیث مین کچھ شبہہ یا خلل ہوگا یا نہین ؛ اور اس حدیث کے موافق عمل کرنے مین کچھ نقصان ہے یا نہین ؛ الجواب اس باتکا جواب موقوف ہے اس بات کے جاننے پر کہ پہلے درمیان مجتہد اور فقیہ اور محدث کے فرق جانے اور وہ فرق یہ ہے ؛ کہ مجتہد کا مرتبہ بلکہ فقیہ کا رتبہ زیادہ ہے اس سے جو صرف محدث ہے اسواسطے کہ مجتہد وہ شخص ہے جو سب آیات احکامی کو اور اوسکے معانی اور تفاسیر اور تاویلات اور شان نزولات اور تمام اقسام اوس کے جیسا اصول کی کتابون مین مفصل لکھا ہے خوب یاد رکھتا ہو ؛ اور سب احادیث احکامی اور اس کی سند کو اور سب راویون کے احوال کو اور معانی اور مرادات اور تاویلات کو اچھی طرح تحقیقات کیا ہو جیسا کہ جواب مین سوال عمل بالحدیث کے بطور مثال کے چند امور مذکور ہونگے ؛ اور سب اقسام احادیث احکامی کے جیسا کہ شروح مین کتب احادیث کے مذکور ہے ہر حدیث کو مفصلاً جانتا ہو اور اوسے یاد ہو ؛ اور سب احکام اجماعی کو بھی یاد رکھتا ہو ؛ اور قوت تمام اور استعداد کمال احکام قیاسی کے نکالنے کی بھی رکھتا ہو ؛ اور فقیہ اوسکو کہتے ہین کہ احکام شرعی عملی کو اونکی دلیل کے ساتھ جانتا ہو ؛ یعنے ہر مسئلہ کو اوسکی دلیل سے قرآن یا حدیث یا اجماع یا قیاس سے جانتا ہو ؛ اور ہر ایک دلیل کی معنی اور مراد اور تاویل کو خوب تحقیق کیا ہو ؛ اور محدث وہ شخص ہے کہ صرف احادیث کی

عبارت کو جیسا سنا جمع کیا ہو معنی اور مراد اور محل اور تاویل اوسکی جانتا ہو
یا نہین اور احکام عملی کو دلیلون سے جانے یا نجانے جیسا کہ بہت سے
محدثونکا یہی حال تہا ÷ پہر جب کسی مجتہد اور فقیہ نی جس حدیث کو صحیح کہا ہو تو اوس
کسی محدث کا اوسکو ضعیف کہنا کچہ معتبر نہین ہے ÷ خصوصًا جیسے مجتہد امام اعظم رح
جنکا زمانہ حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے زمانے سے بہت نزدیک تہا اور وے
تابعین مین سے تہے ÷ بہت سی حدیثین اونہون نے صحابی سے سنین تہین
اور بہت سی تابعین سے ÷ جیسا کہ درمختار کے خطبے مین ہے سو اونہون نے
جس حدیث کو صحیح غیر منسوخ کہا ہے اور بعد اونکے ہزارون فقیہون نے بہی جو
اس حدیث کو تحقیق کیا تو جیسا امام اعظم رح نے فرمایا تہا ویسا ہی پایا تب
اونہون نے بہی اپنی کتابون مین اوسکو درج کیا اور فقہ کی مسئلہ پر اوس حدیث سے
دلیل لائے تو اب اس حدیث کی صحیح غیر منسوخ ہونے مین کسیطرحکا شک شبہہ نہین رہا
پہر اونکے بعد کوئی ایسے محدث جو امام سے بہت پیچہے تہے اور درمیان اون کے
اور حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے آٹہ آٹہ دس دس واسطے راویون کے بلکہ
زیادہ گذرے اور اونکا مرتبہ اجتہاد کا جیسا امام اعظم کا تہا نہ تہا بلکہ قریب بہی نہ تہا
بلکہ اونکو فقاہت مین بہی ویسا کمال نہ تہا جیسا کہ فقہاے حنفی کو علم فقہ مین تبحر تہا
اگر اونہون نے اپنے مذہب کی رعایت کی راہ سے یا تعصب کی رو سے
یا اپنی تحقیقات کے لحاظ سے یعنی جن راویون کے وسیلے سے اونکو وہ حدیث

پہونچی وہی لوگ اونکے نزدیک معتبر تھے اگر اوس حدیث کو ضعیف کہا تو ایسے شخص کا ضعیف
کہنا امام اعظم اور ہزاروں فقہا کے صحیح کہنے کے مقابل مین اونکے مقلدوں کے
کے حق مین بلکہ ہر منصف کے نزدیک ہرگز قابل اعتماد کے اور لائق اعتبار کے
نہین ہے ٭ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو حدیث فقہ کی معتبر کتاب مین ہے
عمل کے باب مین زیادہ معتبر ہے اوس حدیث سے کہ کتاب حدیث مین ہے اسواسطے
کہ فقہا نے التزام کیا ہے کہ جو حدیث صحیح اور غیر منسوخ ہے فقط اوسی کو فقہ کی کتاب
مین درج کر کے ہر مسلہ پر دلیل لائے ہین ٭ اور جو حدیث ضعیف ہے اوسکو
اکثر تصریح کر دیا ہے کہ فلانی حدیث ضعیف ہے ٭ اور اگر کوئی حدیث ماول ہے
تو اوسکی تاویل کو دلیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اگر منسوخ ہے تو اوسکی منسوخیت
کی وجہ کو لکھا ہے ٭ برخلاف محدثون کے کہ اونھون نے صرف اسی بات کا التزام
کیا ہے کہ جو حدیث کسی معتبر سے سنا اوسکو اپنی کتاب مین جمع کیا پھر وہ اور کسی طرح
سے ضعیف ہو یا ماول ہو یا منسوخ ہو یا نہ ہو ٭ جیسا کہ چھ کتابین حدیث کی کہ صحاح
ستہ کر کے مشہور ہین اونمین ان تینون قسم کی حدیثین بھری ہوئی ہین ٭ چنانچہ شیخ
عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ فارسی کے مقدمے مین لکھ دیا ہے جسکا
خلاصہ یہ ہے ٭ اور امام ہمام نے فتح القدیر مین پکار کر بسم اللہ پڑھنے کے
مسلہ مین لکھا ہے ٭ پھر کوئی ایسی حدیث کہ جسپر امام اعظم مجتہد مقدم کا اور بہت
سے مجتہدون اور محدثون اور فقہا اور فضلا کا عمل ہو اور اون سبھون

نے بالاتفاق اسکو صحیح غیر منسوخ لکھا ہو اور فقہ کی کتاب مین بھی وہ مندرج ہو اگر اور
کوئی محدث اوسکو ضعیف کہے یا دوسری حدیث اسکے مخالف کسی حدیث کی کتاب
مین ملے تو حنفی کے حق مین بلکہ ہر منصف کے نزدیک اوس حدیث سابق مین
کچھ خلل واقع نہوگا اور اوسکے موافق عمل کرنے مین ہرگز نقصان نہین ہے ۞ اٹھارہوان
سوال اگر کوئی اصلا رعایت مذہب حنفی کی نکرے مثلا لہو یا پیپ کسی پھوڑے سے
نکلنے مین جو ابو حنیفہ رح کے مذہب مین ناقض وضو ہے وضو نکرے یا کسی مذہب
کی رعایت نکرے مثلاً فرج کے چھونے سے بھی جو شافعی رح کے مذہب
مین وضو کا ناقض ہے وضو نکرے ۞ بلکہ اگرچہ ایک وقت مین یہ دونون
واقع ہون ہرگز وضو نکرے ۞ حاصل یہ ہے کہ جو مذہب حنفی مین نماز کا مبطل ہو اوسکو
کبھی کرے اور جو فرض ہو اوسکو کبھی نکرے ۞ اور علماے حنفی سے بغض
اور عداوت رکھے اور جو کوئی ابو حنیفہ رح کا مقلد ہو اوس سے نفرت رکھے
سوال ایسے کے پیچھے نماز مین اقتدا جائز ہے یا نہین ۞ جواب ایسے کے پیچھے
ہرگز نماز درست نہین ہے ۞ درمختار فقہ کی کتاب جو بہت معتبر ہے اور حرمین
شریفین مین اوسکا درس ہوتا ہے اور وہان کے علما کا اوسپر بہت اعتماد اور عمل ہے اوس
مین لکھا ہے ۞ ومخالف کالشافعی ان تیقن المراعاة لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک
کرہ یعنے جو کوئی حنفی مذہب کا مخالف ہو مثلاً شافعی تو اوسکے تین حال ہین ۞
اگر یقین ہو کہ وہ حنفی مذہب کی رعایت کرتا ہے یعنے مثلاً

جو چیز کہ حنفی مذہب مین اوسکے ساتھ نماز جائز نہین ہے اوس سے وہ شخص احتراز کرتا ہے تو اوسکے پیچھے نماز مکروہ نہین ✣ جیسا کہ مکہ معظمہ مین امام شافعی المذہب رعایت کرتے ہین اور اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہین کرتا تو اوسکی اقتدا درست نہین اور اگر اوسکے حال مین شک ہو یعنے ایسے شخص کا حال معلوم نہو کہ رعایت کرتا ہے یا نہین تو ایسے کے پیچھے نماز مکروہ ہے پہر جب معلوم ہوا کہ جو شافعی المذہب کہ ہماری مذہب کی رعایت نکرے اوسکی اقتدا درست نہین تو جو شخص کہ کسی مذہب کی رعایت نکرے تو بے شبہ اوسکی اقتدا کسی طرح سے ہرگز درست نہووےگی ✣ اور فتاوی عالمگیری مین کہ تمام علمای ہندوستان کے نزدیک وہ بہت معتمد اور معتبر ہے لکھا ہے اَلْاِقْتِدَاءُ بِالشَّافِعِیِّ قَالُوْا لَا بَأْسَ بِهِ اِذَا لَمْ یَکُنْ مُتَعَصِّبًا اور جامع الرموز مین ہے لَا بَأْسَ بِهِ اِذَا لَمْ یَتَعَصَّبْ اَیْ لَمْ یُبْغِضْ لِلْحَنَفِیِّ یعنے شافعی المذہب کے پیچھے اقتدا مضائقہ نہین اگر متعصب نہو یعنی حنفی لوگونسے بغض نرکہتا ہو ✣ پہر جب کہ کوئی شخص شافعی المذہب کہ حنفی سے بغض رکہتا ہو تو اوسکی اقتدا درست نہین ہے تو پہر ایسا شخص کہ علمائے حنفی سے بغض اور نفرت رکہے ہرگز اوسکی اقتدا درست نہین بلکہ نماز باطل ہے ✣ اور بحر الرائق مین ہے وَاَمَّا الصَّلٰوۃُ خَلْفَ الشَّافِعِیَّۃِ فَحَاصِلُ مَا فِی الْمُجْتَبٰی اَنَّهٗ اِذَا کَانَ مُرَاعِیًا لِلشَّرَائِطِ وَالْاَرْکَانِ عِنْدَنَا فَالْاِقْتِدَاءُ صَحِیْحٌ وَاِلَّا فَلَا یَصِحُّ وَلَا خُصُوْصِیَّۃَ لِلشَّافِعِیَّۃِ بَلِ الصَّلٰوۃُ خَلْفَ کُلِّ مُخَالِفٍ

للمذہب کذلک کوئی شخص شافعی المذہب اگر رعایت کرتا ہو ان سب شرطون اور رکنون کی جو ہمارے مذہب مین ہے تو اوسکی اقتدا صحیح ہے ؛ اور اگر رعایت نکرتا ہو تو اوسکی اقتدا صحیح نہین ہے ؛ اور یہ حکم شافعیہ کے حق مین خاص نہین ہے بلکہ اسی طرح سے جو شخص کہ حنفی مذہب کا مخالف ہو اوسکی اقتدا کا یہی حکم ہے اور مولانا عبد العزیز مرحوم نے راہ نجات کے ۱۲ صفحہ مین لکھا ہے کہ جس شخص کے مذہب مین خلل ہو اوسکے پیچھے نماز جائز نہین ؛ انیسوان سوال سوائے صحاح ستہ کے اور کتابین حدیث کی مثل رزین اور طحاوی اور مسند امام ابو حنیفہ اور موطاے امام محمد اور مستدرک حاکم اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ علماے سنت وجماعت اور محدثین کے نزدیک معتبر ہین یا نہین ؛ اور صحاح ستہ مین حدیثین ضعیف اور معلول بھی ہین یا نہین ؛ جواب اولا جانا چاہیے کہ حضرت پیغمبر خدا نے قران کو لکھنے اور جمع کرنے کو فرمایا تھا پھر بہت سے اصحاب نے اپنی سمجھ اور یاد کے موافق قرآن شریف کو جمع کیا تھا لیکن ترتیب اور تقدیم وتاخیر مین اختلاف تھا ؛ پھر بعد حضرت کے سب اصحاب نے اتفاق کر کے ایک طور پر مقرر کیا ؛ اس سبب سے کلام الہی ایک جگہ جمع ہوا اور اوسمین اختلاف نہ پڑا ؛ بخلاف احادیث کے کہ حضرت نبی نے نہ لوگونکو جمع کرنے کو حکم فرمایا اور نہ اصحاب نے ملکر جمع کیا بلکہ بعد اون کے بہت پیچھے لوگون نے کہ بعض اونکے فاضل تھے اور بعضے صرف لکھنا جانتے تھے الگ الگ انہون نے

اپنی اپنی یاد کے موافق اور جسنے جسقدر لوگون سے سنا ایک جگہ جمع کر کے ایک کتاب بنائی ÷ سو اس لیے احادیث مین بہت اختلاف واقع ہوا ÷ اور سب احادیث ایک جگہ مین جمع نہوئین اور اسی جہت سے صحاح ستہ جو حدیث کی چھہ کتابین لوگون مین مشہور ہین اونکے آپس مین بھی بہت اختلاف ہے ÷ اور اونمین سب قول و فعل حضرت کے جمع نہین ہین ÷ بلکہ ان چھہ کتابونکے سوا بہت سی کتابین حدیث کی ہین ÷ اور جیسی وے چھہ کتابین معتبر ہین ویسی وے بھی معتبر ہین ÷ جیسی مسند امام ابو حنیفہ اور موطا امام محمد اور حجت امام محمد اور آثار امام محمد اور رزین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہ ÷ اور اسقدر جاننا بہت ضرور ہے کہ یہ چھہ کتابین جنہین صحاح ستہ کہتے ہین اونمین سب حدیثین صحیح نہین ہین بلکہ انین حدیثین ضعیف و معلول بھی ہین ÷ جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ فارسی کے مقدمے مین لکھا ہے اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر مین پکار کر بسم اللہ پڑہنے کے مسلے مین لکھ دیا ہے اور عبارت فتح القدیر کی یہ ہے لَیْسَ حَدِیْثٌ صَرِیْحٌ فِیْ جَہْرِ التَّسْمِیَۃِ اِلَّا وَفِیْ اِسْنَادِہٖ مَقَالٌ عِنْدَ اَہْلِ الْحَدِیْثِ وَلِہٰذَا اَعْرَضَ عَنْہُ اَرْبَابُ الْمَسَانِیْدِ الْمَشْہُوْرَۃِ فَلَمْ یُخَرِّجُوْا شَیْئًا مِنْہَا مَعَ اِشْتِمَالِ کُتُبِہِمْ عَلٰی اَحَادِیْثَ ضَعِیْفَۃٍ بیسوان سوال حدیث مین آیا ہے کہ رسول نے فرمایا ہے کہ میری امت مین تہتر فرقے ہونگے اونمین سے بہتر ناری اور ایک ناجی اسکے معلوم ہوا کہ ہر فرقہ محمدی کہلاویگا اور کلام اللہ اور

احادیث رسول اللہ صلعم کو اپنی دلیل ٹھہراویگا سواب اسکی کیا وجہ ہے کہ ایک
فرقہ ناجی اور باقی سب ناری باوجودیکہ ہر ایک اپنی دانست مین کلام اللہ اور
احادیث رسول اللہ کے موافق عمل کرنیکا دعوا رکہتا ہے جواب پہلے جاننا چاہیے
کہ ایک فرقہ سنت و جماعت کا اور بہتر فرقے اونکے سوا سب قرآن اور حدیث سے دلیل
لاتے ہین اور اپنے خیال مین اوسی پر عمل کرتے ہین باوجود اس باتکے ایک گروہ
اسمین سے سنت و جماعت کا ناجی اور باقی بہتر جہنمی اسکا سبب یہی ہے کہ اہل
سنت و جماعت کا طریق یہ ہے کہ جو بات ظاہر حدیث سے ثابت ہوئی اوسپر
عمل واجب جانتے ہین اگرچہ اوسکی حقیقت یا کنہ عقل مین نہ آوے بلکہ گر انکی
عقل یا خواہش نفسانی برخلاف اوسکے حکم کرے تو بہی عقل اور خواہش کی
پیروی نہین کرتے سنت کا اتباع اپنے اوپر لازم اور واجب جانتے ہین
اور پیغمبر خدا کی امت جس بات پر اتفاق کرین اوسکو بجان و دل قبول کرتی
ہین اگرچہ اجماع اونکا کسی کی عقل یا خواہش کے برخلاف ہو یا اوسکا دل اوس
سے ناخوش ہو برخلاف اور گروہون کے جیسے رافضی خارجی معتزلہ کہ اونکا
یہ طریقہ ہے کہ جو قرآن و حدیث مین آیا ہے اگر اونکی عقل کے موافق اور خواہش
کے مطابق ہوا تو جلدی سے اوسکو قبول کر لیتے ہین اور اگر مخالف ہوا تو قرآن
و حدیث کی تاویل کرتے ہین ہرگز نہ اوسپر اعتقاد کرتے نہ عمل مین لاتے
بلکہ اپنی عقل ناقص اور نادانی اور خواہش نفسانی کی پیروی کرکے جس باتکو

اونکی عقل قبول اور خواہش اونکی پسند کرے اوسی پر اعتقاد اور عمل رکہتے ہین
اور اوس پر قرآن یا حدیث سے تاویل کرکے ہو یا کسی حیلہ اور فریب سے
ہو دلیل لاتے ہین ؛ اور اسی طرح اوسی اجماع کو مانتے ہین جو اونکی عقل
اور خواہش کے موافق ہو اور جو برخلاف ہو تو اوسکی تاویل کرتے ہین ؛ اور
کبھی اہل اجماع پر طعن تشنیع کرتے ہین اور خلاف پر اوسکے دلیلین ضعیف ہون
یا قوی ظاہر ہون یا تاویل سے ہون گذرانتے ہین ؛ اسی واسطے
اہل سنت وجماعت اون لوگونکو اہل ہوا کہتے ہین یعنے خواہش
نفسانی کی پیروی کرنے والے ؛ چنانچہ رافضیون نے نِسَاؤُكُمْ
حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ آیۃ قرآن
کے معنو مین خواہش نفسانی کو دخل دیکر شیطان کے بہکانے سے سیاق
وسباق کلام اللہ پر لحاظ نکرکے اندہے بنکر حکم کیا کہ عورت کی دبر مین بہی دخول
کرنا جائز ہے ؛ اور معتزلہ عذاب قبر کی حقیقت سے جو اونکی عقل مین نا آئی ؛
باوجودیکہ احادیث صریح اور صحیح اوسمین وارد ہین منکر ہو گئے ؛ اہل سنت و
جماعت اوسپر ایمان لاکر قائل ہوے اور اوسکی کیفیت کو علم الہی پر چہوڑا کہ
عقل آدمی کی اوسکے دریافت سے عاجز ہے ؛ اور قوم رافضی حضرت ابوبکر
رض کو خلیفہ برحق نہین جانتے ہین باوجود اسکے کہ تمام صحابی کا اونکی
خلافت پر اجماع تہا لیکن چونکہ اونکی خواہش کے مطابق نتہا اس اجماع کو

نہین مانتے ہین * اور حضرت صدیق کو اور جو اوس اجماع کے بانی اور ممدگار
تھے اونکو مُبرا جانتے ہین اور بد کہتے ہین * الغرض سواے اہل سنت و جماعت
کے کہ فرقہ اہل حق یہی ہے اور فرقون نے شرع کے احکام مین اپنی عقل اور
خواہش کو دخل دیا اسواسطے وے جہنمی ہوے نعوذ باللہ منہا * اور سنی لوگون
نے سنت اور جماعت کی پیروی کی اس لیے وے جنتی ہوے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا مَعَھُمْ
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ * اکیسوان سوال اس زمانے مین اگر کسی گروہ کا حال بعینہ
ان لوگونکا سا ہو وے یعنے اپنی عقل اور راے سمجھ اور اپنی خواہش کو مسائل
شرعیہ مین دخل دیوین اور مجتہدین سلف کی تقلید اور پیروی نکرین اور علماکے
اجماع کو بلکہ تمام اہل اسلام کے اتفاق کو نمانین اور اسکو حق نسمجھیں اور سواد
اعظم یعنے بڑی جماعت کی تبعیت نکرین بلکہ اپنی راے پر چلین اور اوسکو
رواج دیوین اور جو حدیث کہ اونکی خواہش کے موافق ہو اس پر تو عمل کرین اور
جو برخلاف ہو اوسکو نہ مانین یا اوسکی تاویل کرین * مثلاً جب وے قوم کہین
کہ عمل ہمارا قرآن اور حدیث پر ہے تب اونسے کہا جاوے کہ بہت سی حدیثون مین
صاف آیا ہے کہ مسلمانون کے اجماع کی پیروی کرو اور خلاف اوسکے ہرگز عمل
مین نلاو بلکہ یون بھی آیا ہے کہ جس بات پر اکثر مسلمان اور بڑی جماعت ہون
اوسی کو لازم پکڑو جو اوسکے خلاف کریگا جہنم مین پڑیگا جیسا کہ یہ حدیث مشکوۃ
شریف کی باب الاعتصام کے ۲۴ صفحہ مین موجود ہے * عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ

رسول اللہ ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی
النار رواہ الترمذی روایت ہے ابن عمر رض سے کہا فرمایا رسول اللہ نے
بیشک اللہ جمع نہین کرتا میری امت کو گمراہی پر اور اللہ کا ہاتھ ہے جماعت پر
اور جو کوئی جدا ہوا اوس سے جا پڑا وہ جہنم مین ؛ وعنہ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من
شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ اور اونہین ابن عمر رض سے روایت ہے پیروی
کرو بڑی جماعت کی سو مقرر یون ہے کہ جو جدا ہوا جماعت سے وہ گر پڑا آگ مین ؛

وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد
خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ رواہ احمد روایت ہے ابی ذر رض سے کہ کہا فرمایا
پیغمبر خدا نے کہ جسنے جدا کیا جماعت کو ایک بالشت پہر بیشک نکالا اوسنے ڈوری
اسلام کی اپنی گردن سے ؛ پہر تمام علما بلکہ تمام امت کا اتفاق اسپر ہے کہ جس کا
مرتبہ مجتہد کا نہو بلکہ اکثر علماؤن نے یون لکھا ہے کہ اس زمانے مین اگر کسی کا
مرتبہ اجتہاد کو پہنچے تو بہی اوسپر لازم ہے کہ ایک طریقہ ان چار
مذہبون سے اختیار کرلے ان چار کے خلاف نکرے ؛ اور کوئی
نیا مذہب نہ نکالے اور کسی مذہب کی پیروی سوا ان کے نکرے ؛
چنانچہ اگلے سوال مین مسلم الثبوت اور فتوی سے علماے حرمین
شریفین کے اور فتوی سے مولانا محمد اسحق اور مولانا عبد العزیز
اور شیخ عبد الحق دہلوی کے اور اشباہ ونظائر اور نہایۃ المراد وغیرہ کی تحریر سے

ظاہر ہوگا سو تم اوسپر کیون نہین عمل کرتے ہو تب اس کے جواب مین کبھی چپ رہ جاوین کبھی اوس حدیث کی تاویل کرین کبھی اجماع پر طعن کرین اور کہین کہ بہت سے مسلمان تو تعزیہ داری اور شرک و بدعت بھی کرتے ہین تو کیا یہ بھی درست ہو جائیگا نعوذ باللہ منہم کہان افعال جہلا و اہل بدعت و اہل شرک اور کہان اجماع علما ٭ الغرض علماء کے اجماع کو ایسے ایسے افعال مشرکین اور جہال کے ساتھ تشبیہ دیکر بیچارے عوام کو علماء کے اجماع سے بد اعتقاد اور بدگمان کردینگے اور کبھی اوس حدیث کو ضعیف کہین اور کبھی حدیث کے معنی اور کچھ اپنے دل سے ٹہراکے عوام کو بہکا دین ٭ دوسری مثال یہ کہ جب اونکو کہا جاوے کہ حدیث مین آیا ہے کہ جو مسلمانون مین فتنہ اور فساد ڈالے اور اونکی جماعت مین تفرقہ کروائے تو اوسکو قتل کرو وہ بہت برا شخص ہے ٭ جیسا کہ اس مضمون کی حدیث اگلے سوالات کے جواب مین مذکور ہوئی ٭ سو تم مسلمانون کے گروہ مین فساد اور تفرقہ کیون ڈالتے ہو اور اللہ تعالی نے تو منافقون کے حال مین یون فرمایا ہے ٭ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ یعنے جب انکو کہا جاتا ہے لوگون مین فساد نہ ڈالو یہ بہت برا کام ہے ٭ تو اوسکے جواب مین یون تقریر ظاہر کرتے ہین کہ ہم تو کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے موافق چلتے ہین اور دوسرونکو چلاتے ہین اور کہین کہ ہم تو سنواتے ہین اور منافقون کی طرح اس آیت کے مضمون کو بیان کرتی ہین قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ تو اس گروہ کے یون کلام کرنے سے صاف ظاہر ہوا

کہ اماموں کو اور اونکی مقلدونکو خصوصا مقلدون کو امام اعظم رح کے سمجھتی ہین کہ
وے لوگ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے برخلاف عمل کرتے ہین ٭ سو لی
جھوٹے ہین اَلَا اِنَّهُم هُمُ المُفسِدُونَ وَلٰكِن لَا يَشعُرُونَ یعنے مقرر وہی فساد ڈالتے
ہین مگر اپنی نفسانیت اور جہالت کے سبب سے غور نہین کرتے اور نہ بازآتی
تو اب سوال کیا جاتا ہے کہ یہ گروہ جنکا احوال اور اقوال سابق مذکور ہوا ہے بدعت
شیطانی اور وسواس نفسانی مین مانند گروہ معتزلی ور رافضی کے اور اقوال اور افعال
مین مانند بہت سی فرقہ ضالہ وگمراہ کے اور گفتگو اور سوالات اور جوابات مین
مانند منافقون اور مشرکون کی ہین یا نہین ٭ الجواب واللہ اعلم بالصواب
وے گروہ برحسب سوال کے اور اللہ اعلم ہے اون کی حقیقت حال سے بیشک
وشبہہ مثل معتزلہ اور رافضی وغیرہ کے احوال اور اعمال کی روسے بدعت اور
ہوا مین پڑے ہوے ہین ٭ اور بہت سے فرقہ ضالہ ومضلہ کی مانند اقوال اور
افعال مین خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ بنانے والے ہین ٭ اور مشرکون اور منافقون
کی مانند سوالات اور جوابات مین جھگڑنے والے ہین ٭ سابق اسکے جوابون مین
دلیلین انکی ایات اور احادیث اور اقوال اسلاف سی مذکور ہو چکی ہین تکرار اور
ذکر بار بار کی حاجت نہین ہے بلکہ جسکو ذرا سا بہی علم اور اوسکے دل مین کچہ
انصاف ہے تو اوسپر ظاہر اور باہر ہے نعوذ باللہ من شرور انفسهم ومن سيئات
اعمالهم ومن قبحات اقوالهم وقبائح احوالهم وشنائع اعمالهم ٭ بائیسوان سوال

کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کی موافق عمل کرنا ان چار مذہبون مین سے ایک کی تقلید اور پیروی کرنے سے جو تمام اہل اسلام کے ملکونمین محمدی ملت کے درمیان مروج اور مشہور ہے حاصل ہوتا ہے یا اون سے خلاف نیا مذہب نکالنے سے؛ اور کسی کو اون کے مقلد پر انکار کرنا پہنچتا ہے یا نہین؛ جواب یہ جو چار مذہب جو مشہور ہین انہین سے ایک کی پیروی کرنے سے کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے موافق عمل کرنا حاصل ہوتا ہے؛ اور کسیکو اونکے مقلد پر انکار درست نہین ہے؛ فتوی ہین علمائے الحرمین المعظمین زادہما اللہ شرفا کے کتاب تجنیس و مزید سے منقول ہے

فابو حنیفۃ ومالک والشافعی واحمد کل واحد منہم من اہل الذکر الذین وجب سوالہم واتباعہم لمن لم یصل الی درجۃ النظر والاستدلال فاذا عمل احد من المقلدین فی طہارتہ او صلاتہ او فی شیء مما جری بہ التکلیف بقول واحد منہم مقلدا لہ فقد ادی ما علیہ ولیس لاحد ممن ہو فی درجۃ التقلید ولا المجتہد الانکار علیہ

خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد رح ہر ایک اونہین سے ایسے عالم تہے کہ جنسے دین کی باتین سوال کرنی اور اونکی پیروی کرنی واجب ہے اوس شخص کے حق مین کہ جو اجتہاد کے مرتبہ کو نہین پہنچا ہے؛ پہر جب کوئی مقلدین سے پیروی کرے اونہین سے ایک کی اپنی طہارت مین یا نماز مین یا اور کسی امر شرعی مین تو ادا کیا اوسنے جو واجب تہا اوسپر؛ اور نہین پہنچتا ہے کسی کو مقلد ہو یا مجتہد انکار کرنا ویسی شخص پر؛ اور مولانا محمد اسحق دہلوی نے

مأتہ المسائل کے ۱۵۶ صفحہ مین سائل کے جواب مین لکھا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے
چارون مذہب بدعت نہین نہ سیئہ نہ حسنہ بلکہ پیروی ان مذہبونکی عین پیروی
سنت کی ہے کیونکہ اختلاف ان چارون مذہبونکا اختلاف اصحاب کی جہت
سے ہے ؛ اور صحابہ کی پیروی کرنے مین حدیث اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم
اہتدیتم وارد ہے ؛ یعنے صحابہ میرے تارے کی مانند ہین تم جنکی اقتدا کروگے ہدایت
پاوگے ؛ یا اختلاف چارون مذہبونکا بسبب اختلاف قیاس کے ہے اور قیاس کا
صحیح ہونا نصون سے یعنے مضبوط دلیلون سے ثابت ہے ؛ پس پیروی ان مذہبونکی
حقیقت مین پیروی نص کی ہے ؛ اور اختلاف ان مذہبونکا اس سبب سی ہی ہے
کہ کسی نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کوئی اوسکی حقیقت و رغرض پر گیا ؛ چنانچہ
صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین یہ حدیث ہے کہ جب حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے لوگونکو بنی قریظہ کی طرف بہیجا فرمایا کہ نہ پڑھے کوئی تم مین سے عصر
کی نماز مگر بنی قریظہ مین ؛ پہر بعضون نے اونمین سے راہ مین نماز پڑہ لی یہ سمجہ کر کہ
حضرت کو اس فرمانے سے منظور یہی تہا کہ کہین راہ مین توقف نکرین نہ یہ کہ وقت
آنے پر بہی نماز نہ پڑہین ؛ اور بعضون نے حدیث کے ظاہر لفظون پر لحاظ کرکے
راہ مین نماز نہ پڑہی یہان تک کہ بنی قریظہ مین پہنچ گئے ؛ پہر جب حضرت نے یہ بات
سنی دونون قسم کے لوگون پر اعتراض نفرمایا اسی سبب سے عمل دونون طور
پر جائز ہوا ؛ اور یہی طور ہے چارون مذہبون کے اختلاف کا پس کیونکر بدعت ہوگی

اور اُسی کتاب مین ہے ہر گز اون کے مقلد کو بدعتی کہنا درست نہین کیونکہ تقلید اونکی تقلید حدیث شریف کی ہے ظاہر و باطن کے اعتبار سے ❊ پس پیرو حدیث کو بدعتی کہنا گمراہی ہے اور باعث عذابکا ❊ اور یہ عبارت بھی اُسمین ہے ❊ فرض و نفل کی نماز اونکے مقلدونکی البتہ مقبول ہوگی اور تقلید نہین چھوڑی جائگی ❊ کیونکہ تقلید اونکی تقلید سنت کی ہے ❊ اور دلیلین اوسکی بہت سی کتابون سے آگے مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالی ❊ تیسوان سوال اس زمانے مین ان چار مذہبونکو چھوڑ کر پانچوان طریق نکالنا یا اور کسی مذہب پر چلنا درست ہے یا باطل اور حرام ❊ جواب جب اجماع علما سے ثابت ہوا کہ ان چار مذہب کے سوا پیروی کرنی کسی کی خصوصا ایک نیا مذہب نکال کر اوسکو رواج دینا بہت سے عوام لوگونکو بلکہ خواص کو شک اور تردد اور تہلکہ مین ڈالنا ہے ❊ اور اس جہت سے شریعت کا انتظام جاتا ہی رہتا ہے اور دین مین فتنہ اور فساد پڑتا ہے ❊ اس لیے اس زمانے مین نیا مذہب یا پانچوان نکالنا اور اوسکو رواج دینا باطل اور حرام ہے ❊ چنانچہ اکثر علماء دیندار اور فضلاء نیک کردار نے اسکو اپنی کتابون مین لکھا ہے جیسا

کہ مسلم الثبوت مین ہے أَجْمَعَ الْمُحَقِّقُونَ عَلَى مَنْعِ الْعَوَامِّ مِنْ تَقْلِيدِ أَعْيَانِ الصَّحَابَةِ (رض) بَلْ عَلَيْهِمْ اتِّبَاعُ الَّذِينَ بَوَّبُوا وَهَذَّبُوا وَنَقَّحُوا وَجَمَعُوا وَعَلَيْهِ بَنَى ابْنُ الصَّلَاحِ مَنْعَ تَقْلِيدِ غَيْرِ الْأَرْبَعَةِ لِأَنَّ ذَلِكَ لَمْ يُدْرَ فِي غَيْرِهِمُ اتفاق کیا محققون نے منع کرنے پر عوام کو تقلید کرنے سے صحابہ کی بلکہ اونپر واجب ہے پیروی کرنی اون مجتہدونکی

جنھون نے علم فقہ کو جمع اور تفصیل کیا اور آراستہ اور خلاصہ بنایا اور اوسی بات پر ابن صالح نے بنا کیا کہ سواے اون چار امامونکے اور کسی کی تقلید منع کی جاویگی اس واسطے کہ یہ سب باتین اور کسی مجتہد مین معلوم نہین ہوئین ؛ اور اشباہ مین ہے وما خالف الائمۃ الاربعۃ مخالف للاجماع وقد صرح فی التحریر ان الاجماع انعقد علی عدم العمل بمذہب مخالف للاربعۃ لانضباط مذاہبہم وکثرۃ اتباعہم اور جو حکم مخالف ہو اون چار امامون کے قول کا سو وہ اجماع کا مخالف ہے ؛ اور تصریح کیا ہے امام ابن ہمام نے تحریر مین کہ تمام علما کا اجماع ہوا ہے عمل نکرنے پر اوس مذہب کے جو مخالف ہے ان چار امامونکے اس واسطے کہ ان امامونکا مذہب ضبط اور آراستہ ہوا ہے اور اونکی پیروی کرنے والے بڑی بڑی جماعت ہین یعنے اون امامون کے مقلد بن سواد اعظم اور بہت لوگ ہین ؛ اور سواد اعظم کی تبعیت کرنے کو حضرت پیغمبر خدا نے واجب فرمایا ہے ؛ تو پہر اس سے معلوم ہوا کہ جس نے اون چار امامونسے کسی ایک کی پیروی نہین کی تو وہ سواد اعظم سے دور رہا اور پیغمبر کے حکم کا مخالف بنا اور اونکے فرمانیکے بموجب مستحق جہنم کا ہوا جیسا سابق مذکور ہوا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار یعنے پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانون کی کیونکہ جو شخص دور رہیگا جماعت کی پیروی سے تو ڈ پڑیگا جہنم مین ؛ اور نہایۃ المراد مین لکھا ہے وفی زماننا ہذا قد انحصرت صحۃ التقلید فی ہذہ المذاہب الاربعۃ فی الحکم المتفق علیہ بینہم

وَفِي الحُكْمِ المُختَلِفِ فِيهِ ايضاً ؛ قَالَ المُنَادِيُّ فِي شَرحِ الجَامِعِ الصَّغِيرِ وَلَا يَجُوزُ اليَومَ تَقلِيدُ غَيرِ الاَئِمَّةِ الاَربَعَةِ فِي قَضَاءٍ وَلَا اِفتَاءٍ ترجمہ ہمارے اس زمانے مین منحصر ہوئی ہے تقلید انہین چار مذہب مین خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پہر ان چار مین سے سوا اور کسی کی تقلید درست نہین ہے ؛ اور کہا ہے منادی نے جامع صغیر کی شرح مین ؛ جائز نہین ہے اس زمانے مین تقلید کرنی سوا ان چار امامون کے نہ تو قضا مین اور نہ فتوی مین ؛ یعنے نہ تو قاضی کو درست ہے انکے مذہب کے سوا حکم کرنا اور نہ مفتی کو جائز ہے فتوی دینا ؛ اور تفسیر احمدی مین ہے قَدْ وَقَعَ الاِجمَاعُ عَلَى اَنَّ الاِتِّبَاعَ اِنَّمَا يَجُوزُ لِلاَربَعِ فَلَا يَجُوزُ الاِتِّبَاعُ لِمَن حَدَثَ مُجتَهِدًا مُخَالِفًا لَهُم بے شبہہ واقع ہوا ہے اجماع اس بات پر کہ تقلید نہین جائز ہے مگر ان چار امامون مین سے ایک کی ؛ پہر جائز نہین ہے پیروی کرنی اس شخص کی جو اس زمانے مین بنا مجتہد ہوا اور وہ مخالف ہو ان چار امامون کا ؛ اور اسی تفسیر احمدی مین لکہا ہے وَالاِنصَافُ اَنَّ انحِصَارَ المَذَاهِبِ فِي الاَربَعَةِ وَاتِّبَاعَهُم فَضلٌ اِلٰهِيٌّ وَقَبُولِيَّةٌ عِندَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا مَجَالَ فِيهِ لِلتَّوجِيهَاتِ وَالاَدِلَّةِ اور انصاف یہ ہے کہ منحصر ہونا مذہبون کا ان چار مذہب مین اور منحصر ہونی پیروی انہین چار مین یہ فضل ہے اللہ تعالی کا اور مقبولیت ہے اوسکی ؛ پہر اس بات مین دلیل اور توجیہ کو کچہ دخل نہین ہے ؛ اور شرح سفر السعادت کے ۲۸ صفحہ مین جو لکہا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ دین مجتہدون نے پیغمبر خدا کی حدیثون اور

اونکے اصحاب کی روایتون کو جنکر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا
کر کے تحقیق و تاویل فرما کے آپس مین اونکے موافقت اور مطابقت دیکر ایک
مذہب مقرر کیا ہے ؛ عوام مسلمانون بلکہ عالمون کو اس زمانے کے وہ قوت
اور طاقت کہان ہے کہ یہ کام اونکے ہاتھ سے نکلے ؛ اونکی راہ یہی ہے کہ مجتہدونکی
پیروی کرین اور اونکے طریقے پر جاوین ترجمہ تمام ہوا ؛ اور بعضے علمانے مولانا
شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی روایت سے یون لکھا ہے کہ چارو مجتہدون نے
جو فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے قول کو برخلاف حدیث صحیح کے پاوے تو چاہیے
کہ وہ حدیث پر عمل کرے کہ فی الحقیقت ہمارا مذہب یہی ہے ؛ تو یہ کہنا اونکا
اونکے زمانے سے علاقہ رکھتا ہے کیونکہ اونکے بعد اجتہاد جاتا رہا تقلید لازم
ہوئی ؛ اس لیے بعد اونکے جتنے علما گذرے باوجودیکہ اونکو مسائل کے نکالنے
کی قوت اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا علم اور فقیہون کی اختلافات
کی شناسائی حاصل تھی پھر بھی وے اجتہاد کی راہ نہ چلے اسی واسطے کہ جیسی
سمجھ کی مضبوطی اور غور کی قوت اور دل کی ستھرائی اور قلب کی روشنی اور
بے طمعی اور نیت کی درستی اور خواہش نفسانی سے دوری اور پرہیزگاری اور
سلیقہ عربی زبان کی بوجہ کا قدیم لغتون کے موافق اون مجتہدون مین تھی
اپنی ذات مین اُنھون نے بنائی ؛ اور ویسی تحقیقات اور تلاش اور قوت مسائل
کے نکالنے کی اُنہین حاصل نہوئی ؛ اور مسلمون کے نادرست اور درست کرنے

مین کوئی دوسری راہ سوائے اون لوگون کے مقرر کی ہوئی میسر نائی ؛ حکم
کیا اجتہاد کے حرام ہونے اور چارون امامون کی تقلید کے واجب ٹھرجانے پر
اور اللہ تعالیٰ اون پر رحمت کرے کہ اچھے طریقے اور مضبوط راہ پر چلے کہ جن مین
بہت سی نیک باتین پائی جاتی ہین ؛ اون مین سے ایک یہ ہے کہ لوگون کی
سرشت مین یہ بات ہے کہ ہر شخص اپنی سمجھ پر نازان ہوتا ہے ؛ اور دوسرے کے
کمال کو اگرچہ مجملا اوسپر اعتقاد رکھتا ہو پہر بہی بسبب اسکے کہ اوسکے دلمین ایک بات
ٹھر رہی ہے اچھی بات کو بہی اون کی قبول نہین کرتا پہر اپنے برابر کے لوگون کے
قول کا تو کیا ٹھکانا ؛ پس اس صورت مین اگر کوئی شخص اجتہاد کی شرطین حاصل
کرکے خلاف اگلونکے احکام جاری کرتا تو ہر کوئی کیا ناقص اور کیا متوسط اپنی
استعداد کے موافق ایک نئی راہ پر چلنے لگتا ؛ اس مین یہان تک اختلاف واقع
ہوتا کہ جمعیت شریعت کے احکام کی عبادات اور معاملات کے مقدمہ مین باقی
نرہتی اور ٹوٹ جاتی ؛ اور امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ بند ہوجاتا ؛ چنانچہ
جب تک چار مذہب پر لوگ مضبوط نہین ہوے تہے اور اونکی پیروی اختیار
نہین کی تہی بہتر اور کئی فرقے ہوگئے تہے اور اونکے تابعدار باقی رہ گئے ؛ مگر بعد
اوسکے جب علماؤن نے ان چار مذہبون کو خوب ضبط کیا اور اون کے موافق
احکام کو ہر طرف جاری فرمایا اور ایک نیا مذہب بنانے کو باطل اور حرام ٹہرایا
تب لوگون چار کے سوا دوسرا نیا مذہب کسی نے نہ نکالا اور شاید کسی نے نکالا ہو

تو بسبب اجماع علماء دین دار کے اور مدد سے پادشاہ دین پناہ کے جاری اور رواج نہونے پایا؛ خلاصہ اُنکی عبارت کا تمام ہوا؛ اور فتوی مین علماء حرمین شریفین کے ہے وَالْحَاصِلُ اَنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ لِعَاقِلٍ اَنْ یَّخْتَارَ فِی الدِّیْنِ طَرِیْقَۃً اِلَّا مَا ارْتَضَاہَا السَّلَفُ وَالْخَلَفُ وَتَوَاتَرَتْ رِوَایَۃً وَحَصَلَ الْاِجْمَاعُ فِیْ کُلِّ عَصْرٍ عَلٰی حَقِیَّۃِ ذٰلِکَ وَلَمْ یُوْجَدِ الْمُتَّصِفُ کَذَالِکَ اِلَّا مَا اَجْمَعَ عَلَیْہِ الْعُلَمَآءُ مِنْ حَقِیَّۃِ الْمَذَاہِبِ الْاَرْبَعَۃِ عَصْرًا بَعْدَ عَصْرٍ وَتَلَقَّتْہُمُ الْاُمَّۃُ بِالْقَبُوْلِ وَاَمَّا مَا لَمْ یُنْقَلْ مُتَوَاتِرًا اَوْ لَمْ یُجْمَعْ عَلٰی حَقِیَّتِہٖ وَلَمْ تَتَلَقَّہُ الْاُمَّۃُ کُلُّہَا بِالْقَبُوْلِ فَلَا یُلْتَفَتُ اِلَیْہِ وَلَا یُعَوَّلُ عَلَیْہِ حاصل یہ ہے کہ لائق نہین ہے کسی عاقل کو کہ اختیار کرے دین مین کسی طریقے کو مگر وہ طریقہ کہ پسند کیا ہو اوسکو اگلے علما اور پچھلے فضلا نے اور روایت اوسکی تواتر سے نقل ہوئی ہو اور حقیت اوسکی اجماع سے علما کے ہر زمانے مین ثابت ہوئی ہو اور ایسا کوئی مذہب نہین پایا گیا مگر یہی چار مذہب کہ سب علما نے اون کی حقیت پر اجماع کیا ہے اور تمام امت نے اونکو قبول کیا ہے؛ اور جو مذہب کہ تواتر سے منقول نہین ہے اور علما نے بھی اوسکی حقیت پر اجماع نہین کیا ہے اور سب مسلمانون نے بھی اوسکو قبول نہین کیا ہے تو اوسکی طرف التفات اور اوسپر اعتماد نکیا جاویگا یعنے ایسا مذہب تقلید کے قابل نہین ہے؛

چوبیسوان سوال جو کوئی اجتہاد کا رتبہ نرکھتا ہو اُسکو واجب ہے کہ کسی ایک مجتہد کی ان چار مجتہدون مشہورون مین سے پیروی کرے یا اوسکو جائز ہے

کہ قرآن اور حدیث مین جیسا پاوے ویسا عمل کرے ؛ جواب تقلید یعنے پیروی کرنی کسی امام مجتہد کی اسپر واجب ہے ؛ اور اوسکو قرآن اور حدیث پر عمل کرنا موافق اپنی سمجہ کے درست نہین ؛ لیکن یہ معلوم کرلینا ضرور ہے کہ مراد مجتہد سے وہ شخص ہے کہ جس کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور سب فاضلون کے نزدیک اجتہاد اوسکا مقبول ہو اور اوسکا مذہب نقل تواتر سے منقول ہو ؛ سو ایسے یہی چار امام ہین کہ مشہور ہین تمام اہل شرق اور غرب مین ؛ اور سب اہل عجم اور عرب کا اون کے اجتہاد پر اجماع ہے ؛ اور بہت سے علماے کرام اور اولیاے عظام کہ اونکے بعد گذرے اونہین چار مین سے ایک کی تقلید مین گذر گئے ؛ اور اونکے سوا اور کسی مجتہد کے مذہب پر اجماع علماء کا اور اتفاق مسلمین کا نہین ہے اور نہ کسی کا مذہب تواتر سے مروی ہے ؛ جیسا کہ تفصیل ان باتون کی جواب مین ایسے سوال سابق کے مذکور ہوئی ؛ نہ وہ شخص کہ خود دعوی اجتہاد کا رکہتا ہو یا بعضے جاہل یا بعضے فاضل خوشامد سے یا بعضے مرید یا شاگرد تعظیم سے یا اپنے زعم سے اوسکو مجتہد کہتے ہون تو ایسے کی تقلید ہرگز جائز نہین ہے ؛ دلیل اس حکم کی بہت سی کتابون مین لکہی ہے ؛ اختصار کے واسطے چند کتاب سے لکہا جاتا ہے

کفایہ شرح ہدایہ کے کتاب الصوم مین ہے ؛ اَلعَامِّیُّ اِذَا سَمِعَ حَدِیثًا لَیسَ لَہُ اَن

یَّاخُذَہُ بِظَاہِرِہِ لِجَوَازِ اَن یَکُونَ مَصرُوفًا عَن ظَاہِرِہِ اَو مَنسُوخًا بِخِلَافِ اَلفَتوٰی ؛

یعنے عامی جب سنے کسی حدیث کو تو جائز نہین ہے کہ اوس حدیث کے ظاہر

سے جو سمجھا جاوے اوسپر عمل کرے کیونکہ ممکن ہے کہ ظاہر معنے اوسکے مراد نہون یا وہ منسوخ ہو بخلاف فتوی کے یعنے حکم مجتہد کے کہ یہ شبہہ اور گمان وہان نہین ہے اس واسطے کہ مجتہد خوب تحقیق کرکے حکم دیتا ہے ؛ اور اسیی کفایہ کی کتاب الصوم مین ہے اِنَّ الْمُفْتِیَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ مِمَّنْ یُؤْخَذُ مِنْہُ الْفِقْہُ وَیُعْتَمَدُ عَلَیْہِ فِی الْبَلْدَۃِ فِی الْفَتْوٰی وَاِذَا کَانَ الْمُفْتِیْ عَلٰی ہٰذِہِ الصِّفَۃِ فَعَلَی الْعَامِّیِّ تَقْلِیْدُہٗ وَاِنْ کَانَ الْمُفْتِیْ اَخْطَأَ فِیْ ذٰلِکَ وَلَا یُعْتَبَرُ بِغَیْرِہٖ ہٰکَذَا رَوَی الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَابْنُ رُسْتُمَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَبِشْرٌ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ رحمہم اللہ تعالی یعنے لائق یہی ہے کہ مفتی ایسا شخص ہو کہ جس سے لوگ سب مسئلہ فقہ کا پوچھتے ہون اور علم فقہ کو سیکھتے ہون اور اس شہر مین اوسکے فتوی پر اعتماد رکھتے ہون اور مفتی جب اس طرح کا ہو تو عامی پر پیروی اوسکی واجب ہے اگرچہ مفتی خطا بھی کرے اور عامی اوسکی پیروی کے سوا اور کچھہ اعتبار نکرے یعنے جو مفتی اس طرحکا نہو تو اوسکی پیروی نکرے روایت کیا ہے اس بات کو حسن نے امام ابو حنیفہ سے اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشیر نے ابی یوسف سے ؛ اور تقریر شرح تحریر مین ہے لَیْسَ لِلْعَامِّیِّ الْاَخْذُ بِظَاہِرِ الْحَدِیْثِ لِجَوَازِ کَوْنِہٖ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاہِرِہٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بَلْ عَلَیْہِ الرُّجُوْعُ اِلَی الْفُقَہَاءِ لِعَدَمِ الْاِہْتِدَاءِ فِیْ حَقِّہٖ اِلٰی مَعْرِفَۃِ صَحِیْحِ الْاَخْبَارِ وَسَقِیْمِہَا وَنَاسِخِہَا وَمَنْسُوْخِہَا فَاِذَا اعْتَمَدَ کَانَ تَارِکًا لِلْوَاجِبِ عَلَیْہِ یعنے عامی کو حدیث کے ظاہر کے موافق عمل کرنا درست نہین ہے شاید اوس کے ظاہر معنے مراد

ہون یا وہ منسوخ ہو؛ بلکہ کسی مجتہد کی پیروی کرنی اوسپر واجب ہے اس واسطے کہ اوس عامی کو معلوم نہیں ہے کہ کونسی حدیث صحیح اور کون سی غیر صحیح ہے اور کون ناسخ اور کون منسوخ ہے پھر ایسا شخص جب اپنے فہم پر اعتماد کر کے کسی حدیث پر عمل کرے تو اوس پر جو واجب ہے اوسکو چھوڑنے والا ہوا یعنے اس واسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ یعنے سوال کرو امور دینی کو جاننے والون سے اگر تم نہین جانتے؛ اور تحریر مین ابن ہمام کی اور تیسیر شرح مین اوسکی آیا ہے غَيْرُ الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ يَلْزَمُهُ عِنْدَ الْجُمْهُورِ التَّقْلِيدُ وَإِنْ كَانَ مُجْتَهِدًا فِي بَعْضِ الْمَسَائِلِ الْفِقْهِيَّةِ أَوْ بَعْضِ الْعُلُومِ یعنے جو کوئی مجتہد مستقل نہو اگرچہ بعضے مسئلہ فقہیہ مین یا بعضے علم مین وہ اجتہاد کی طاقت رکھتا ہو تو اوسکو ضرور ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے؛ اور اشباہ مین ہے الْفَتْوَى فِي حَقِّ الْجَاهِلِ بِمَنْزِلَةِ الِاجْتِهَادِ فِي حَقِّ الْمُجْتَهِدِ یعنے مرد جاہل کہ اجتہاد کا رتبہ نہین رکھتا ہو اوسکو مجتہد کی فتوی پر عمل کرنا واجب ہے جیسا کہ مجتہد پر اپنے اجتہاد کی موافق عمل کرنا واجب ہے؛ اور مولانا عبد العزیز مرحوم نے تفسیر مین سورہ بقرہ کی آیۃ فلا تجعلوا للہ اندادا کی تفسیر مین لکھا ہے؛ کسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند از انجملہ مجتہدین شریعت و شیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب مخیر لازم الاتباع است بر عوام زیرا کہ فہم اسرار شریعت و دقائق طریقت ایشان را میسر است فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون جن لوگونکی اطاعت خدا کے حکم سے فرض ہے وے

چہ گروہ ہین اوسمین سے ایک گروہ شریعت کے مجتہد اور طریقت کے مشایخ
ہین کہ حکم انکا بھی بطریق واجب مخیر کے لازم ہے عوام امت پر اسواسطے
کہ شریعت کے اسرار اور طریقت کے اطوار اونکو معلوم ہین جیساکہ اللہ تعالی
نے فرمایا ہے ؛ سوال کرو شریعت کے احکام کو عالمون سے اگر نہین جانتے
ہو تم ؛ اور مولانا شیخ عبدالحق نے شرح سفر السعادت کے ۲۸ صفحہ مین لکھا ہی
چون وحدت وجہ در مذہب قرار یافت اکنون تابع مجتہدی را رسد کہ چون
حدیث صحیح مخالف مذہب خود در نظر آید مذہب اگذارد و عمل بحدیث کند یا نرسد
در اینجا اختلافی در روش پیشینان و پسینان رفتہ گویند کہ مقتدای حقیقی پیغمبر خدا
است و دیگران ہمہ تابع وے و چون بیقین معلوم شود کہ او فرمودہ است در پی
دیگرے رفتن معقول نبود و این طریقہ متقدمان است اما درین روزگار پس این
کار صورت نہ بندد چہ مجتہدان دین احادیث و آثار را تتبع نمودہ و ناسخ را از منسوخ
و صحیح را از سقیم جدا ساختہ و تحقیق و تاویل فرمودہ و تطبیق و توفیق میان آنہا
دادہ مذہبے قرار دادہ اند عوام مسلمانان را بلکہ علماے ایشان را درین روزگار
این قوت و طاقت کجاست کہ این کار از دست ایشان آید ایشانرا جز متابعت
مجتہدان کردن و در پی ایشان رفتن سبیلی نبود و چارہ نے ؛ خلاصہ اسکا یہ
ہے کہ جب اجماع سے علما کے یہ بات قرار پائی کہ ایک مذہب کو اختیار کرنا
ضرور ہے تو پھر تابع کو کسی مجتہد کے پہنچتا ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح اپنے مذہب

کے خلاف اوسکے نظر مین گذرے تو اپنے مذہب کو چھوڑے اور اوس حدیث
پر عمل کرے یا نہین ؛ تو اسمین درمیان متقدمین اور متاخرین کے اختلاف
ہے متقدمین یون کہتے ہین کہ پیشواے حقیق تو پیغمبر خدا ہین اور دوسرے سب
تابع اونکے ؛ پہر جب یقین معلوم ہو جاوے کہ یہ کلام فرمودہ حضرت پیغمبر کا ہے
تو پہر دوسرے کی پیروی کرنی معقول نہین ہے ؛ لیکن اس زمانے مین یہ کام
بن نہین پڑتا یعنے حدیث پر عمل کرنا نہین ہو سکتا ہے کیونکہ دین کے مجتہدون
نے پیغمبر خدا کی حدیثونکو اور اونکے اصحاب کے حکمون کو چنکر ناسخ کو منسوخ
سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کر کے تحقیق اور تاویل فرمایا ہے پہر اونکی آپس مین
موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے عوام مسلمانون کو بلکہ
اس زمانے کے عالمونکو وہ قوت اور طاقت کہان ہے کہ یہ کام اونکے ہاتہ
سے نکلے ؛ اونکی راہ یہی ہے کہ مجتہدون مین سے ایک کی پیروی کرین اور
اونکے طریقے پر چلین سوا اسکے اور کچہ تدبیر اور سبیل نہین ہے ؛ یعنے اس
زمانے کے لوگونکو اس قدر لیاقت نہین ہے کہ اپنی تحقیق سے ناسخ کو منسوخ
سے تمیز دین اور صحیح کو غیر صحیح سے فرق کرین اور حدیث مجمل کی تاویل
کرین اور اگر دو حدیث مین اختلاف ہو تو تطبیق یا ترجیح دین ؛ اسواسطے کسیکو
جائز نہین ہے کہ حدیث مین جو پاوے ویسا عمل مین لاوے بلکہ یہی فرض
ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اپنی سمجہ کے موافق قرآن اور حدیث پر

عمل نکرے ۔ اور فتوی مین علماء حرمین شریفین کے لکھا ہے الاجماع قد حصل علی حقیة المذاہب الاربعة وتخلف ذلک فیما سواہا وان الائمة جمیعا قد تلقت المذاہب الاربعة بالقبول ولم تحصل ذلک لغیرہا وقد اوجب اللہ تعالی علی من لم یعلم طرق الاجتہاد ولم یعلم ما کان علیہ الصدر الاول من الصحابة من اقوالہم وافعالہم ان یسال ولا یعمل الا بما یفتیہ المفتی من الائمة الاربعة لعدم الحجة فیمن سواہم قال اللہ تعالی فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اجماع علما کا حق ہونے پر اون چار مذہب کے ثابت ہوا ہے اور ان چار کے سوا اور کسی مذہب پر اجماع نہین ہوا اور بیشک سب امت نے ان چارونکو قبول کیا ہے اور انکے غیر کو قبول نہین کیا ۔ اور بیشک خدائے تعالی نے اوس شخص پر کہ اجتہاد کے طریقے کو نجانے اور جو کچھ صحابہ نے فرمایا ہے اور کیا ہے اوسکو بہی نہ جانے یہی واجب کیا ہے کہ شرع کے حکمون کو سوال کرے اور عمل نکرے مگر اوس چیز پر کہ فتوی دیوے کوئی مفتی مذہب سے ایک امام کے ان چار امامون مین سے کیونکہ ویسے شخص کے حق مین سوا اسکے اور کچھ دلیل نہین ہے فرمایا ہے اللہ تعالی نے پہر سوال کرو اہل علم سے اگر تم نہین جانتے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادت کے ۱۸ صفحہ مین لکھا ہے ۔ گفتہ است محقق حنفیہ شیخ کمال الدین ہمام کہ این ترتیب کہ محدثین در صحت احادیث وتقدیم صحیح بخاری ومسلم قرار دادہ اند تحکم است

وجائز نیست در وے تقلید زیراکہ اصحیت نیست مگر از جہت اشتمال رواة بر
شروطے کہ اعتبار کردہ اند آنرا بخاری ومسلم وشک نیست کہ اجماع شرائط راوی
از حکم کردن بخاری ومسلم بآن جزم نمی توان کرد؛ چہ جائز است کہ در واقع خلاف
آن باشد زیرا چہ تحقیق اخراج کردہ است مسلم در کتاب خود از بسیاری رواة
کہ سالم نیستند از جرح؛ وہم چنین در کتاب بخاری جماعہ اند کہ تکلم کردہ شدہ است
در ایشان پس مدار کار در حق رواة بر اجتہاد علما وصواب دید ایشان باشد؛ وہم
چنین در شروط صحت وضعف پس جائز است کہ صحیح شود نزد ایشان حدیثی در
غیر کتابین کہ معارضہ کند ما فی الکتابین را یا راجح آید بر ان؛ وحاصل این سخن
آنست کہ اعتماد بر تصحیح وتنقید ائمہ مجتہدین واکابر سلف است؛ وچون ایشان
حدیثی را تلقی بقبول کردہ وعمل بدان نمودند؛ پس انکار واعتراض بر ایشان
بتقلید علماے محدثین کہ مشہور اند جائز نباشد والزام ایشان بحکم این جماعہ
تحکم ومکابرہ است؛ خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ محدث محقق ابن ہمام نے
کہا ہے کہ محدثون نے جو ترتیب دی ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم زیادہ
صحیح ہے اور کتابون سے اور یے دونون مقدم ہین اور کتابون پر تو
یہ کہنا اونکا اونکے گمان سے ہے اور دعوی بے دلیل ہے؛ اور کسو
مجتہد کے مقلد کو اس بات کی پیروی کرنی درست نہین ہے؛ اسواسطے
کہ اون دونون کتابونکا صحیح ہونا یقینی ہے مگر اس لحاظ سے کہ بخاری اور

مسلم نے جن شرطونکو کہ راویون مین اعتبار کی ہین وے سب شرطین اون
کی تلاش کے موافق اون حدیثون کے راویون مین پائی گئی ہون ؛
اور شک نہین ہے اس بات مین کہ بخاری اور مسلم کے کہنے سے کہ وے
سب شرطین اون راویون مین مجتمع تہین یقین نہین ہو سکتا ہے کہ واقع
مین بہی ویسا ہی ہو کیونکہ جائز ہے کہ حقیقت مین ویسا نہو ا کیونکہ ہو سکتا ہے
کہ کسی راوی کے ظاہر حال کو دیکھکر اُنہون نے مثلاً عادل سمجھا ہو اور
وہ راوی بعد تفتیش کے ویسا نہ نکلا ہو ؛ اس لیے کہ مسلم نے اپنی کتاب
مین بہت سے لوگون سے روایت کی ہے کہ اون راویون مین کچہہ خلل
اور نقصان تہا اور ویسا ہی صحیح بخاری کا بہی حال ہے ؛ تو اب اعتماد راویونکے
احوال مین علماے مجتہدین کے فرمانے پر ہے اور اسی طرح حدیث
کے صحیح ہونے مین اور ضعیف ہونے مین بہی مجتہد کے قول کا اعتبار ہے
یعنے مقلد کے حق مین وہی راوی معتمد ہے کہ جسکو اوسکے امام نے معتمد
کہا ہو اور اُوس کے حق مین وہی حدیث صحیح ہے جسکو اوسکے امام نے
صحیح فرمایا ہو ؛ تو پہر جائز ہے کہ کوئی حدیث سواے اون دو کتابون کے
اور کسی کتاب مین ہو جو اوسکے امام کے نزدیک صحیح اور معتبر ہو اُن کتابون
کی حدیث کی نسبت یا غالب ہو اوس پر اور زیادہ معتبر ہو اوس سے ؛
سو خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ ہر حدیث کے صحیح ہونے مین مجتہدون کے

قول پر اعتماد ہے محدثون کے نہین ؛ یعنے جو شخص جس مجتہد کا مقلد ہو
پہر اوسکے امام نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو اوسکے حق مین وہی حدیث صحیح
ہے دوسرےکے قول پر اعتماد نہین ؛ تو پہر جب کسی مجتہد نے کوئی حدیث
قبول کرلی اور اوس پر عمل فرمایا تو پہر حدیث سے اون محدثون کی جو لوگون
مین مشہور ہین اعتراض کرنا مجتہد پر جائز نہین ہے ؛ اور مجتہد کو الزام دینا
محدث کے قول سے محض بے جا اور دعوی بے دلیل ؛ یعنے جب
کسی مجتہد نے ایک حدیث کو روایت کرکے اوس کے موافق عمل کیا
تو اب اوسکے مقابل مین اور کسی حدیث سے جسکو کسی محدث نے روایت
کیا ہو اعتراض کرنا جائز نہین اور اوس حدیث کو چہوڑنا اور اوس مجتہد
کی تقلید سے پہرنا اور اوسکے مقابل کی دوسری حدیث پر عمل کرنا درست
نہین ہے ؛ اور شرح سفر السعادت کے ۳۲ صفحہ مین ہے نزد قدمای
ائمہ مجتہدین وکبرای الشان علمی وافر از حدیث و معرفت جرح و تعدیل
و تنکیر و تعلیل و تطبیق و تاویل و ناسخ و منسوخ بود کہ الزام ایشان بہ تقلید
و متابعت احکام و اقوال علماے متاخرین از اہل حدیث نتوان کرد و
از حیطہ ضبط و ربط احکام مجتہدین نتوان عدول کرد بر طبق کلامی کہ از
شیخ ابن ہمام نقل یافت ؛ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اگلے مجتہدون یعنے اون
چار امامون مین حدیث کا علم کامل تہا اور حدیث صحیح اور ضعیف وغیرہ

کی تمیز اونمین بڑی کامل تہی ٭ یعنے حدیثون کے احاطہ اور تلاش مین اور ہر
حدیث کے حال دریافت کرنے مین جس قدر ان چار امامونکو علم اور امتیاز تہا
اون محدثون مشہورون کے تئین اسقدر نتو علم تہا نہ تو امتیاز تہا ٭ تو پہر اون مجتہدونکو
الزام دینا جائز نہین ہی قول سی ان محدثونکی اور حکم کرنی سی اوس جماعت کی ٭ یعنی محدثونکی
تحقیق کی لحاظ سی اور اونکی جمع کی اعتبار سی مجتہدون پر اعتراض کرنا درست نہین ہو سکتا
اور محدثون کے قول کی اعتبار سی مجتہدون کی تقلید سی پہرنا درست نہین ہے جیسا کہ
ابن ہمام کی کلام سی منقول ہوا ہے اور حاصل ان دونون عبارت شرح سفر السعادت کا ہے کہ
امام ہمام ابن ہمام محدث نے کہا ہے کہ جس حدیث کو بخاری اور مسلم یا اور
کوئی محدث اونکی مانند نے صحیح کہا ہو یا اپنی کتاب مین داخل کیا ہو تو ہم حنفیونکو
تقلید کرنی اوسکی درست نہین ہے ٭ اور اسی طرح جس حدیث کو انہون
نے ضعیف کہا ہو تو ہمکو پیروی کرنی اوسکی جائز نہین ہے اسواسطے کہ حدیث
کی صحت اور ضعف راویون کے حال کے لحاظ سے ہے اور بہت سے راوی
ہین کہ اختلاف کیا ہے لوگون نے اون مین ٭ بعضے محدثون نے اونکو عادل
سمجہا ہے اور بعضے دوسرے نے انہین غیر عادل ٹہرایا ہے ٭ تو ہوسکتا ہی
کہ جس راوی کو اون محدثون نے عادل کہا ہے وہ شخص ہمارے امام کی
تحقیق مین غیر عادل ہو ٭ اور اسی طرح جس راوی کو انہون نے غیر عادل
گمان کیا ہے ہمارے امام کی تلاش مین وہ عادل نکلا ہو ٭ پس اب اعتماد نہین

ہمکو مگر اُس چیز پر کہ ہمارے امام نے کہا ہے ؛ پھر جب کہ ہمارے امام نے ایک حدیث کو قبول کرکے عمل فرمایا ہے تو ہمارے حق مین وہی حدیث واجب العمل ہے ؛ اور دوسری حدیث اوسکے مخالف جسکو ان مشہور محدثون نے روایت کیا ہے اور اپنی اپنی کتابون مین درج کیا ہے تو کسی کو مقلد ہو یا غیر مقلد اوس حدیث سے امام پر اعتراض کرنا جائز نہین ہے ؛ اور اونکے مقلد کو اس حدیث پر عمل کرنا اور اپنے امام کی تقلید سے رجوع کرنا درست نہین ؛ اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۶ صفحہ مین لکھا ہے ؛ این چہار تن از امامان دین و مقتدایان ملت اند کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال صحابہ و سلف و تطبیق و توفیق میان آنہا نمودہ و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ کردہ و غایت بذل مجہود درین باب فرمودہ استنباط احکام بقیاس و اجتہاد از نصوص کتاب و سنت نمودہ اند غیر مجتہد را جز تابع ایشان بودن چارہ و سبیلے نیست ؛ و مشایخ طریقت و بزرگان ایشان ہمبرین مذہب بودہ اند یارب مگر آنہائیکہ از ایشان بپایۂ اجتہاد رسیدہ موافق یا مخالف ایشان برائے خود اجتہادی می نمودہ باشند واللہ اعلم ؛ خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ یے چار مجتہد دین کے امام اور ملت الاسلام کے پیشوا ہین کہ اونہون نے پیغمبر خدا کی حدیثونکو اور اصحاب کے آثار کو جمع کرا اور اون سب کے درمیان موافقت اور مطابقت دے اور بیان اور تاویل فرماکر اور ناسخ کو منسوخ سے جدا کر بہت کوشش و

جانفشانی اور مشقت وحیرانی اٹھا شرع کے حکمون کو اونکی دلیلون سے چنکر
خلاصہ ہر ایک کا کیا ہے ، غیر مجتہد کو سواے پیروی کرنی ان چار امامون
مین سے ایک کی اور کچھ تدبیر بن نہین پڑتی ہے شریعت کے علما اور طریقت
کے اولیا بھی اسی مذہب پر تھے ، مگر ان لوگون مین سے جسکا مرتبہ اجتہاد کو
پہنچا ہو تو وہ اپنے اجتہاد کے موافق چلا ہو خواہ ان چار امامون کے موافق
ہو یا مخالف ، اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۶ صفحہ مین ہے وبالجملہ مذہب
حق وطریق وصول بمنزل مقصود وابواب درآمد خانۂ دین این چہار است ہر کہ
راہی ازین راہہا ودری ازین درہا اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن ودری دیگر
گرفتن عبث وبیہودہ باشد وکارخانۂ عمل را از ضبط وربط بیرون افگندن واز راہ
مصلحت بیرون افتادن است واگر قصد سلوک طریق ورع واحتیاط دارد ہم
از مذہب واحد مختار روایتی کہ دلیلش احسن وقوی وفائدہ اش اعم واتم و
احتیاط دران اکثر واوفر بود اختیار کند وبراہ رخصت ومساہلہ وحیلہ اندوزی
نرود ، واین طریقۂ متاخرین است وشک نیست کہ این طریقہ محکم تر ومضبوط
تر است ، ترجمہ فی الحقیقت مذہب حق اور منزل مقصود کے پہنچنے کی راہ
اور اس [illegible] گھر مین آنے کا دروازہ یہی چار مذہب ہین ، جس کسی نے کہ ان
راہون مین [illegible] ایک راہ کو اور ان دروازون مین سے ایک دروازیکو اختیار
کیا تو پھر دوسری [illegible] چلنا اور دوسرے دروازے مین درآنا بے فائدہ و

بیہودہ ہے ؛ اور عمل کے کارخانے کو انتظام اور رونق سے بگاڑ دیتا ہے
اور دین کی مصلحت اور خوبی سے دور پڑتا ہے ؛ اور جو کوئی چاہے کہ تقوی اور
احتیاط کو اختیار کرے تو ایک مذہب کو ان چار سے اختیار کرکے اوسمین جو روایت
راجح اور غالب ہو اور دلیل اوسکی زیادہ قوی ہو اور فائدہ اوسکا کامل ہو اور
احتیاط اوسمین زائد ہو اوسی کو اختیار کرے ؛ اور اوس مذہب مین جو روایت
ضعیف ہو یا رخصت کی ہو اوسکو بلا ضرورت اختیار نکرے اور حیلہ بازی فریب
سازی اور فتنہ انگیزی اور فساد پردازی نکرے ؛ اور یہی طریقہ متاخرین علما
کا ہے اور شک نہین ہے کہ یہ راہ بڑی سیدہی اور استوار اور خوب مضبوط
وہموار ہے ؛ اور اوسی شرح سفر السعادت کی ۲۰ صفحہ مین ہے ؛ قرار داد
علما و مصلحت دید ایشان در آخر زمان تعین و تحقیق مذہب است و ضبط و ربطہ
کار دین و دنیا ہم درین صورت بود ؛ از اول مخیر است ہر کدام را کہ اختیار کند
صورت دارد ولیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگرے رفتن سبب توہم سوء
ظن و تفرق و تشتت در اعمال و احوال نخواہد بود قرار داد متاخرین علما بر
این است وہو المختار وفیہ الخیر ؛ اجماع اور اتفاق علما کا اور صواب دید اونکا
اس اخیر زمانے مین اس بات پر ہے کہ ہر کوئی اون چار مذہبون مین سے
ایک کو اپنے حق مین معین اور خاص کر لیوے کیونکہ کاروبار کا انتظام اور
خیریت اور دین و دنیا کی مصلحت اسی صورت مین ہے ؛ ہر شخص ابتدا سے

حال مین اپنے مختار ہے کہ جسکو ان چار مذہبون سے چاہے اختیار کر لے؛
لیکن ایک کو اختیار کرنے کے بعد پھر دوسرے مذہب پر چلنا بد اعتقادی
اور بدگمانی سے خالی نہوگا: اور عبادات اور معاملات کے باب مین تفرقہ اور
انتشار اور اختلاف واقع ہوگا: علمائے متاخرین کا اتفاق اسی بات پر ہے
اور یہی بہتر اور مختار ہے اور خیریت اور مصلحت اسی مین ہے دوسرے مین نہین
اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۸۴ صفحہ مین ہے: در اذہان بعضے مردم خیال
درامدہ کہ مذہب امام شافعی رح موافق احادیث است و سلوک طریقہ اقتدا و اتباع
در مذہب ایشان بیشتر است و مذہب امام ابو حنیفہ مبنی بر رائے و اجتہاد است
و مخالف احادیث: این سخن غلط محض و جہل صریح است آخر نہ در اجتہاد حفظ
کتاب اللہ و حفظ احادیث رسول اللہ و معرفت اقوال سلف شرط است و بے
آن درست نہ و چون قیاس اجتہاد ان امام عظیم الشان اقدم و اسبق و معتبر
و مسلم تمامہ امت است این گمان را مجال نبود: مانا کہ سبب وقوع درین ورطہ
آن بود کہ بعض محدثین کہ در مذہب امام شافعی بودند در کتابہائے کہ تصنیف
کردند چنانچہ مصابیح و مشکوۃ و مانند آن دلائل مذہب خود را تتبع و تفحص نمودہ جمع
کردند و در احادیث مذہب حنفی براہ طعن و جرح رفتند و این ہا بی گوشہ تعصبی
نخواہد بود و اکثر ایشان با حنفیہ بے گوشہ تعصبی نباشند عفا اللہ عنہم: نظر در
کتب حنفیہ کہ در دیار عرب مشہور است باید انداخت تا حقیقت حال منکشف

گردد: مواہب الرحمن کتابی است درین مذہب شارح او التزام کردہ است کہ دلیل از آیات قران واحادیث صحیحہ بیارد: وگفتہ اند کہ نزد وے رضی اللہ عنہ صندوقہا بود کہ احادیث مسموعہ خود را دران ضبط کردہ: وگفتہ اند کہ مشائخ او کہ از ایشان استماع حدیث کردہ ورای جماعتی از صحابہ کہ از ایشان شنیدہ از تابعین سہ صد کس بودہ اند و آنہا کہ از وے روایت مستند کردہ اند پانصد کس اند ومجموع استادوی در علم چہار ہزار کس اند وجمعی آنرا بر ترتیب حروف تہجی جمع کردہ اند: وچون احادیث کہ امام شافعی بدان تمسک نمودہ امام ابوحنیفہ بآن تمسک نہ نمودہ مردم گمان کردہ اند کہ مذہب او مخالف احادیث است و حال آنکہ دراین جا احادیث دیگر است صحیح تر وقوی تر از ان کہ بدان اخذ وتمسک نمودہ واین معنی بہ تفصیل بیان کردہ واثبات نمودہ اند ما اگر آنرا ذکر کنیم سخن دراز گردد وبالفعل آن مباحث موجود است طالب حق را باید کہ بدان رجوع کند وفی الحقیقت مذہب حنفی جامع معقول ومنقول است وما کہ در اغلب اوقات احوال عادت کریمہ آن امام ہمام آن بود کہ در تفہیم وتبیین مذہب خود بجہت رعایت طبائع عامہ خلق کہ مجبول اند بر تطابق معقول ومنقول و تائید نقل بعقل اقتصار بر دلیل معقول کردی وبہ قصد تسلیہ وتشفیہ طباع ایشان در کشف آن می کوشیدے والا اصل تمسک واستدلال او بکتاب وسنت و اقوال سلف بود وخود چہ صورت دارد کہ بے رجوع بکتاب وسنت واجماع تمسک

بقیاس کند وحال آنکه شرط عمل بدان عدم آن اصول است و دلائل عقلی ایشان در حقیقت برای تائید وترجیح بعضی احادیث است بر بعضی بموافقت وی مر قیاس را و لابد از احادیث آنچه موافق بقیاس بود احری است نه آنکه قیاس در مقابل نص کرده باشد ونیز حکم بصحت وضعف احادیث در زمان متاخر بر خلاف زمان سابق است چه می تواند که حدیثی در زمان ایشان صحیح باشد بسبب اجماع شرائط صحت وقبول در رواة که واسطه بودند میان ایشان وحضرت پیغمبر خدا پس ازان از جهت رواة دیگر که بعد ازان آمدند ضعفی پیدا شد پس از حکم متاخرین محدثین بضعف حدیثی لازم نباید ضعف وی در زمان امام ابوحنیفه رح واین نکته ظاهر است وامام اعظم بحیثیت غایت امتیاز ووفور فضل وکمال مغبوط ومحسود عالم بود متاخرین شافعیه را چه گفته آید که بعض متقدمین را نیز بآنجناب حسد گونه بود ودر حقیقت هرکه فاضل تر محسود تر شافعیان را این حال است امام شافعی رح را ببینید که چه مدح وی ومدح اصحاب وی می کند وی گوید که الناس کلهم عیال علی فقه ابی حنیفة وآنچنانکه تقلید واتباع امام ابوحنیفه باحادیث واقوال صحابه است دیگر برای مناسبت اصحاب ابوحنیفه رح همه متفق اند که حدیث هر چند اسناد او ضعیف بود مقدم تر واولی تر از قیاس واجتهاد است ووی بمحض تا بحد ضرورت نرسد عمل بقیاس نکند وعمل بحدیث باقسامه از دست ندهد امام شافعی قیاس را بر چندین از اقسام حدیث مقدم دارد واز اقسام قیاس نیز جز بقیاس مؤثر عمل نکند وقیاس

تناسب وقیاس شبهی وقیاس طردی همه نزد وے متروک وغیر معمول ست
و در چندین مواضع قیاس را باحادیث ترک داده و امام شافعی عمل بقیاس
کرده اگر آنرا ذکر کنیم بدرازی کشد و ابو حنیفه تقلید صحابی را درانچه صحابی باجتهاد
خود گوید واجب داند و شافعی گوید هم رجال ونحن رجال یعنے ما و ایشان در اجتهاد
برابرایم و همه مجتهدایم مجتهد را تقلید مجتهد دیگر نرسد ؛ نقل است که امام ابو حنیفه
رح فرمود که عجب از مردم که مرای گویند که وے فتوی برائے خود میدهد و حال
آنکه من هرگز فتوی نمیدهم مگر بانچه ماثور و مروی است ؛ و امام حجت عبد الله
ابن مبارک از وے رض نقل کرده که گفت انچه از حدیث رسول خدا آید فبالرأس
والعین وانچه از صحابه رسیده نیز اختیار کنیم و از گفتهٔ ایشان نه برائیم ولیکن
چون چیزے از تابعین بیاید ما و ایشان برابریم بایشان مزاحمت کنیم و در تحقیق
حق بحث نمائیم خلاصه ترجمه اوسکا یہ ہے ؛ بعضے لوگون کے گمان مین ہے
کہ مذہب امام شافعی کا احادیث کے موافق ہے اور حدیث کی پیروی اونکے
مذہب مین زیادہ ہے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کا مدار رائے اور اجتہاد
پر ہے ؛ یہ کلام محض غلط ہے اور صریح نادانی ہے ؛ کیونکہ کتاب اللہ اور احادیث
رسول اللہ اور اقوال صحابہ کو جاننا اور یاد رکھنا اجتہاد مین شرط ہے اور بغیر
ان چیزونکے اجتہاد درست نہین ہے ؛ اور جبکہ امام اعظم کا اجتہاد سب
مجتہدونکے اجتہاد پر مقدم اور سابق ہے اور سب علما اور مجتہدین کے نزدیک

ثابت ہے اور تمام امت کا مقبول ہے تو پہر یہ گمان فاسد کا محل نہین ہے ؛
اور سبب اس گمان اور زعم کا یہ ہے کہ بعضے محدثین شافعی المذہب نے کتابین
حدیث کی جو تصنیف کی ہین جیسا مصابیح اور مشکوۃ اور اوسکے مانند تو اپنے مذہب
کی دلیلین ڈہونڈہہ کر اور حدیثین جو اونکے مذہب کی موافق ملین چنکر جمع کیا ہے اور جو حدیث
کہ ابو حنیفہ کے مذہب کی موافق ہے اوسپر طعن اور جرح کیا ہے اور حقیقت مین یہ
سب تعصب سے باہر نہ تہا؛ اور اکثر اون لوگون کے تعصب اور بغض سے خالی نہین تہے؛ تو اس صورت مین
چاہیے کہ حنفی مذہب کی کتابون مین جو عرب کے ملکون مین مشہور ہین نظر کی جاوے
تا کہ حقیقت ظاہر ہو جاوے کہ ہر مسئلہ حنفی مذہب کا موافق قرآن اور حدیث
کے ہے ؛ جیسا کہ مواہب الرحمن حنفی مذہب مین ایک کتاب ہے کہ شارح
اوسکا التزام کرکے ہر مسئلہ کی دلیل کو قرآن اور احادیث صحیح سے لایا ہے؛ اور
منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک کئی صندوق کتابین حدیث کی تہین
کہ جن حدیثون کو انہون نے اپنے استادون سے سنا تہا اون کتابون مین درج
کیا تہا ؛ اور مروی ہے کہ اوستاد سب ونکے جنسے انہون نے احادیث سنا
تہا سوا ے صحابہ کے تین سو تابعین تہے ؛ اور جن لوگون نے کہ امام سے
اونکے مسند کو روایت کیا ہے پانچ سو تہے اور جب ایسا ہوا کہ امام شافعی
رح جن حدیثون سے دلیل لاتے ہین اور امام ابو حنیفہ رح اون سے دلیل نہین
لاتے تو لوگون نے گمان کیا کہ امام اعظم کا مذہب حدیث کے مخالف ہے

اور حال یہ ہے کہ ان حدیثون کے سوا اور بہت سی حدیثین ہین کہ اونکی نسبت
زیادہ صحیح اور بہت قوی ہین جن حدیثون سے امام اعظم رح دلیل لاتے ہین
اور اس باتکو لوگون نے بالتفصیل بیان کیا ہے ؛ اگر ہم اُن سب کو ذکر کرین
تو کلام دراز ہوتا ہے ؛ بالفعل بہی وے سب احادیث موجود ہین طالب کو چاہیے
کہ اون سب حدیثون کی طرف رجوع لاوے تاکہ ان سب حدیث مخالف کو
دیکھکر شک اور شبہہ مین نہ پڑے ؛ اور حقیقت مین مذہب حنفی جامع ہے دلیل
عقلی اور دلیل نقلی کو ؛ اور عادت حضرت امام اعظم رح کی اکثر اوقات مین
یون تہی کہ اپنے مذہب کے بیان مین صرف دلیل عقلی ذکر فرماتے اسلیے
کہ اکثر آدمیونکی طبیعت خوگر ہے اس بات پر کہ نقلی بات کو عقلی دلیل سے
تطبیق دیتے ہین اور اگر کوئی امر نقلی اونکی عقل کے موافق نہو تو اوس پر جوب
اعتقاد نہین لاتے ؛ اس جہت سے امام اعظم رح لوگونکی تسلی اور تشفی
کے واسطے مسئلہ کی دلیل کو عقلی وجہ سے ظاہر کرتے تہے ؛ اور حقیقت
الواقع مین دلیل امام اعظم کی قرآن اور حدیث اور قول صحابہ سے تہی ؛ اور نیز
ہر مجتہد پر واجب ہے کہ حکم کسی مسئلہ کا جب تک قرآن اور حدیث اور اجماع
مین پایا جاوے تب تک قیاس کی طرف رجوع کرنا درست نہین ہے ؛
اور جب کسی اس تین مین نملے تو بالضرورت قیاس سے حکم کرے تو پہر
ایسے امام کی طرف کیونکر گمان ہو کہ بغیر تلاش کرنے قرآن اور حدیث اور

اجماع کے قیاس سے حکم دیا ہو؛ اور دوسری بات یہ ہے کہ عقلی دلیل امام کی حقیقت مین واسطے ترجیح دینے بعض حدیث کو بعض حدیث پر تہی یعنے جب کہ دو حدیث مین اختلاف ہوتا تہا اور ترجیح کسی کی کسی طور سے نہوتی تہی تب امام اعظم جس حدیث کو دلیل عقلی کے ساتہ موافق پاتے اوسکو غلبہ دیتے تہے اور یون نہا کہ حدیث کے مقابل مین قیاس پر عمل کرتے نعوذ باللہ من ذالک؛ اور تیسری بات یہ ہے کہ حدیث کا صحیح اور ضعیف ہونا اگلے زمانے مین اور پچہلے زمانے مین مختلف ہے بہت سی حدیثین ہین کہ متقدمین کے نزدیک صحیح ہین اور متاخرین کے نزدیک ضعیف ورنہ ہو سکتا ہے کہ جتنے راوی کہ درمیان امام اعظم کے اور حضرت کے تہے سب مین شرطین صحت کی مجتمع تہین اسواسطے وہ حدیث صحیح ہوئی؛ پہر اونکے زمانیکے بعد راوی سب دوسرے ہوے اور واسطہ زیادہ ہوا تب پچہلے زمانیکے محدثون کے نزدیک وہی حدیث ضعیف ٹہری اس واسطے کہ اون محدثون سے پیغمبر خدا تک واسطے بہت ہوے یعنے راوی سب اس حدیث کے اون لوگون اور حضرت کے درمیان آگے سے زیادہ ہوے اور اون سب راویون مین شرطین صحت کی پائی نہین گئین اس لیے محدثون نے اوس حدیث کو ضعیف کہا اپنے زعم کے موافق پہر اگر کسی محدث نے جو امام اعظم کے پیچہے تہے کسی کو ضعیف کہا ہو تو اس سے؛

لازم نہین آتا ہے کہ امام اعظم کے زمانہ مین بہی وہ حدیث ضعیف تہی اور جب کہ
امام اعظم کو حدیث کا کمال امتیاز تہا اور بڑا فضل و علم تہا اکثر لوگ ونپر حسد کیی جاتی تہی
متاخرین شافعیہ کو کیا کہی بلکہ متقدمین کو بہی ونجناب کی ساتہہ حسد تہا ۔ اور حقیقت یہ ہے
کہ جو کوئی بڑا فاضل ہوتا ہی تو ایک عالم کا محسود ہو جاتا ۔ تعجب ہی کہ شافعیون کا تو یہ حال
ہے اور پیشوا اونکے امام شافعی رح کو دیکہا چاہیے کہ کس قدر تعریف امام
اعظم اور اونکے اصحاب کی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اَلنَّاسُ عِیَالٌ عَلٰی فقہ
اَبِی حَنِیْفَۃَ یعنے لوگ اعتماد کرنے والے ہین ابو حنیفہ کی فقہ پر اور تابع اور
پیرو ہین اونکے ۔ اور امام اعظم کو جسقدر تابع داری اور پیروی احادیث
اور اقوال صحابہ کی تہی دوسرے مجتہدون کو نہ تہی ۔ اور اصحاب امام ابو حنیفہ
کے سب متفق ہین اس بات پر کہ حدیث ہر چند ضعیف بہی ہو تو قیاس پر
مقدم ہے ۔ اور امام اعظم کا یہ طور تہا کہ جب تک ممکن ہوتا تو حدیث کو
ہاتہہ سے نہین چہوڑتے آخر کو ضرورت کے وقت مین جب کوئی حدیث
معتبر نہ ملتی تب لاچار قیاس پر عمل کرتے ۔ اور امام شافعی رح بہت سی
حدیث کی اقسام پر قیاس کو ترجیح دیتے ہین ۔ اور امام اعظم صحابی کی
تقلید کو جس بات مین کہ صحابی نے اپنے اجتہاد سے کہا ہو واجب جانتے
ہین ۔ اور شافعی کہتے ہین کہ ہم اور صحابی برابر ہین وے بہی مجتہد تہے اور
ہم بہی مجتہد ہین مجتہد کو تقلید کرنی دوسرے مجتہد کی جائز نہین ہے اور امام

حجت عبد اللہ ابن مبارک نے امام اعظم رح سے روایت کی ہے کہ فرمایا ہے امام اعظم رح نے کہ جو کچھ حدیث مین آیا ہے اوسکو بسر و چشم ہم قبول کرتے ہین اور جو کچھ کہ اصحاب سے مروی ہوا ہے اوسکو بہی ہم اختیار کرتے ہین اور اوس سے باہر نہین آتے ہین ۔ لیکن جو کچھ کہ تابعین سے منقول ہو تو ہم اور وے برابر ہین پہر ہم بہی تحقیق کرینگے اور حق کو تلاش کرینگے ۔ چھبیسوان سوال جواب سے سوال سابق کے ظاہر ہوا کہ جسکا مرتبہ اجتہاد کا نہو تو ان چارون امامون مین سے ایک کی تقلید اوس پر واجب ہے اور اگر اوسکو کوئی حدیث اوسکے امام کے مذہب کے مخالف پہنچے تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا جائز نہین ہے

باوجود اس کے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا ہے کہ ۔ اترکوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔ یعنے جب کوئی حدیث ہمارے قول کے خلاف پاؤ تو اوسپر عمل کرو اور ہمارے قول کو چھوڑ دو ۔ اور اسی طرح سے اور امامون نے بہی فرمایا ہے ۔ تو پہر وہ شخص اگر اس حدیث پر عمل نکرے تو پیغمبر خدا کی قول پر بہی عمل نکیا اور امام کے حکم پر بہی نچلا ۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ پیغمبر خدا کے زمانے مین ہر ایک صحابی جیسی حدیث سنتے تہے عمل کرتے تہے ۔ یعنے صحابی مجتہد ہو یا عامی ہر ایک پر بہی واجب تہا کہ جو حضرت فرماتے اپنی اپنی سمجہ کے موافق عمل مین لاتے ۔ اور ایسا فرق نہین تہا کہ جو کوئی مجتہد ہوتا تو وہ حضرت کے فرمانے کے موافق اور اپنی دریافت کے مطابق

عمل کر لیتا اور جو کوئی مجتہد ہوتا تو حضرت کے قول کو چھوڑ کر اور کسی صحابی جو مجتہد تھے مثلاً ابو بکر یا عمر اونکی تقلید کرتا ٭ تو پھر اس مین کیا سر ہے کہ اس زمانے مین اگر کوئی شخص غیر مجتہد جب کوئی حدیث معتبر کتاب مین پاوے یا کوئی معتمد عالم سے سنے تو اوسکو اوس پر عمل کرنا جائز نہووے بلکہ کسی مجتہد کی تقلید اوسپر واجب ہو ٭ جواب باللہ التوفیق ومنہ التحقیق پہلے جاننا چاہیے کہ کوئی حکم حدیث کی روسے جو کسی کے حق مین ثابت ہوتا ہے تو اوسمین تین چیز ضرور ہے ٭ یعنے ہر شخص جب تک تین چیز کو نہ جانے تب تک کوئی حکم کسی حدیث سے اوس کے حق مین ثابت نہین ہوتا ٭ پہلا جانے کہ یہ کلام حضرت کا ہے ٭ دوسرا جانے کہ مراد اس حدیث سے کیا ہے یعنے اوس کلام سے جو غرض ہو اوسکو سمجھے ٭ تیسرا جانے کہ یہ حکم ہم پر ہے یعنے اس حکم مین ہم بھی داخل ہین دوسرون کے واسطے خاص نہین ہے ٭ کیونکہ اگر کوئی ان تین باتون سے ایک بات کو نجانے گا تو اوسکے حق مین وہ ثابت نہوگا ٭ مثلاً اگر حضرت کی کلام ہونے مین شک ہو جیسا کہ کوئی حدیث کا فر یا فاسق سے سنے تو وہ حکم ثابت نہین ہوتا ہے ٭ اور ایسا ہی اگر کسی حدیث کی مراد کو نہ سمجھے جیسا کہ حدیث مجمل تو جب تک مراد اوسکی نہ سمجھے گا تو کیا عمل کریگا ٭ اور اسیطرح سے جب جانے کہ یہ حکم مجھ پر نہین ہے بلکہ دوسرے نکے حق مین ہے جیسا حکم منسوخ کہ اگلے مسلمانون کے حق مین تھا تو وہ حکم بھی ثابت نہین ہوتا ہے ٭ جب یہ

بات معلوم ہوئی تو جانو کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام جب کسی کو خطاب کرکے
کوئی حکم فرماتے تھے تو اوس شخص کے حق مین یہ تینون باتین پائی جاتی تہین
پہلا امر تو ظاہر ہے کہ جب کسی مسلمان نے حضرت کی زبان سے کوئی حکم
سنا تو بے شبہہ جانا کہ یہ حکم رسول خدا صلعم کا ہے اور دوسرا امر بہی پایا جاتا تہا اسواسطے
کہ حضرت علیہ السلام ہر ایک کو اوسکے سمجہ کے موافق حکم فرماتے تہے کہ کسی طرح
سے اوسکو شبہہ باقی نرہتا تہا جیسا مشہور ہے کہ حضرت نے خود فرمایا ہے :
کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدرِ عُقُولِہِم ؛ بات کرو لوگونکے ساتہہ اونکی سمجہ کے موافق یعنے
لوگونسے بات اس اندازے سے کرو کہ اون کی دریافت مین آجاوے پہر اگر
کوئی شخص لائق اور ذہین ہوتا تو اوسکو اجمال اور کنایہ سے فرماتے اور اگر ایسا
نہوتا تو حسب حال اوسکے خوب واضح کرکے ارشاد کرتے کہ اوسکو کچہ شبہہ نرہتا ؛
جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کی کتاب العلم مین ہے ؛ عَن اَنَسٍ رض قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی
اللہ علیہ وسلم اِذَا تَکَلَّمَ بِکَلِمَۃٍ اَعَادَہَا ثَلٰثًا حَتّٰی تُفہَمَ عَنہُ یعنے انس رض نے کہا ہے کہ پیغمبر
خدا جب کوئی بات فرماتے تو تین بار ارشاد کرتے تاکہ بے شبہہ خوب سمجہا جاوے
؛ اور اگر کوئی کلام مبہم ہوتا تو وہ شخص مخاطب اپنے حال کے قرینے سے یا حضرت
کے حال سے یا اور بعضے لوگون کے حال سے یا اپنے سوال کے قرینے سے
یا حضرت کے کلام کے سیاق سے یا اور لوگون کی گفتگو کی رو سے حضرت
کی مراد سمجہ لیتا جیسا کہ انشاء اللہ تعالی مثال اوسکی آگے مذکور ہوگی ؛ اور بعضا

کلام ظاہر کے خلاف ہوتا تہا کہ ہر کوئی اوس کی کنہ کو نہین پہنچتا تہا بلکہ وے
صحابی بہی کہ حضرتؐ کی صحبت مین اکثر حاضر رہتے تہے اور حضرت کی عادلت سے
خوب واقف تہے اور آپ کی صحبت کی تاثیر کے سبب اون کے دل مین صفائی
اور روشنی ہوگئی تہی کہ سخن کی تہ پہنچتے تہے اور حضرت کی مراد اور غرض کو خوب
دریافت کرتے تہے جیسا کہ حضرت عائشہ رض کا حال تہا ؛ اور نمونے کیواسطے
اوسکی مثال آگے مذکور ہوگی ؛ اور اگر کلام ایسا مبہم ہوتا کہ مخاطب کسی طرح سے
بہی نہ بوجہتا تو وہ ثانیا پوچہتا جیسا کہ بہت سی حدیث مین آیا ہے کہ حضرتؐ نے
اولا ایک بات فرمائی پہر کسی صحابی نے پوچہا کہ یارسول اللہؐ اس سے کیا مراد ہے
حاصل کلام یہ ہے کہ بعضا کلام حضرتؐ کا مبہم اور خلاف ظاہر ہوتا تہا پر مخاطب
اوسکی مراد کو کسی ایک طور سے سمجہ لیتا ؛ اور ان باتون کی تفصیل اور ہر ایک
کی مثل لکہنے مین کلام دراز ہوگا اس واسطے یہان مجمل لکہا گیا ؛ انشا اللہ تعالی
شرطونکے بیان مین بطور نمونے کے حال اور مثال اوسکا معلوم ہوگا ؛ اور تیسرا
امر یعنے اس بات کو جاننا کہ یہ حکم ہم پر ہے یہ بہی اوس شخص کے حق مین حاصل
ہوتا تہا اس لیے کہ جب حضرت نے اوسکو خطاب کر کے کوئی حکم فرمایا تو ظاہر
ہے کہ اوسکے حق مین ہے اگر دوسرے پر خاص ہوتا تو اوسکو کیون فرماتے ؛
پہر بعد حضرت کے ان تینون باتون کو جاننا بہت دشوار ہوا ؛ اسواسطے کہ پہلا
امر یعنے یقین کرنا کہ یہ حدیث شریف ہے اور یقین اوسکو کہتے ہین کہ بغیر شبہہ اور

بدون تردد کے کسی چیز کو جاننا ؛ اور حدیث مین یقین حاصل ہونے کی دو صورت ہے ایک تو یہ کہ اپنے کان سے حضرت کی زبان مبارک سے سنے اور بعد انتقال حضرتؐ کے یہ صورت اختیار سے جاتی رہی ؛ اور دوسری صورت یہ کہ خبر تواتر سے سنے ؛ اور اوسکی صورت یہ ہے کہ نقل کرنے والے اوس حدیث کی ہر زمانے مین اسقدر آدمی ہون کہ عقل ہر گز تجویز نکرے کہ اتنے لوگ سب کے سب جھوٹھ کہتے ہین ؛ اور خبر تواتر مین یہ بہی ضرور ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ہر زمانے مین اور ہر طبقے مین اسقدر راوی ہون کہ ایک دوسرے سے برابر سنتے چلے آتے ہون اور ایسی ہی نقل کو تواتر کہتے ہین اور ایسی حدیث کو متواتر ؛ اور حدیث متواتر مین ہر ایک راویون کا حال تحقیق کرنا اور ہر ایک کی عدالت اور صداقت کو ثابت کرنا ضرور نہین ہے ؛ پہر ایسی روایت سے اوس حدیث مین یقین حاصل ہوتا ہے ؛ کیونکہ عادت جاری ہے کہ جب کسی بات کو اس قدر آدمی نقل کرتے ہین تو سنتے ہی ہر ایک کو یقین آجاتا ہے ؛ مثال اوسکی بغداد کسی شہر کا نام اور سکندر کسی بادشاہ کا نام اور اسی طرح سے قرآن شریف کے کلام خدا ہونے پر ہم لوگون کو جو یقین ہے تو اوسکا سبب سوا اسکے نہین ہے کہ نقل متواتر سے ثابت ہے کہ حضرت عم نے اوس کو خدا تعالی کا کلام فرمایا ہے ؛ پہر بعد حضرت کے جب پہلی صورت متعذر ہوئی تو یقین حاصل ہونے کے لیے ایک صورت تواتر کی باقی رہی ؛ پہر اگر اتنے راوی اوس حدیث کے نہون

توہرگز یقین حاصل نہوگا ٭ تو اب ہر حدیث مین اسطرح کا یقین حاصل ہونا متعذر ہے کیونکہ حدیث متواتر بہت تہوڑی ہے ٭ اسواسطے اللہ تعالی نے گمان غالب کو یقین کے قائم مقام فرمایا ہے ٭ یعنے جب کسی کو گمان غالب ہو کہ یہ کلام پیغمبر خدا کا ہے تو وہ حدیث اوس شخص کے حق مین ثابت ہوگی ٭ اور گمان غالب جب حاصل ہوتا ہے کہ اوسکے راویکا حال خوب دریافت کرے جیساکہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے ٭ وعن ابن سیرین قال اِنَّ ہٰذا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ رواہ مسلم ٭ روایت ہے ابن سیرین سے کہا کہ یہ علم دین ہے یعنے قرآن اور حدیث یہی دین اور اسلام ہے سو خوب نگاہ کرو کہ کس شخص سے سیکھتے ہو دین اپنا ٭ یہ کلام اشارہ ہے اہتمام اور احتیاط کرنے کیطرف دریافت کرنے مین احوال راوی کے ٭ یعنے حدیث کے راوی کو خوب تحقیق کیا چاہیے کہ پرہیزگار دیانت دار راست گفتار نیک کردار ہو ٭ اور نہ لیا چاہیے حدیث کو ہر کسی سے جو کوئی روایت کرے ٭ خصوصاً صاحب غرض جو نیا مذہب نکالنے والے جدا طریقہ رواج دینے والے ہون کیونکہ وے نیا مذہب رواج دینے کے واسطے بہت سی باتین دین مین افترا کرینگے اور جہوٹہہ حدیثین لوگونکو سنا دینگے ٭ یہ خلاصہ ترجمہ شرح فارسی مشکوۃ کا ہے ٭ پھر جب کسی کو راوی کی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا تو اوس کے حق مین اوس

کلام کے حدیث ہونے پر گمان غالب حاصل ہوگا کیونکہ جب کوئی اپنے افعال مین عادل اور اقوال مین صادق ہوتا ہے تو ظاہر حال سے اوسکے یہ سمجھا جاتا ہے کہ حدیث کی روایت مین بھی وہ سچا ہوگا کیونکہ جھوٹھہ کہنا حرام ہے * خصوصاً پیغمبر علیہ السلام پر جھوٹھہ باتکو افترا کرنا بڑا گناہ ہے اس لیے ایسے شخص کی روایت پر گمان غالب ہوتا ہے * لیکن یقین حاصل نہین ہوتا ہے اسواسطے کہ یقین جب حاصل ہووے کہ کسی طرح کا شبہہ اور احتمال باقی نرہے * اور حال یہ ہے کہ عقل کے نزدیک ایسے شخص کا بھی کاذب ہونا جائز ہے اسواسطے کہ ہم تو صرف اوسکے ظاہر حال پر مطلع ہو سکتے ہین اور اوسکی نیت اور ارادے اور اعتقاد پر تو خدا تعالی ہی واقف ہے * کیونکہ بعضے لوگ ایسے بھی ہوتے ہین کہ اگرچہ ظاہر مین نیک کار خوش اطوار ہین لیکن باطن مین منافق اور دین مین مفسد جیسا کہ اگلے زمانے مین وضاع لوگ گذرے ہین * اور بعضے آدمی ایسے بھی ہوتے ہین کہ اگرچہ ظاہر اور باطن مین نیک ہین لیکن کسی غرض کے سبب سے یا اپنے زعم مین کسی ضرورت کی جہت سے کبھی جھوٹھہ کہتے ہین اور اپنے اعتقاد مین اوسکو دین داری سمجھتے ہین * جیسا کہ مولانا عبد العزیز رح نے رسالہ اصول الحدیث مین لکھا ہے کہ نوح ابن ابی عصمت کہ فاضل اور ثقہ تھا قرآن کی سورتون کی فضیلت مین اوسنے بہت سی حدیثونکو وضع کرکے رواج دیا تھا اور مشہور کیا تھا * پھر جب

اوسکو لوگون نے پکڑا اور سند اوسکی مانگی اور سخت تنگ کیا تب لاچار ہوکر اقرار کیا کہ مین نے ان حدیثونکو بنایا ہے اور نیت میری خیر تہی ، کیونکہ مین نے لوگونکو دیکھا کہ قرآن کی طرف کم متوجہ ہین اور دوسرے علوم کی طرف مثل تواریخ اور فقہ کے زیادہ مشغول رہتے ہین تو لوگونکو رغبت دلانے کے واسطے یہ سب حدیثین بنائین تاکہ ثواب کی رغبت سے یا اور کسی دنیاوی مطلب کی طمع سے اکثر قرآن پڑہین اور بیشتر تلاوت مین مشغول رہین سورتین یاد کرین ، اور اسی طرح سے بعضے واعظ اچہے کام مین رغبت دلانیکے واسطے یا برے کام سے ڈرانے کے لیے حدیث ضعیف بلکہ حدیثین وضعی بہی کہتے ہین باوجودیکہ جہوٹہ بات کو حضرت کی طرف نسبت کرنی ہر صورت مین اور ہر تقدیر مین حرام ہے ، اور راوی مین ایک امر اور بہی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ فہم اور ضبط اور حفظ یعنے جو کچہ اوسنے سنا ہو خوب سمجہتا اور ضبط کرتا اور یاد رکہتا ہو ، اگر اوسکی فہم مین نقصان یا احاطہ مین قصور یا قوت حافظہ مین کچہ خلل ہوگا تو اوسکی روایت پر بہی اعتماد نہوگا ، پہر جانو کہ راوی کی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر یقین حاصل ہونیکا دو طریق ہے ، اول یہ ہے کہ اوسکی صحبت مین ایک مدت دراز رہکر خوب افعال اور اقوال اوسکے دریافت کرے ، دوسرا یہ ہے کہ غائبانہ اوسکا حال مفصلا تواتر سے معلوم کرے ، یعنے اسقدر لوگ اوس کی عدالت اور صداقت اور حفاظت کو بیان کرین کہ ہرگز عقل تجویز نکرے کہ یہ سب کے سب

اوسکی جہوٹھ تعریف کرتے ہین تو اس صورت ہین اوسکی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ اگر درمیان اوسکے اور حضرت علیہ السلام کا ایک راوی ہو تو فقط اوسی کا حال اون دو صورت مین سے ایک طور سے یقین حاصل کرے اور اگر ایک واسطے سے زیادہ ہو تو پچھلے راوی کا حال اون دونون طریق سے معلوم ہو سکتا ہے لیکن اوسکے اوپر کے راویون کا حال جو فوت کر گئے ہین رویت سے دریافت ہونا ممکن نہین ہے صرف تواتر سے اونکا حال معلوم ہو سکتا ہے ؛ الغرض جب سب راویون کی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر کمال یقین حاصل ہوگا تو اوس حدیث پر گمان غالب ہوگا ؛ اور اگر کسی راوی کے ان سب حالات پر یقین کلی حاصل نہو بلکہ اگر کسی طرح کا بہی اوسکے حال مین شبہہ واقع ہو حتی کہ اگر کوئی راوی مجہول الحال ہو یعنے وہ سب صفات جو راوی مین شرط ہین کچہہ معلوم نہو تو اوس حدیث مین یقین کا تو کیا گذر ہے گمان غالب بہی حاصل نہوگا ؛ اور یقین یا گمان غالب جب تک کسی حدیث پر نہو تو اوسکو روایت کرنا جائز نہین ہے جیسا کہ مشکوۃ کی

کتاب العلم مین ہے عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم الخ یعنے پیغمبر نے کہا کہ تم حدیث کی روایت کرنے کو مجہسے مگر جس حدیث کو کہ یقین جانو کہ وہ مجہسے ہے آخر تک ؛ اور مشکوۃ کی باب الاعتصام بالکتاب والسنہ مین ہے وعن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا

اِنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ یعنے بس ہے مرد کو جہوٹہہ کہنے مین اسقدر کہ حدیث
کرے یعنے روایت کرے جو کچہ سنے ٭ یعنے اگر کوئی کسی طرحکا جہوٹہہ نکہے
لیکن جو کچہ لوگون سے سنے بے تحقیق کیے ہوے اوسکو روایت کرے تواسی
قدر بس ہے جہوٹہہ کہنے کو ٭ تو معلوم کیا چاہیے کہ جب آدمی بے تحقیق کسی
بات کے نقل کرنے مین دروغ گو بنتا ہے تو کوئی حدیث بے تحقیق اور بدون
علم کے روایت کرنے مین اوسکا کیا حال ہوگا ٭ پہر اس زمانے مین بہی اگر
کوئی چاہے کہ کسی حدیث کو خود تحقیق کرے تو اوس پر واجب و ضرور ہے
کہ اپنے اوستاد سے یعنے جس سے اوس حدیث کو سنا اوس سے لیکر صحابی
تک جتنے راوی گذرے ہین ہر ایک کا حال الگ الگ کماحقہ اوسی طور سے
کہ سابق مذکور ہوا خوب دریافت کرے ٭ پہر جب ہر ایک راویکا حال بالتفصیل
یعنے عدالت اور صداقت اور حفاظت ہر ایک کی یقین سے معلوم ہوجاوے
تب وہ حدیث اوسکے حق مین ثابت ہوگی ٭ اور اگر ایک راوی کے حال مین
بہی شبہہ گذریگا یعنے اگر کسی راوی کی عدالت یا صداقت یا فہم یا ضبط یا حفظ
مین یقین نہوگا تو اوس حدیث مین بہی شبہہ ہوگا اور اوسکے حق مین وہ حدیث
ثابت نہوگی ٭ پہر اس زمانے مین سب اویونکا حال دریافت کرنا بہت مشکل
ہے بلکہ متعذر ہے ٭ کیونکہ کس قدر لوگ گذرے ہین کہ اونکا احوال خبر تواتر سے
تو کیا معلوم ہوگا نام بہی اونکا مشہور نہین ہے ٭ اور سابق مذکور ہوا ہے کہ راویونکے

حال کو بالیقین جاننا ضرور ہے ÷ اور یقین سے جاننے کی دو ہی صورت ہی
یا تو خود مدت دراز اوسکی صحبت مین رہے یا خبر تواتر سے سنے ÷ اور بعضے
لوگون سے اوسکا حال سننا یا کسی کتاب تواریخ مین دیکھنا کفایت نہین کرتا ÷
پہر جب یہ معلوم ہوا تب جانو کہ کسی حدیث کو فقط کسی کتاب معتبر مین دیکھنا
یا صرف کسی عالم معتمد سے سننا کسی کے حق مین کافی نہوگا ÷ کیونکہ اوسکے
حق مین ثابت ہونی موقوف اس بات پر ہے کہ وہ شخص خود اپنی تحقیق
سے احوال سب راویون کا بالیقین معلوم کرے ÷ اور ان دونون صورتون
مین راویونکا حال کچہہ ثابت نہوا ÷ اور بالفرض اگر حاصل ہوا ہو تو اوس
شخص کے حق مین ثابت ہوا کہ جس نے اوس کتاب کو جمع کیا تہا یا خود یاد
رکہتا تہا ÷ طالب کے حق مین تو یہ ضرور ہے کہ سب کا احوال خود تحقیق کرے
اور تواتر سے سنے تب اوسکے حق مین ثابت ہوگا ÷ اور اس مقام کے بیان
اور تحقیق سے کوئی یہ نہ سمجہے اور نہ کہے کہ اس تقدیر مین کسی کتاب حدیث
بلکہ کسی حدیث پر اعتماد نرہا اور سب مین شک اور شبہہ پڑ گیا سو جواب اوسکا
یہ ہے کہ فرق ہے درمیان تحقیق اور تقلید کے یعنے کسی حدیث کے پانیکا
دو طریق ہے ÷ ایک یہ کہ طالب آپ تلاش کر کے ثابت کرے ÷ دوسرا یہ
کہ کسی عالم محقق کی پیروی کرے خواہ اوسکی زبان سے سنکر یا اوسکی کتاب
مین دیکہکر ÷ اور سابق جو مذکور ہوا تحقیق کا بیان تہا اور تقلید کی صورت دوسری

ہے ؛ پہر اگر ایک شخص نے کسی عالم محقق پر اعتماد کرکے اوس کی کتاب مین ایک حدیث پائی اور اوسکو مان لیا تو حقیقت مین اوس حدیث کی بہ نسبت اوسکے مصنف کی تقلید ہوئی اور اوس عالم کی صرف پیروی ٹہری اپنی کچہہ تحقیق نہوئی ؛ پہر اس زمانے مین جو شخص آرزو رکہے کہ تقلید کسی مجتہد کی نکرے بلکہ خود آپ جو حدیث مین پاوے عمل کرے تو یہ ہوس اوسکی ہرگز حاصل نہوگی ؛ کیونکہ کوئی حدیث حاصل کرنے مین اوسکو کسی عالم کی تقلید کرنی ضرور ہوگی اور کسی کتاب کی پیروی ناچاری کرنی پڑیگی تو جس سے بہاگیگا آخر کو اوسی مین جا گریگا ؛ اور دوسری بات یہ ہے کہ بالفرض اگر کسی غیر مجتہد نے کسی عالم کی تقلید کرکے اوسکی کتاب پر اعتماد کرلیا اور تقلید کے لحاظ سے حدیث پر اس کتاب کی اعتقاد کیا ؛ لیکن حدیث کی مراد کو سمجہنے کے واسطے اور اوس سے حکم نکالنے کے لیے جو سب شرطین ضرور ہین جیسا کہ آگے مذکور ہونگین کہانسے حاصل کریگا ؛ آخر کو گہبرا کر لاچار ہوکے اوس حدیث کی مراد سمجہنے اور حکم نکالنے مین اوسکو کسی عالم مجتہد کی تقلید کرنی ضرور ہوگی ؛ تو حقیقت مین پہر انتہا اور ٹہکانا اوسکا تقلید کی طرف رجوع کریگا ؛ تو پہر ابتدا ہی سے اوسنے کیون نہین اسپنے اوپر تقلید کسی مجتہد کی واجب کرلی تہی ؛ اور افسوس صد افسوس ہے اوسکے حال پر کہ جو شخص امام اعظم مجتہد مقدم کی تقلید سے

انکار کرے اور عار رکہے اور پہر آخر مین دوسرے عالم کی کہ جنکو نسبت شاگردی کی بہی ان حضرت رح کے ساتہہ نہین ہے تقلید کرے ؛ خدا ہمکو اپنی پناہ مین رکہے ایسی حماقت اور ضلالت سے ؛ اور امام ابو حنیفہ رح نے جو فرمایا ہے کہ اُترُکُوا قَولِی بِخَبَرِ الرَّسُولِ صلی اللہ علیہ وسلم تو اوسکے معنی یہ ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سے پاؤ تو ہمارے قول کو جو ہم نے اپنے اجتہاد سے کہا ہے اُسکو چہوڑ دو ؛ پہر جو قول اونکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع کے موافق ہو تو وہ حقیقت مین اونکا قول نہین ہے بلکہ حکم خدا اور رسول کا ہے اوسکو چہوڑنے کے کچہہ معنے نہین ؛ پس جو حکم اجتہادی امام کا ہو اوسکی بہ نسبت امام نے یہ فرمایا ہے ؛ لیکن یہ کلام امام کا حکم ہر خاص و عام کے حق مین نہین ہے کیونکہ اگر عام ہوتا تو یون فرماتے تُرِکَ قَولِی کُلُّ مَن سَمِعَ خَبَرَ الرَّسُولِ یعنی جو کوئی کہین سے کوئی حدیث سنے تو چہوڑدے ہماری قول کو ؛ بلکہ یہ حکم امام کا خطاب خاص ہے اپنے شاگردون کے لیے کہ جنکا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تہا اور اونکو لیاقت اور قدرت حدیث پر عمل کرنے کی تہی جیسے امام ابی یوسف اور امام محمد اور امام زفر وغیرہ اسواسطے کہ حدیث پر عمل کرنے کیواسطے ایک شرط جو سابق مذکور ہوئی اوسکے سوا اور بہی بہت سی شرطین ہین کہ آگے مذکور ہونگی ؛ اور اون سب شرطون کا پایا جانا عوام مین غیر ممکن ہے بلکہ اس زمانے کے عالمون مین بہی متعذر ہے ؛ لیکن خدا تعالی قادر ہے کہ کسی کو وہ رتبہ اپنے فضل سے

عنایت کرے ؛ جیسا کہ جواب سابق مین شرح سفر السعادت سے منقول ہوا پھر اگر کوئی اس مقام کو دیکھکر شبہہ کرے اور کہے کہ جب مقلد کو حدیث پر عمل کرنا درست نہین ہے تو پھر سابق کے مسلون مین حدیثون سے ثبوت تم دلیل لائے ہو ؛ تو جواب اوسکا یہ ہے کہ ہم نے اون مسلون کو کہ سابق ذکر کیا ہے اون سب کو ہمارے امام نے قرآن اور حدیث سے استنباط کیا اور فقہ کی کتابون مین ثابت ہوا ہے ؛ لیکن جبکہ بعضے لوگ کہتے ہین کہ فلانا مسئلہ فقہ کا غلط ہے حدیث سے ثابت نہین ہے اسواسطے ہم نے اون مسلون کی دلیل کو حدیثون سے جن جن کتابون سے پایا بیان کیا تاکہ عوام کو اُن مسلون مین شبہہ نپڑے ؛ اور جو مسئلہ کہ امام سے ثابت ہوا ہے صرف اوسکی دلیل کو بیان کرنا مقلد کے حق مین ممنوع نہین ہے ؛ اسکے بعد یہ جانو کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث کو اوس کتاب مین پاوے کہ جمع کرنے والا اوسکا حنفی نہو جیسا کہ مشکوٰۃ اور بلوغ المرام وغیرہ تو دو حال سے خالی نہین ہے ؛ یا تو امام اعظم کے قول کے موافق ہوگی یا مخالف ؛ اگر موافق ہوئی تو کچھ کلام نہین اور اگر مخالف ہوئی تو اُس حدیث پر عمل کرنا حقیقت مین اس عمل کی بہ نسبت اوسکی مصنف کی تقلید کرنی ہوئی ؛ اور امام اعظم کی تقلید سے منہ پھرانا ؛ حالانکہ اوس قول مخالف کی ترجیح کی کوئی وجہ نہین ہے اسواسطے کہ امام اعظم کا

قول بہی البتہ کسی آیت یا دوسری حدیث یا اجماع سے ثابت ہے صراحۃً ہو یا ضمناً ہو ٭ اور یہ گمان نہین ہو سکتا ہے کہ حدیث صحیح غیر منسوخ معلوم ہوتی امام نے اپنے قیاس سے کہا ہو ٭ کیونکہ قیاس پر عمل کرنا جب جائز ہوتا ہے کہ قرآن اور حدیث اور اجماع مین پایا نجاوے ٭ اور یہ شبہہ بہی محض بے جا ہے کہ امام کو اوس حدیث کی خبر نہین پہنچی تہی اس واسطے کہ اوس زمانے مین بہت سے صحابی موجود تہے اور وہ زمانہ تابعین کا تہا اور لوگ حدیثونکو صرف زبانی یاد رکہتے تہے اور ڈرسے بہولنے کی عالمون مین اکثر چرچا اوسکا رہتا تہا ٭ تو اگر وہ حدیث صحیح غیر منسوخ ہوتی اور حضرتؐ کا بہی عمل اوسپر ہوتا تو ظاہر یہی ہے کہ وہ حدیث البتہ مشہور ہوتی اور لوگون کے عمل مین آتی پہر صرف یہ گمان اور شبہہ کرکے امام اعظم کی تقلید سے بہاگنا اور دوسرے محدث کی طرف دوڑنا دین مین کہیل کرنا ہے

نعوذ باللہ منہ ٭ بلکہ ظاہر اور غالب یہی ہے کہ ترجیح امام اعظم کے قول کو ہی اسواسطے کہ امام اعظم کا زمانہ حضرتؐ سے بہت قریب تہا ٭ وہ اس زمانے مین تہے کہ جس کی خیریت کی گواہی حضرت علیہ السلام نے دی ہے کیونکہ وہ بڑے تابعین سے تہے اور بیس صحابی سے انکو ملاقات ہوئی اور سات صحابی سے انہون نے حدیث روایت کی ٭ جیسا کہ درمختار کے خطبے مین لکہا ہے اور تین سو تابعین سے حدیث کو سنا ٭ اور کئی صندوق حدیث

کی کتابون کے اونکے پاس تہے جیساکہ شرح سفر السعادت کے خطبہ مین
مرقوم ہوا ہے ؛ پہر ظاہر یہی ہے کہ جس قدر انکو حدیث صحیح پہنچی تہی
اور جتنی انکو حدیث کی تحقیق حاصل ہوئی تہی باقی مجتہدونکو اور حدیث کی کتاب
جمع کرنے والونکو جو اونکے بعد ہوے ایک کو بہی یہ بات حاصل نتہی ؛ پہر
جو حدیث کسی مخالف کی کتاب مین ہوگی تو وہ حدیث وضعی ہوگی یا ضعیف
یا منسوخ یا اوّل کسی تاویل کرکے جیساکہ جواب سابق مین تفصیل اوسکی
شرح سفر السعادت سے مذکور ہوئی ؛ چنانچہ امام اعظم کے بعد ہزارون
علما و فضلانے جو امام اعظم کے مسائل اور دلائل کو حدیث کی کتابون
سے ملایا تو اگر کبہی کسی حدیث کو اُن کے مذہب کے خلاف پایا تو آخر
بعد تحقیق کے یون معلوم ہوا کہ وہ حدیث وضعی تہی یا ضعیف یا منسوخ یا
ماوّل یا اسکے مقابل مین دوسری حدیث زیادہ قوی ہے جیساکہ آمین
بالجہر کی اور رفع یدین کی حدیث کا بیان سابق مذکور ہو چکا ہے ؛ اور اسی
طرحسے جتنی حدیث مخالف ہین سب کا یہی حال ہے ؛ تفصیل اسکی فقہ
کی بڑی بڑی کتابون مین ہے جیساکہ فتح القدیر اور بحر الرائق اور مواہب الرحمان
اور تبیین الحقائق اور کافی اور شروح ہدایہ اور تخریج الہدایہ وغیرہ ؛ جسکو اس
بات مین شبہہ یا تردد ہو تو اگر وہ کچھ علم رکہتا ہے تو چاہیے کہ وہ فقہ اور اصول
فقہ کی کتابین دیکھے ؛ اور اگر وہ شخص جاہل ہے تو اوسکے حق مین اسیقدر

کافی ہے کہ بیشمار علما اور بے حساب و لیاون کے مقلد تہے اور مرتے
دم تک انہین کی پیروی کرتے رہے ؛ اور تمام جہان سے مسلمانون
مین تخمینًا تین حصے حنفی ہونگے اور ایک حصہ اور مذہب والے ؛ اور مکہ معظمہ
اور مدینہ منورہ کہ اصل مقام دین و شریعت کا ہے حاکم اور قاضی اور مفتی
وہان کے امام اعظم کے مذہب کے موافق احکام شرع کو جاری کرتے
ہین ؛ اور پہلا امر یعنے یقین کرنا کہ یہ کلام حدیث ہے جیسا اسمین راوی
کی عدالت اور صداقت اور محافظت تحقیق کرنی ضرور ہے ؛ ایک
اور امر بہی ضرور ہے ؛ اور وہ یہ ہے کہ معلوم کرنا اسکا کہ راوی نے آیا
حضرت کے قول کو بالفاظہ اور بعبارتہ یعنے بدون تغیر اُسکے لفظون مین
نقل کیا ہے یا اپنی سمجہ کے موافق مطلب و سکا اپنی عبارت مین ادا
کیا ہے ؛ اگر اول ہے تو مقبول ہے اور اگر ثانی ہے تو پہر دو حال سے
خالی نہین ہے ؛ اگر راوی مجتہد ہے تو مقبول ہے اور نہین تو مردود
کیونکہ اکثر کلام حضرت علیہ السلام کا جوامع الکلم سے ہے ؛ یعنے لفظ تہوڑے
اور معنی بہت اور بعضا کلام مبہم یا خلاف ظاہر ؛ پہر جو مجتہد ہے تو البتہ
حضرت کی مراد کو سمجہ سکتا ہے اور غیر مجتہد اُن سب معانی کو ضبط نکر سکیگا
اور غرض حضرت کی اکثر نہ سمجہیگا تو پہر اکثر غلطی مین پڑ جایگا ؛ اس لیے اوسکی

روایت پر اعتماد نہین ؛ جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہے وعن ابن

مسعود رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ علیہ وسلم نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَہَا وَوَعَاہَا وَاَدَّاہَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ غَیْرِ فَقِیْہٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ ہُوَ اَفْقَہُ مِنْہُ الحدیث

تر وتازگی دیوے خدا اوس بندیکو کہ جنسے سنا ہمارے کلام کو پہر یاد کیا اوسکو جیسا سنا اور نگاہ رکہا اوسکو اور پہنچایا اوسکو لوگون کو آخر تک وعن ابن مسعود رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَءًا سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَہٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی لَہٗ مِنْ سَامِعٍ یعنے تازگی بخشی خدا اوس مرد کو جس نے سنا مجہسے کوئی کلام پہر پہنچایا اوسکو جیسا سنا تہا سو بہت پہنچاے گئے زیادہ یاد رکہنے والے ہوتے ہین سننے والے سے ؛ اور مشکوۃ کی شرح مین شیخ عبد الحق دہلوی نے لکہا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ حدیث کو بلفظہ روایت کرنا چاہیے اور نقل بالمعنی مین علما کا اختلاف ہے ؛ لیکن مختار یہ ہے کہ اگر راوی کلمات کے موارد کو اور عبارت کے استعمالات کو اور الفاظ کے مقامات کو اور کلمات کے محاورات کو اور نکات اور اشارات اور مقتضیات کو خوب جانتا ہو اور کمال صداقت اور لیاقت رکہتا ہو تو جائز ہے اور نہین تو درست نہین ؛ اسکے بعد دوسرا امر یعنے اس حدیث کی مراد سمجہنی بہت سے امر پر موقوف ہے اس مقام مین بطریق مثال کے چند امور ذکر کیے جاتے ہین ؛ اور وے شرطین کہ جنکا مضمون دقیق ہے اور عوام کو اونکا سمجہنا دشوار ہے

یہان ذکر نہین کیا گیا بلکہ اسکو اصول فقہ اور اصول حدیث کی کتابون پر حوالے کیا گیا ۞ پہلا یہ کہ اگر وہ شخص عربی ہو تو چاہیے کہ اہل فصاحت اور بلاغت سے ہو اور اپنی زبان دانی مین مہارت تمام اور مشق کامل رکھتا ہو ۞ اور اگر عربی سے ایسا ماہر نہو یا عجمی ہو تو علم صرف اور نحو اور لغت اور بلاغت کے قواعد کو خوب ضبط رکھے اور اصطلاحات اور محاورات اور استعمالات کو خوب جانے تاکہ لفظی معنے کو اولا سمجھے جیساکہ مائۃ المسائل مین ہے حافظ ابن حجر نے فتح المبین مین لکھا ہے اَلْبِدْعَۃُ مُنْقَسِمَۃٌ اِلَی الْاَحْکَامِ الْخَمْسَۃِ لِاَنَّہَا اِذَا عُرِضَتْ عَلَی الْقَوَاعِدِ الشَّرْعِیَّۃِ لَمْ تَخْلُ عَنْ وَاحِدٍ مِنْ تِلْکَ الْاَحْکَامِ فَمِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَۃِ عَلَی الْکِفَایَۃِ الْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُوْمِ الْعَرَبِیَّۃِ الْوَاجِبَۃِ الْمُتَوَقِّفِ عَلَیْہَا فَہْمُ الْکِتَابِ کَالتَّصْرِیْفِ وَالنَّحْوِ وَاللُّغَۃِ وَالْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ یعنے بدعت کی پانچ قسم ہین ۞ حرام مکروہ واجب مستحب مباح کیونکہ جب اوسکو نسبت کیا جاوے قواعد شرعیہ کی طرف تب خالی نہوگا ایک ان پانچ احکام سے ۞ پھر بدعت واجب علی الکفایہ کی قسم سے ہے سیکھنا علوم عربیہ کو جو موقوف ہے اس پر سمجھنا قرآن کا جیسا صرف نحو لغت معانی بیان ۞ اور ایسا ہی سمجھنا حدیث کا بھی موقوف ہے ان سب علمون پر ۞ اور مائۃ المسائل مین ہے قَالَ الْقَسْطَلَانِیُّ فِیْ شَرْحِ الْبُخَارِیْ فِیْ بَیَانِ اَحْوَالِ اَبِی الْاَسْوَدِ ظَالِمِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سُفْیَانَ الدُّؤَلِیِّ

وَہُوَ اَوَّلُ مَنْ تَکَلَّمَ فِی النَّحْوِ بَعْدَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رض ٭ کہا قسطلانی نی شرح بخاری
مین احوال مین ابی الاسود حاتم کی کہ وہ شخص پہلا ان لوگون کا ہی جسینی بعد حضرت علی رض
کی علم نحو مین کلام کیا یعنی سب کی پہلی تو حضرت علی رض نی علم نحو کو تصنیف فرمایا ہے
اونکی بعد اور لوگون کی بہ نسبت اول ابی الاسود نے علم نحو کو جمع کیا ٭ اور اسی بابتہ المسائل مین
ہے ٭ وفی الدر المنثور عن ابی بکر محمد ابن القاسم الانباری فی کتاب الوقف
وابن عساکر فی تاریخہ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنْ لَا یُقْرِءَ
النَّاسَ اِلَّا عَالِمٌ بِاللُّغَۃِ وَاَمَرَ الْاَسْوَدَ بِوَضْعِ النَّحْوِ تفسیر درمنثور مین ہے ابی بکر
محمد ابن قاسم رض سے کتاب الوقف مین اور ابن عساکر سے کتاب تاریخ
مین ابن ابی ملیکہ سے کہ کہا حکم کیا عمر رض نے کہ قرآن نہ پڑہاوے آدمیونکو
مگر جو شخص کہ عالم ہو علم لغت کا ٭ اور حکم کیا انہون نے ابی الاسود کو تصنیف
کرنیکو علم نحو کے ٭ اور کہا ہے حافظ ابن حجر نے فتح المبین مین پانچوین حدیث
کی شرح مین ٭ وَاَمَّا مَا لَا یُنَافِیْ ذٰلِکَ بِاَنْ یَشْہَدَ لَہٗ شَیْءٌ مِنْ اَدِلَّۃِ الشَّرْعِ اَوْ
قَوَاعِدِہٖ فَلَیْسَ بِرَدٍّ عَلٰی فَاعِلِہٖ بَلْ ہُوَ مَقْبُوْلٌ مِنْہُ کَاسْتِخْرَاجِ عُلُوْمِ اللُّغَۃِ وَالنَّحْوِ وَالْمَعَانِیْ
وَالْبَیَانِ فَذٰلِکَ کُلُّہٗ مَعْلُوْمٌ حُسْنُہٗ ظَاہِرٌ فَائِدَتُہٗ مُعِیْنٌ عَلٰی مَعْرِفَۃِ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی
وَفَہْمِ مَعَانِیْ کِتَابِہٖ وَسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم فَیَکُوْنُ مَاْمُوْرًا بِہٖ وَکَوَضْعِ الْمَذَاہِبِ وَ
تَدْوِیْنِہَا فَاِنَّہٗ مَقْبُوْلٌ مِنْ فَاعِلِہٖ مُثَابٌ مَمْدُوْحٌ عَلَیْہِ خلاصہ یہ ہے جو بدعت کہ
کسی دلیل شرع سے کے موافق ہو تو وہ مردود نہین بلکہ مقبول ہے جیسا علم

لغت نحو معانی بیان کہ جس اس سب کا معلوم اور فائدہ اسکا ظاہر اور
کلام اللہ کی دریافت اور قرآن اور حدیث کے معنی سمجھنے پر مددگار ہے
تو یہ سب بھی شرع کا حکم ہے اور اسی طرح سے سب مذہب کو عین
اور مقرر کرنا اور اوسکو جمع کرنا شرع مین مقبول ہے اور فاعل کو اُسکی
آخرت مین ثواب اور دنیا مین تعریف ہے ؛ پھر اُسکے بعد مراد اور غرض
حضرت علیہ السلام کی سمجھنے مین اور بہت سی چیزین بھی ضرور ہین ؛
منجملہ ان شروط کی یہ ہے کہ کلام کے سیاق کو دریافت کرے یعنی اوسکی
رویہ اور روش کو بخوبی سمجھے اسواسطے کہ بہت سے الفاظ حدیث اور قران
کے ہین کہ اگر صرف اُسی ایک جملے مین نظر کیجے تو ایک معنی سمجھی جاتی ہے ؛
اور اگر سیاق اور سباق کی طرف لحاظ کیجے تو مراد اُس کلام کی دوسری
معلوم ہوتی ہے ؛ جیسا کہ مشکوۃ کے باب التیمم مین ہے ؛ خلاصہ اسکا
یہ ہے کہ کہا جابر نے نکلے ہم لوگ کسی سفر مین پھر ہم لوگون مین سے
ایک مرد کا سر پتھر سے ٹوٹا اور بعد اسکے اوسکو احتلام ہوا تب اسنے
ہمراہیون سے اپنے پوچھا کہ آیا تم سمجھتے ہو کہ تیمم ہمارے واسطے درست
ہے ؛ بولے کہ تیرے واسطے تیمم درست نہین اسواسطے کہ تیرے پاس پانی موجود
ہے ؛ اور خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدا طیبا
اگر تم پانی نپاؤ تو تیمم کرو ؛ الغرض لوگون نے صرف اسی آیت پر نظر کر کے

تھا کہ تیمم تجھکو درست نہین ؛ تب لاچار ہوکر اوسنے غسل کیا پھر پانی
اوسکے زخم مین سرایت کر گیا آخر کو وہ مرگیا ؛ جابر رض کہتے ہین کہ
جب ہم سب حضرت علیہ السلام سے نزدیک پہنچے اور حضرت نے اس
قصے کو سنا تو فرمایا قَتَلُوہُ قَتَلَہُمُ اللّٰہُ اَلَا سَاَلُوْا اِذَا لَمْ یَعْلَمُوْا فَاِنَّمَا شِفَاءُ الْعِیِّ
السُّوَالُ یعنے فتوی دینے والون نے اوسکو مار ڈالا خدا تعالی انکو مارے
چونکہ اونہون نے بے علم فتوی دیا اسواسطے حضرت نے ان کو بد دعا دی
اور فرمایا کہ اگر تم علم نہین رکھتے تھے تو کسواسطے علما سے نہین پوچھا
کہ نہین ہے روا نادانی اور نارسائی کی مگر سوال کرنا اور پوچھنا عالم سے
خلاصہ اس قصہ کا یہ ہے کہ اون لوگون نے صرف اس ایک آیت کو
ملاحظہ کرکے حکم دیا اور آیت کی آگے اور پیچھے کو نظر نہ کیا کہ اللہ تعالی
پہلے اوسکے فرماتا ہے ؛ وَاِنْ کُنْتُمْ مَرْضٰی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ یعنے اگر تم بیمار ہو یا
سفر مین ہو ؛ اور پیچھے اوسکے فرماتا ہے ؛ مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ
یعنے خدا تعالی ارادہ نہین کرتا ہے کہ کوئی حکم تم پر کرے کہ اس مین تم
پر سختی اور تنگی ہو ؛ پس کلام سابق اور لاحق سے صاف معلوم ہوتا
ہے کہ مراد اس آیت یعنے فلم تجدوا ماء سے یہ ہے کہ تمکو پانی کے استعمال
پر قدرت نہو تو اس تقدیر مین تیمم درست ہے ؛ تو معلوم ہوا کہ اس شخص
زخمی کے حق مین تیمم درست تھا اور اسی واسطے حضرت علیہ السلام نے

ناخوش ہو کر اُن کو بد دعا دی نعوذ باللہ من غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؛
خدا بچاوی ایسی نادانی سی کہ حضرت علیہ السلام کی بد دعا مین پڑے ؛ اس حدیث
سے کئی فائدے حاصل ہوے ؛ پہلا یہ کہ بعضا کلام اللہ تعالی کا اگلی یا پچھلی
بات سے علاقہ رکھتا ہے کہ جب تک اوسکو نہ ملاویئے تو مراد اوسکی نہین سمجھی
جاتی ؛ دوسرا یہ کہ اگر کسی کو علم اور قدرت قرآن کے مطلب سمجھنے کا نہو اگرچہ
لفظی معنے سمجھتا ہو بلکہ اگرچہ اہل زبان بہی ہو لیکن اوسکے ساتہ بہی اوسکو قرآن
سے اپنی سمجہ کے موافق مسئلہ دینا درست نہین ہے ؛ اور تیسرا یہ کہ جسکو
قابلیت قرآن کی مراد سمجھنے کی نہو تو وہ کسی عالم سے پوچہے اور اپنی رائے
اور اپنی عقل ناقص کو قرآن مین دخل نہ دیوے ؛ اور چوتہا یہ ہے کہ اگر کوئی
بے علم کسی کو غلط مسئلہ بتاوے اور اس مین کچھ گناہ ہو تو وہ گناہ مسئلہ بتانی
والے پر پڑتا ہے ؛ اور پانچوان یہ ہے کہ جو کوئی ایسا کریگا تو وہ حضرت پیغمبر خدا
کی ناخوشی اور دعاے بد مین پڑیگا ؛ اور ظاہر ہے کہ جب وہ حضرت کی

بد دعا مین پڑا تب عذاب الہی مین مقرر گرفتار ہوا ؛ نعوذ باللہ من غضب اللہ
ومن سخط رسول اللہ ؛ اور مشکوۃ کی کتاب العلم مین لکہا ہے ؛ اور یہ حدیث
عمر ابن شعیب کی طویل ہے جس قدر یہان درکار ہے لکہا جاتا ہے فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ
فَقُولُوا وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوهُ اِلٰى عَالِمِهِ یعنے حضرت علیہ السلام نے فرمایا سے
جو بات قرآن سے جانو تو کہو اور جو نجانو تو اوسکو اوسکے عالم کیطرف سونپو

۱۰۸/۱۵۶

اور اوسی کتاب مین ہے عن ابی ہریرۃ رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ یعنے جو کوئی فتوی دیا جاوے بدون علم کے تو گناہ اوسکا اوس پر ہے کہ جس نی اوسکو فتوا دیا ؛ اب خوب غور کر کے سمجھنا چاہیے کہ اصحاب حضرت کی اہل زبان تہی قرآن اور حدیث کو خوب سمجھتے تہی کیونکہ اونہین کی زبان کی موافق قرآن اور حدیث وارد ہوا تہا ؛ باوجود اسکے جو لوگ کہ علم اور فہم کامل نہین رکہتے تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی انکو مسئلہ نکالنی کو اور فتوا دینے کو منع فرمایا اور پیروی کرنی کسی عالم کی ارشاد کیا ؛ پہر جو شخص عجمی ہو اور صرف نحو بلاغت کے قواعد سے بہی واقفیت نرکہتا ہو اور لغت عربی کو نجانتا ہو اور اصطلاحات واستعمالات پر بہی مطلع نہو اور وے علوم کہ قرآن اور حدیث کے سمجھنے کے واسطے ضرور ہین اوس سے تو محض ہی غافل ہو صرف ترجمہ قرآن اور حدیث کا پڑہا ہو تو ایسے کو فتوی دینا اور قرآن اور حدیث سے مسئلہ نکالنا بے شبہہ حرام ہے ؛ اور جب کہ صحابی باوجود ہم زبان اور ہم صحبت ہونے کے حضرت علیہ السلام کی بددعا مین پڑگئے تو پہر ایسے لوگ کہ انکو زبان عربی مین بہی کچہ دخل نہو تو کیا عجب ہے کہ حضرت کی لعنت مین پڑجاوین نعوذ باللہ منہا ؛ بلکہ ایسا شخص خود گمراہی مین پڑکر دوسرونکو بہی گمراہی مین ڈالیگا جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب

لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا

لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا مُتَّفَقٌ

عَلَيْهِ خلاصہ ترجمہ اس مقام کا یہ ہے کہ آخر زمانے مین علما نہین رہینگے اوسوقت لوگ جاہلونسے مسئلہ پوچھینگے ؛ تب وی جہال بدون علم کے فتوا دینگے پہروے آپ گمراہ ہونگے اور دوسرونکو بہی گمراہ کرینگے

؛ نعوذ باللہ منہما پہر جانو کہ قرآن کی طرح بہت سی حدیثین ہین کہ مراد اونکی سمجہنی موقوف ہے اگلی یا پچھلی بات پر ؛ اور اکثر ایسا بہی واقع ہوتا ہے کہ راوی صرف ایک دو جملہ حدیث کے نقل کرتا ہے اور کلام سابق کو یا سخن لاحق کو چھوڑ دیتا ہے ؛ یا اس سبب سے کہ باقی کو بہول گیا یا اس جہت سے کہ اوس راوی نے اوسی قدر سنا تہا ؛ لیکن جب اوسکی روایت کو دوسری راویون کی روایت سے ملایا جاتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کے ماقبل یا مابعد یہ جملہ بہی ہے ؛ تو اگر کوئی صرف حدیث کے اُسی ٹکڑے پر نظر کرے تو ایک مراد سمجھی جاتی ہے ؛ لیکن جب کلام سابق کو یا کلام لاحق کو لحاظ کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مراد نہین ہے بلکہ مراد اس کلام کی دوسری ہے ؛ جیسا کہ یہ حدیث مشہور اکثر حدیث اور فقہ کی کتاب مین ہے انما الاعمال بالنیات تو اس کلام کے ظاہر سے یہی سمجہا جاتا ہے کہ ہر عمل موقوف نیت پر ہے ؛

یعنے حکم دنیاوی اور حکم اخروی موقوف نیت پر ہے ؛ اگر کسی عمل مین
نیت پائی جاوے تو وہ عمل صحیح ہوتا ہے اور ثواب بہی ملتا ہے ؛ اور
اگر نیت پائی نجاوے تو عمل باطل ہے یعنے نہ صحت اور نہ ثواب ؛ جیسا
کہ امام شافعی رح اس حدیث کے معنی یہی کہتے ہین ؛ مثلا اگر وضو
مین نیت نکرے تو وہ وضو صحیح نہین ہے اور ثواب بہی نہین اور اس
سے نماز بہی درست نہین بلکہ دوسری بار وضو نیت کے ساتہ کرنا فرض
ہے ؛ اور امام اعظم رح اس حدیث کے معنی یون فرماتے ہین کہ جزا
ہر عمل کی موقوف نیت پر ہے ؛ یعنے حکم اخروی ہر عمل کا موقوف نیت
پر ہے ؛ یعنے اگر نیت ہو کہ یہ کام خدا کی رضا کے واسطے کرتے ہین تو اوسمین
ثواب ہے اور اگر خدا کی خوشنودی کی نیت نہو تو ثواب نہین ہے ؛
مثلا وضو مین اگر فرمان برداری خدا کی نیت ہو تو ثواب ہے اور اگر ایسا
نہو برابر ہے کہ اصلا نیت نہو جیسا کوئی تالاب مین بے قصد کے گر پڑا
اور وضو کے اعضا کا غسل اور مسح ہو گیا ؛ یا نیت اور کسی امر کی کیا ہو
جیسا ٹہنڈا ہونا یا ماندگی کو دفع کرنا یا بدن کا میل دہونا یا غیر اوسکا اس مین
ثواب نہین لیکن وضو درست ہے ؛ نماز اس وضو سے جائز ہے
دوسری بار وضو کرنے کی ضرورت نہین ؛ پہر جب اس حدیث کو پہلے
کلام سے کہ بعد اس عبارت کے ہے ملایا جاتا ہے تب صاف معلوم

ہوتا ہے کہ جو امام اعظم نے فرمایا ہے حق ہے کیونکہ پیچھے اوس کے یہ
مضمون ہے کہ ہر مرد کے واسطے وہی چیز ہے جو نیت کریگا ؛ پھر جس
نے ہجرت مین خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت کی تو اوسکو وہی
ہی یعنے ثواب ہے ؛ اور جس نے ہجرت مین دنیا کی نیت کی تو اوسکو وہی
دنیا ہی یعنی کچھ ثواب نہین ؛ جیسا کہ مشکوۃ کی پہلی حدیث ہی عن عمر بن الخطاب رض
قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوٰی
فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ وَمَنْ
كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِامْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ مُتَّفَقٌ
علیہ ترجمہ اسکا موافق شرح شیخ عبد الحق دہلوی رح کے یہ ہے کہ کوئی عمل
بے نیت کے معتبر نہین ؛ اور نہین ہے ہر ایک مرد کو ثواب مگر جو کچھ
کہ نیت کیا ہو اوسنے ؛ پھر جو شخص کہ ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا
کی طرف ہو یعنے خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت ہو تو پھر ہجرت
اوسکی خدا اور رسول خدا ہی کی طرف ہے یعنے ثواب بہت ہے ؛
اور جو شخص کہ ہجرت اوسکی دنیا کی طرف ہو تاکہ وہ اوسکو پاوے یا کسی
عورت کی طرف تاکہ اوسکو نکاح کرے تو پھر اوسکی ہجرت اوسی چیز کیطرف
ہے جس کیطرف ہجرت کی یعنے کچھ ثواب نہین ؛ ترجمہ تمام ہوا ؛ پھر
قرینے سے اس پچھلی عبارت کے صاف ظاہر ہے کہ مراد اس حدیث

اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ سے وہی ہے کہ جو امام اعظم فرماتے ہین کیونکہ حضرت علیہ السلام نے یہی فرمایا ہے کہ جس کی ہجرت اللہ اور للرسول ہو تو اوسکو ثواب ہے ٭ اور اگر اللہ اور للرسول نہو تو ثواب نہین ٭ پہر اگر حدیث اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کے معنے یہ ہوتے کہ کوئی عمل بے نیت کے صحیح نہین تو آپ یون فرماتے کہ مَنْ کَانَتْ ہِجْرَتُہٗ اِلیٰ دُنْیَا فَبَطَلَتْ ہِجْرَتُہٗ اَوْ قَالَ بَہَا جُرْنَا بِہَا یعنے جس نے ہجرت کی دنیا کے واسطے تو باطل ہوئی ہجرت اوسکی ٭ یا یون فرماتے کہ دوسرا ہی ہجرت کرے اس واسطے کہ ہجرت اوسوقت مین فرض تہی ٭ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ مورد یعنے محل حدیث کا جانے کیونکہ بہت حکم بلحاظ محل کے مختلف ہو جاتے ہین ٭ پہر بعضی حدیث محل خاص مین وارد ہے حالانکہ حدیث کی عبارت مین اوس محل خاص کا کچہ بیان نہین ہوتا ٭ تو اس صورت مین اوس حدیث کی مراد سمجہنے کے واسطے اوسکے مورد کو جاننا ضرور ہے ٭ جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رض قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ یعنے نہین واجب ہی غسل مگر منی کے نکلنے سے اب ظاہر سے اس حدیث کے یہی سمجہا جاتا ہے کہ اگر دخول پایا جاوے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہین ٭ جیسا کہ بعضے آدمیون نے صرف اس حدیث کے ظاہر کی طرف نظر کرکے یہی سمجہا تہا لیکن حقیقت مین مورد اس حدیث کا احتلام ہے ٭ یعنے اگر کوئی خواب مین اپنے جماع کو دیکہے تو غسل اوسپر واجب نہین ہوتا جب تک کہ انزال نہ پایا جاوے بخلاف جماع

حقیقی کے اگر آلت کا سر ہی داخل ہو تو غسل واجب ہے اگرچہ انزال نہو

؛ جیسا کہ مشکوۃ کے باب الغسل مین ہے قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ

الْمَاءِ فِي الْاِحْتِلَامِ یعنے یہ حکم کہ بغیر انزال کے غسل واجب نہین اگرچہ مطلق

ہے لیکن احتلام کی صورت مین وارد ہے ؛ اور بعضے محدثون نے جو محل

اس حدیث کا معلوم نہین کیا تو کہا ہے کہ یہ حکم یعنے جماع مین بے انزال

کے غسل واجب نہونا ابتداے اسلام مین تہا پہر منسوخ ہوا ؛ اور منجملہ اوسکے

جاننا اس بات کو کہ راوی اس حدیث کا ابتدا سے اس قصے کے حضرت

کے حضور مین حاضر تہا یا درمیان مین یا آخر مین ؛ کیونکہ بسبب اختلاف اوقات مدت نبوت

راویونکے احادیث کی روایت مین بڑا اختلاف ہوتا ہے ؛ تو جو راوی ابتدا سے

انتہا تک حاضر ہوگا اس کی روایت پر اعتماد ہوگا اور اوسکی حدیث سے

مراد اور حکم شرعی معلوم ہوگا ؛ اور جو راوی ابتدا سے انتہا تک حاضر نہو

تو اوسکی روایت مین اکثر خلل ور نقصان ہوگا ؛ اور حضرت کی مراد ایسی حدیث سے سمجھی نہین

جاویگی جیسا کہ تیسیر الوصول کی فروع تلبیہ مین ہے ؛ عَنِ ابْنِ جُبَیْرٍ رض قَالَ قُلْتُ لِابْنِ

عَبَّاسٍ رض عَجِبْتُ لِاخْتِلَافِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِي اِہْلَالِہٖ حِیْنَ اَوْجَبَ

فَقَالَ اِنِّي لَاَعْلَمُ النَّاسِ بِذٰلِکَ اِنَّہَا اِنَّمَا کَانَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَجَّةً وَاحِدَةً

فَمِنْ ہُنَالِکَ اخْتَلَفُوْا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَاجًّا فَلَمَّا صَلّٰی

فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَیْفَةِ رَکْعَتَیْہِ اَوْجَبَہٗ فِي مَجْلِسِہٖ فَاَہَلَّ بِالْحَجِّ حِیْنَ

فَرَغَ مِنْ رَكْعَتَيْهِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَحَفِظْتُهُ عَنْهُ ثُمَّ رَكِبَ فَلَمَّا اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ

أَهَلَّ وَأَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ وَذٰلِكَ أَنَّ النَّاسَ إِنَّمَا كَانُوا يَأْتُونَ أَرْسَالًا فَسَمِعُوهُ

حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ يُهِلُّ فَقَالُوا إِنَّمَا أَهَلَّ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ ثُمَّ مَضَى فَلَمَّا

عَلَا عَلَى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ وَأَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَقَالُوا إِنَّمَا أَهَلَّ حِينَ عَلَا

عَلَى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ وَأَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ أَوْجَبَ فِي مُصَلَّاهُ وَأَهَلَّ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ

نَاقَتُهُ وَأَهَلَّ حِينَ عَلَا عَلَى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ أَخْرَجَهُ ابو داود خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے

کہ ابن جابر رض سے روایت ہے کہ انہون نے کہا ابن عباس رض کو

کہ متعجب ہون مین اصحاب کے اختلاف سے کہ حضرت نے کسوقت تلبیہ

کو شروع کیا تھا۔ تب ابن عباس رض نے فرمایا کہ مین سب لوگون سے

اس امر مین خوب واقف ہون حضرت نے ایک بار حج کیا تھا یعنے حج دو

نہ تھا کہ ہر بار ایک ایک طور سے کیا ہو اور ہر ایک صحابی ایک ایک حال

کو دیکھکر حکایت کرتے ہون۔ بلکہ سبب اختلاف کا یہ ہے کہ نکلے رسول خدا حج

کے ارادے سے پھر جب مسجد مین ذوالحلیفہ کی پہنچے تو دو رکعت نماز پڑھنے

کے بعد پہلا تلبیہ کہا پھر سنا اوسکو لوگون نے اور اوسکو اسی طرح یاد رکھا

اور روایت کیا۔ پھر اوسکے بعد آپ سوار ہوے اور جب اونٹ نی حضرت

کو اٹھا یا تب تلبیہ فرمایا اور اوسکو دوسرے لوگون نے سنا اور ویسہی یاد

اور ویسہی اسکو نقل کیا۔ اوسکے بعد جب حضرت بلندی پر چڑھے تلبیہ کہا او

اوسکو تیسری قوم نے سُنا سو اسی کو یاد رکہا اور حکایت کیا ÷ اور یہ اسواسطے تہا کہ لوگ حضرت کے پاس جماعت جماعت متفرق آتے تہے جیسا جس نے جسوقت سنا ویسا ہی نقل کیا تمام ہوا خلاصہ اسکا ÷ پہر جو شخص ابتدا سے حضرت کے ساتہ تہا جیسے ابن عباس رض وے حقیقت حال پر مطلع ہین اور روایت اونکی ٹہیک ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ اگر کوئی حدیث جواب مین کسی سوال سے کے واقع ہو تو ضرور ہے کہ سائل کی لفظون مین تامل کیا جاوے اسواسطے کہ جواب موافق سوال سے کے ہوتا ہے ÷ پہر بعضی حدیث ایسی ہے کہ اگر صرف اوس حدیث کی طرف نظر کی جاوے تو ایک مطلب سمجہا جاتا ہے اور اگر سوال کو لحاظ کیا جاوے تو دوسری مراد معلوم ہوتی ہے ÷ جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب حج النبیؐ مین لکہا ہے اَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُولَ اللہِ صلعم اِنِّیْ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ فَقَالَ اَحْلِقْ وَلَاحَرَجَ وَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ یَارَسُولَ اللہِ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیَ قَالَ اِرْمِ وَلَاحَرَجَ اَلْحَدِیْث خلاصہ اسکا یہ ہے کہ آیا حضرت کی پاس ایک مرد موسم حج مین پہر کہا اوسنے یارسولؐ اللہ افاضہ کیا مین نے سر مُنڈانے کی پہلے ÷ فرمایا حضرتؐ نے سر منڈا اور کچہ حرج نہین ÷ پہر دوسرا مرد حضرت کے پاس آیا اور کہا یارسول اللہ ذبح کیا مین نے رمی سے کے پہلے ÷ فرمایا رمی کر اور کچہ حرج نہین ÷ اب ظاہر سے اس حدیث کے معلوم ہوتا ہے کہ

حج کے افعال کو بے ترتیب یعنے مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرنے مین کچھ گناہ
اور کچہ فدیہ نہین ہوتا ہے خواہ قصدا ہو خواہ بہول کر خواہ نادانستگی سے ہو
جیسا کہ بعضے لوگ ایسا ہی سمجھتے ہین ؛ لیکن سائل کے لفظ کی طرف اگر نظر کیا
جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف بہولنے اور نادانستگی کی صورت مین
ہے اور بالقصد کی تقدیر مین نہین جیسا کہ مواہب لدنیہ مین ہے کہ صحیح مسلم
مین لکھا ہو روایت سی ابن عمرو بن العاص کی وَقَفَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی
رَاحِلَتِہٖ فَطَفِقَ نَاسٌ یَسْأَلُوْنَہٗ فَقَالَ الْقَائِلُ مِنْہُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم اِنِّیْ لَمْ اَکُنْ اَشْعُرُ اَنَّ
الرَّمْیَ قَبْلَ النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْیِ فَقَالَ فَارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُہٗ یُسْأَلُ
یَوْمَئِذٍ عَنْ اَمْرٍ مِمَّا یَنْسٰی الْمَرْءُ اَوْ یَجْہَلُ مِنْ تَقْدِیْمِ بَعْضِ الْاُمُوْرِ قَبْلَ بَعْضٍ وَاَشْبَاہِہَا
اِلَّا قَالَ لَہُمْ اِفْعَلُوْا ذٰلِکَ وَلَا حَرَجَ اَلْحَدِیْثَ ؛ خلاصہ یہ ہے کہ لوگ سوال کرتے
تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سو پوچھا ایک نے یا رسول اللہ مجھے
خبر نہتی کہ رمی پہلے ذبح کی ہے سو مین نے ذبح کیا پہلے رمی سے ؛ پہر حضرت
نے فرمایا رمی کرو اور کچہ حرج نہین ؛ اور جب کوئی حضرت سے سوال کرتا
تہا کہ کسی مرد نے بہول کرکے یا انجان ہو کر کوئی کام کیا یعنے پہلے کو پیچھے
یا پیچھے کو پہلے تب حضرت فرماتے تہے کہ کرو اور کچہ حرج نہین ؛ اور منجملہ
اون کے یہ ہے کہ سمجھے کہ یہ حکم علی الاطلاق ہے یا حکایت کسی کے حال
کی ؛ کیونکہ راوی کبہی سمجھتا ہے کہ یہ حکم ہر حال مین ہے اور ویسہی روایت

کرتا ہے باوجود اس بات کے کہ واقع مین حضرت نے بطور قصے کے کسی کا
حال فرمایا ہے اور ظاہر الفاظ سے حدیث کے یہ نہین معلوم ہوتا ہے ؛ پھر
جو صرف عبارت پر حدیث کی نظر کریگا تو بڑی غلطی مین پڑیگا جب تک کہ قصہ
اس حدیث کا نجانے ؛ اور قصہ حدیثونکا متن حدیث مین اکثر مذکور نہین ہوتا
بلکہ کتب سیر اور شروح حدیث اور فقہ مین مرقوم ہوتا ہے ؛ جیسا کہ مشکوۃ کی
باب البکاء علی المیت مین دو حدیث ہین کہ اون دونون کے ذکر کرنے
مین بہت طول ہوتا ہے اسواسطے صرف مثال کے لیے خلاصہ اون دونون
حدیثونکا مختصر کرکے لکھا گیا ؛ جب عائشہ رض کے نزدیک ذکر کیا گیا کہ عبد اللہ
بن عمر رض کہتے ہین اِنَّ المَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ الحَیِّ عَلَیہِ ؛ یعنے مردہ عذاب
کیا جاتا ہے بسبب رونے زندے کے اسپر ؛ تب عائشہ رض نے فرمایا
کہ خدا مغفرت کرے عبد اللہ کی خبردار رہو کہ عبد اللہ نے قصداً جھوٹھ نہین
کہا لیکن بھول گیا جو حضرت سے سنا یا خطا اسکی سننے مین یا سمجھنے مین واقع
ہوئی ؛ سو قصہ اوسکا یون ہے کہ ایکبار حضرت صلعم گذرے ایک یہودیہ کی
قبر کے سامنے کہ اوسپر کوئی روتا تھا تب حضرت نے فرمایا کہ یہ لوگ
اوسپر روتے ہین اور حال اوسکا یہ ہے کہ وہ عذاب کی جاتی ہے
اپنی قبر مین ؛ اور ایک روایت مین اسقدر زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ
رض نے فرمایا کہ کافی ہے تمکو قرآن ؛ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ

وِزْرَ اُخْرٰی یعنے کوئی نفس نہین اوٹھاویگا دوسرے کی بوجہ کو یعنے
ایک کا گناہ دوسرے پر پڑیگا ٭ سو رونا اور نوحہ کرنا یہ گناہ زندیکا
ہے مردے پر کیونکر پڑیگا ٭ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ تمام آیتین احکامی
قرآن کی اوسکی معنی اور مراد اور تاویل کے ساتہ خوب معلوم اور یاد
ہو کیونکہ بہت سی حدیثین ظاہر مین آیت قرآنی کے خلاف ہین تو اسپر
عمل جائز نہین مگر جب معلوم ہو کہ وہ حدیث متواتر ہے ٭ اور یہ بہی معلوم
ہو کہ وہ آیت پہلے اسکے نازل ہوئی تہی یا قرائن اور علامات اور تاویلات
سے تطبیق اون دونونکے درمیان ہو سکے ٭ یا اُس حدیث کی ترجیح
اور قوت دوسرے کسی طور سے تحقیق اور ثابت ہو تو البتہ ایسی حدیث
پر عمل کیا جاویگا لیکن اس بات کی تحقیق کے واسطے بہت علم درکار
ہے کہ اس مقام مین گنجائش اوسکی نہین ہو سکتی ہے ٭ جیسا کہ توضیح
کی فصل النسخ مین اور تفسیر احمدی کے خطبے مین لکہا ہے قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ علیہ
وسلم یَکْثُرُ لَکُمُ الْاَحَادِیْثُ مِنْ بَعْدِی فَاِذَا رُوِیَ لَکُمْ حَدِیْثٌ فَاعْرِضُوْہُ عَلٰی کِتَابِ
اللہِ فَاِنْ وَافَقَہٗ فَاقْبَلُوْہُ وَاِنْ خَالَفَہٗ فَرُدُّوْہُ یعنے بہت حدیثین روایت
کی جاوینگی تمہارے واسطے ہمارے انتقال کے بعد سو جب روایت کی
جاوے تمہارے واسطے کوئی حدیث تو پیش کرو اوسکو کلام اللہ پر پہر
اگر اوسکو موافق قرآن مجید کے پاؤ تو قبول کرو اور اگر مخالف پاؤ تو رد کرو

٭ یہ حدیث اصول کی کتابون مین منقول اور بعضی حدیث و تفسیر کی کتابون
مین مروی ہے ٭ اور بعضے محدثون کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہین
ہے لیکن مضمون اس حدیث کا دوسرے مقامون سے بہی معلوم ہوتا ہے

جیسا کہ نور الانوار کی بحث سنت مین ہے رَوَت فَاطِمَۃُ بِنتُ قَیسٍ اَنَّ زَوجَہَا

طَلَّقَہَا ثَلٰثًا وَلَم یَفرِض لَہَا رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم سُکنٰی وَلَا نَفَقَۃً وَرَدَّہٗ عُمَرُ رض وَقَالَ

لَانَدَعُ کِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّۃَ نَبِیِّنَا بِقَولِ اِمرَءَۃٍ لَانَدرِی اَصَدَقَت اَم کَذِبَت اَم

حَفِظَت اَم نَسِیَت یعنے روایت کی ہے فاطمہ بنت قیس نے کہ اوسکی
شوہر نے اوسکو تین طلاق دیں اور رسول خدا نے اوسکی عدت کی
نفقے وغیرہ کا حکم نہین فرمایا تہا ٭ پہر عمر رض نے اوسکی روایت کو رد کیا
اور کہا نچہوڑ دینگے ہم کتاب پروردگار کو اور نہ سنت رسول خدا کو روایت
سے ایک عورت کی کہ نہین دریافت کرتے ہین ہم کہ سچ کہا اوسنے یا جہوٹ
اور یاد رکہا ہے اُسنے یا بہول گئی ٭ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ احکام اجماعیہ
سے بہی واقف ہو اسواسطے کہ احکام شرع کی دلیل صرف قرآن اور
حدیث ہی نہین ہے بلکہ اجماع بہی حجت ہے ٭ جیسا کہ مشکوۃ کی

کتاب العلم مین ہی وَعَن اِبنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلعِلمُ ثَلٰثَۃٌ

اٰیَۃٌ مُحکَمَۃٌ اَو سُنَّۃٌ قَائِمَۃٌ اَو فَرِیضَۃٌ عَادِلَۃٌ الخ اصول شریعت کے تین ہاین

پہلا ایت محکم یعنے کتاب اللہ کہ جس سے حکم ظاہر ہو ٭ اور دوسرا سنت

قائمہ یعنے حدیث کہ سند صحیح سے ثابت ہو ۞ تیسرا فریضہ عادلہ یعنے جو دلیل کہ برابر ہے قرآن اور حدیث کے ۞ تو یہ تینو واجب العمل ہین یہ اشارہ ہے اجماع اور قیاس کی طرف ۞ اور بعضی حدیث کے ظاہر معنی بالاجماع متروک ہین یعنے اتفاق سے سب علماو کے ثابت ہوا کہ اُس حدیث کے ظاہر معنے مراد نہین بلکہ تاویل اوسکی دوسری ہے ۞ پھر اس صورت مین اس حدیث کے ظاہر معنے پر عمل کرنا خلاف اجماع کا ہوتا ہے اور اجماع کا خلاف کرنا حرام اور باطل ہے ۞ اور اجماع کو حق نہ جاننا کفر اور ضلالت ہے ۞ جیسا کہ کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہے وَالْحَدِیْثُ

اَلْوَارِدُ فِیْہِ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلْغِیْبَۃُ تُفْطِرُ الصَّائِمَ وَہُوَ مَاوَّلٌ بِالْاِجْمَاعِ وَالْفَتْوٰی بِخِلَافِ الْاِجْمَاعِ غَیْرُ مُعْتَبَرٍ یعنے قول پیغمبر کا کہ غیبت روزے کو توڑتی ہے بالاجماع ماول ہے ۞ اور تاویل اوسکی یہ ہے کہ غیبت سے روزہ کی فضیلت جاتی رہتی ہے ۞ اور فتوا دینا خلاف اجماع کی باطل ہے ۞ اور اسی واسطے اگر کسی روزہ دار نے کسی کی غیبت کی پھر اوس نے اُس حدیث کے ظاہر معنے کو اعتبار کر کے سمجھا کہ روزہ اوسکا ٹوٹا پھر اوسنے قصدا کھانا کھا لیا تو اس صورت مین قضا اور کفارہ دونون اُسپر واجب ہے ۞ اور حدیث مین پانی کا عذر اوسکے حق مین مقبول نہین ہے کیونکہ بالاجماع اس حدیث کے ظاہر معنے مراد نہین

جیسا کہ کفایہ کے اوسی مقام مین ہے فَطَنَ اَنَّ الْغِیْبَۃَ فَطَّرَتْہُ فَاَکَلَ بَعْدَ

ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ الْقَضَاءُ وَالْکَفَّارَۃُ سَوَاءٌ اِعْتَمَدَ حَدِیْثًا اَوْ فَتْوٰی لِاَنَّ ہٰذَا الظَّنَّ وَ

اَلْفَتْوٰی فِیْ غَیْرِ مَوْضِعِہٖ یعنے کسی روزہ دار نے کسی کی غیبت کی پہر گمان

کیا کہ اُس غیبت نے اوسکے روزے کو توڑا پہر یہ سمجہ کر کہانا کہالیا تو اس

صورت مین قضا اور کفارہ دونون اس پر واجب ہے خواہ کسی حدیث پر

اعتماد کر کے روزہ توڑا ہو یا کسی عالم کا فتوی پاکر کہایا ہو اسواسطے کہ یہ

گمان اور فتوی بے محل ہے ؛ تو اب معلوم ہوا کہ جو کوئی مسائل اجماعیہ

سے واقف نہو اور وہ حدیث کہ بالاجماع ماول ہے اس کے ظاہر پر عمل

کریگا تو حرام اور سخت گناہ اور خرابی مین پڑیگا ؛ اور یہ بہی معلوم ہوا کہ بعضے

حدیث کی معنی سمجہنا موقوف ہے مسائل اجماعی کے جاننے پر ؛ اور منجملہ

اوسکے یہ ہے کہ جو حدیث دو معنی کا احتمال رکہے تو ایک معنی کو ترجیح دیوے

دوسری دلیلون سے ؛ اسواسطے کہ بہت ایسی حدیث ہوتی ہے کہ

ظاہر عبارت سے اُسکے دو معنی مختلف سمجہے جاتے ہین تو جب تک اُس

حدیث کو قرآن سے یا اور دوسری حدیثون سے تطبیق ندیوین تو ہرگز

مراد اُس حدیث کی نہین سمجہی جاتی ہے ؛ تو جو کوئی صرف ایک حدیث

کی طرف لحاظ کریگا تو سخت خبط اور اضطراب مین پڑیگا جیسا کہ حدیث

ہے مشکوۃ کے باب القراۃ فی الصلوۃ مین لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَءْ بِفَاتِحَۃِ

الکِتَابِ اس عبارت کے دو معنی ہو سکتے ہین ایک معنی تو یہ ہین کہ نہین
جائز ہے نماز اُس شخص کی جو نہین پڑہتا ہے سورہ فاتحہ کو ؛ اور اس طور
کی عبارت اور معنی دوسری حدیث مین بہی آے ہین جیسا کہ لَاصَلٰوۃَ
لِمَنْ لَاوُضُوْءَ لَہٗ یعنے نہین جائز ہے نماز اُس شخص کی جسکو وضو نہین ہے
جیسا کہ امام شافعی رح اس حدیث کے معنی یہی کہتے ہین ؛ اور دوسرے
معنے یہ ہین کہ نہین ہے فضیلت اور کمال نماز مین اوس شخص کی کہ نہین
پڑہتا ہے وہ سورہ فاتحہ کو اور اس طرح کی عبارت اور معنے دوسری حدیث
مین بہی آے ہین ؛ جیسا کہ لَاصَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ ؛ یعنے نہین کامل
ہے نماز مسجد کی ہمسایہ کی مگر مسجد مین ؛ اور اُسی طور پر دوسری حدیث ہے
لَاصَلٰوۃَ بِحَضْرَۃِ الطَّعَامِ یعنے نماز کامل نہین ہے جس وقت کہ کہانا سامنے حاضر ہو
اور دل بہی راغب ہو ؛ پس جب کہ اس حدیث نے دو معنی کا احتمال
رکہا اور کچہ قرینہ حدیث کی عبارت مین کسی معنی کی ترجیح کا نہین ہے
تب ضرور پڑا کہ اُس حدیث کو قرآن اور دوسری حدیثون سے ملایا جاے
؛ تو بعد ملانے کے ظاہر ہوا کہ مراد اوس حدیث سے یہی ہے ؛ نہین
کمال ہے نماز کا بدون سورہ فاتحہ کے یعنے بے سورہ فاتحہ کے نماز ادا
ہوتی ہے لیکن کامل نہین بلکہ ناقص ؛ اور یہی ہے مذہب امام ابو حنیفہ رح
کا موافق اس آیت شریفہ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کے ؛ یعنے

پڑھو جس قدر تمکو آسان ہو قرآن سے ؛ تو اس آیت سے معلوم ہوا
کہ کوئی سورہ معین اور فرض نہین ہے ؛ اور ایسی ہی حدیث مشکوۃ مین
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نماز تعلیم کرنے کے وقت فرمایا ہے فاقرء ما
تیسر من القرآن ؛ اور دوسری حدیث تیسیر الوصول کی کتاب التفسیر مین ہے

ثلث آیات یقرء بہا احدکم فی صلوتہ خیر لہ من ثلث خلفات عظام سمان ؛
یعنے تین آیتین ہین کہ جو پڑہے تم مین سے کوئی اسکو نماز مین اپنی تو بہتر ہے
اوسکے حق مین تین اونٹنی حاملہ موٹی سے ؛ تو اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ تین آیت جس سورہ سے ہو نماز مین پڑہنی کافی ہے ؛ اور جاننا چاہیے
کہ یہ حکم امام اور منفرد کے حق مین ہے اور مقتدی کو قراۃ حرام ہے ؛
الغرض اس حدیث کو اگر پہلی معنی پر حمل کیا جاوے تو قرآن اور دوسری حدیثون سے
تطبیق ہوتی ہے اور اگر پہلے معنی پر حمل کیا جاوے تو قرآن اور دوسری حدیثون کے خلاف
ہوتا ہے ؛ خلاصہ یہ ہے کہ جب تک اوس حدیث کو قرآن اور دوسری حدیثون سے ملایا نجاوے تو
ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجھی جاتی ہے ؛ اور منجملہ اوسکے معلوم کرنا وجہ ترجیح
کو یعنے اگر دو حدیث آپس مین متعارض ہون تو دریافت کرنا کہ غالب کون
ہے اور عمل کرنا کس پر صحیح ہے ؛ اور ترجیح بہت سببون سے ہوتی ہے
ہر ایک کی تفصیل اور ہر ایک کی مثال کا بیان بہت دراز ہے یہان نمونہ
کیواسطے چند چیزین مذکور ہوتی ہین کہ کبھی ترجیح بعضی حدیث کو بسبب ؛

موافقت کلام اللہ کے ہوتی ہے ٭ یعنے دو حدیث مین اختلاف ہو تو قرآن جس حدیث سے موافق ہو وہ راجح ہے ٭ اور کبھی واسطے توافق حدیث متواتر یا مشہور کے ٭ اور کبھی اس جہت سے کہ ایک حدیث بعضے وقت مین وارد ہے اور دوسری اکثر احوال مین ٭ اور کبھی اس جہت سے کہ ایک حدیث کے راوی اور فقیہ اور مجتہد تہے یا وے جو حضرت کی صحبت مین بیشتر حاضر رہتے تہے تو اونکی روایت دوسرون کی نسبت سے غالب ہے ٭ اور کبھی بجہت تقدم اور تاخر کے یعنے حدیث موخر راجح ہے کیونکہ موخر ناسخ مقدم کی ہے ٭ جیسا کہ مسئلہ آمین کہنے کا بعد سورہ فاتحہ کے کہ اوسکے اخفا مین بہی حدیث وارد ہے اور جہر مین بہی مروی ہے ٭ پہر حدیث اخفا کی کئی وجہ سے غالب ہے ٭ اول یہ ہے کہ حدیث جہر کی بعضے وقت مین وارد تہی یعنے امت کو تعلیم کے لیے تو لوگ جانین کہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا چاہیے ٭ جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا ظہر کی نماز مین کبھی آواز بلند کرکے قراۃ فرماتے تہے تاکہ لوگ قراۃ کی مقدار کو معلوم کرلین ٭ یعنے کس وقت مین کس قدر قرآن پڑہنا چاہیے جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل صلوۃ الظہر والعصر مین ہے ٭ عَنْ اَبِی قَتَادَۃَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَقْرَءُ فِی الظُّہْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا ٭ وعن البراء قَالَ کُنَّا نُصَلِّی خَلْفَ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم

الظهر فیسمع منہ الآیۃ بعد الآیات من لقمان والذاریات اور بخلاف حدیث اخفا
کے کہ وہ مطلق احوال اور اکثر اوقات مین تھی تو اسواسطے حدیث اخفا کی
غالب ہے ۔ جیسا کہ ملا علی قاری محدث نے شرح مختصر الوقایہ مین لکھا ہے
ان الجھر بہا فی بعض الاحیان کان للتعلیم فعلا کما ورد و کان یسمعنا الآیات ۔
احیانا لا یکون سنۃ مستمرۃ والا لما ترک عمر و علی وابن مسعود رضی اللہ عنہم
اور کافی مین ہے والجھر المروی محمول علی انہ کان اتفاقا لا قصدا او کان لتعلیم الناس
ان الامام یؤمن کما یؤمن القوم ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث اخفا کے راوی
عمر ابن الخطاب اور علی ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود رض اور انکی مانند
ہین ۔ جیسا کہ لمعات التنقیح اور شرح سفر السعادت مین ہے ۔ اور یہ صحابہ
بہ نسبت راوی جہر کے بڑے فاضل ہین ۔ اور قاعدہ ہے کہ جس حدیث
کا راوی بڑا فقیہ اور بڑا فاضل ہو تو دوسری حدیث پر جسکا راوی ویسا نہو
غالب ہے جیسا کہ اصول کی کتابون مین مذکور ہے ۔ اور بیان بھی رفع
یدین کے مسئلہ مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی ۔ خصوصا روایت اور مذہب
عمر رضی اللہ عنہ کا کہ حضرت پیغمبر خدا نے امت کو فرمایا ہے کہ ہمارے بعد
پیروی کرو ابو بکر اور عمر کی ۔ جیسا کہ مشکوۃ کے باب جمع المناقب مین ہے
عن ابن مسعود رض ان النبی صلعم قال اقتدوا بالذین بعدی ابی بکر و عمر
اور حضرت پیغمبر ع نے علی رض کی شان مین فرمایا ہے کہ مین گھر ہون علم کا

اور علی دروازہ ہے اوسکا ؛ جیسا کہ مشکوۃ کے باب مناقب علی مین ہے
اَنَا دَارُ الْحِکْمَةِ وَ عَلِیٌّ بَابُہَا ؛ اور علی الخصوص عبد اللہ ابن مسعود رض کہ حضرت
پیغمبر خدا نے امت کو فرمایا ہے کہ دین کے امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود تمکو
کہے اوسکو سچ جانو ؛ جیسا کہ مشکوۃ کے اُسی باب مین ہے وَمَا حَدَّثَکُمْ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ
فَصَدِّقُوْہُ ؛ پھر جب راوی اخفاے آمین کے عمر بن الخطاب اور علی ابن
ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود ٹھہرے اور یہ تینون صحابی جلیل القدر
عظیم الشان ہین اور عمل بھی اونکا یہی تھا تو بیشک اخفا راجح ہے اور پیروی
اوسکی واجب ؛ اور تیسری وجہ یہ ہے کہ آیت قران کی حدیث اخفا کی
موافق ہے اسواسطے کہ قران مین آیا ہے اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ
الْمُعْتَدِیْنَ دعا کرو تم خداے تعالی سے عاجزی اور پوشیدگی سے بیشک
خدایتعالی دوست نہین رکھتا ہے حد سے گذرنے والون کو ؛ یعنے اللہ نے
دعا مین عاجزی اور اخفا کو حد کیا تو جو کوئی عاجزی یا اخفا نکرے اوس پر رحم
نہین کرتا ہے ؛ اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے اُذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا
وَّ خِیْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ یاد کرو اپنے پروردگار کو اپنے دل مین عاجزی
اور ڈر سے بلند آواز کرکے نہین ؛ اور تیسیر الوصول کی باب التفسیر مین
ہے قَالَ اَصْحَابُہٗ اَقَرِیْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِیْہِ اَمْ بَعِیْدٌ فَنُنَادِیْہِ فَنَزَلَتْ وَاِذَا سَاَلَکَ
عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ پوچھا اصحاب رض نے پیغمبر خدا سے کہ پروردگار

ہمارا نزدیک ہے تو چپکے دعا کرین یا دور ہے تو شور سے پکارین ؛ تب
نازل ہوئی یہ آیت جب پوچھین تجھسے میرے بندے میرے حال کو
تو کہو کہبے شبہہ مین نزدیک ہون ؛ پہر اون تین آیتون سے معلوم ہوا کہ
ہر دعا مین اخفا واجب ہے مگر جس دعا مین کہ جہر کرنا اوسکا دلیل یقینی اور
اجماع سے اور بے اختلاف کے ثابت ہو تو البتہ وہان جہر جائز ہے
جیسا کہ حج کے تلبیہ وغیرہ مین ؛ اور جب کہ لفظ آمین کا بھی دعا ہے کیونکہ
معنے اوسکے ہین قبول کر اور جہر اوسکا دلیل یقینی سے اور اجماع سے
ہرگز ثابت نہوا بلکہ حدیث مین تعارض واقع ہوا تو حدیث اخفا کی کہ جو کلام اللہ
کے موافق ہے راجح ہوئی ؛ جیسا کہ نہایہ مین ہے وَاَحْتَجَّ اَصْحَابُنَا بِاَنَّ
التَّامِیْنَ دُعَاءٌ فَاِنَّ مَعْنَاهُ اَللّٰهُمَّ اَجِبْ وَالتَّسْبِیْلُ فِی الْاَدْعِیَةِ الْمُخَافَتَۃُ عَلٰی
مَاقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ خَیْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِیُّ
؛ اور عنایہ اور کافی مین بہی ایسا ہی ہے لیکن عبارت مین کچہ اختلاف ہے
طوالت کے خوف سے نہین لکہا گیا ؛ اور چوتہی وجہ یہ ہے کہ حدیث
جہر کی جو وائل بن حجر سے مروی ہے ضعیف ہے ؛ جیسا کہ یحییٰ ابن
معین نے کہ سردار محدثون کے اور شیخ اور استاد ہین امام محمد بخاری کے
جنکا حال تیسیر الوصول کے خطبے مین لکہا ہے ضعیف کہا ہے ؛ اور
اس وجہ کو امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکہا ہے قَالَ الشَّافِعِیُّ یَجْهَرُ بِهَا

عِندَ الْجَهرِ بِالْقِرَاءَةِ لِحَدِيثِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلعم اَنَّهُ قَالَ آمِيْنَ

وَمَدَّ بِهَا صَوتَهُ وَمَا رَوَاهُ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ فَلَا يَلْزَمُ حُجَّةً * اور محدث شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے اس حدیث کو معلول کہا ہے * چنانچہ اس بات کو شیخ عبدالحق دہلوی نے لمعات التنقیح اور شرح سفر السعادت مین نقل کیا ہے اور پانچوین وجہ یہ ہے کہ جہر آمین کا مقدم اور اخفا اوسکا موخر ہے * پہر حدیث اخفا راجح ہے حدیث جہر پر اسواسطے کہ جہر منسوخ ہے * جیسا کہ کفایہ اور

عنایہ اور نہایہ مین ہے قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رض تَرَكَ النَّاسُ الْجَهْرَ

بِالتَّامِيْنِ وَمَا تَرَكُوا اِلَّا لِعِلْمِهِمْ بِالنَّسْخِ فرمایا ہے عبداللہ ابن مسعود رض نے کہ لوگون نے آمین شور سے کہنا چھوڑ دیا اور نہ چھوڑا اُسے مگر جب یقین حاصل ہوا اُن سب کو اسکی منسوخیت کا * اور جیسا کہ مسئلہ رفع یدین کا کہ عدم رفع اور رفع دونوین حدیث وارد ہے لیکن عدم رفع کی حدیث کو بہت وجہون سے غلبہ ہے * وجہ اول یہ ہے کہ حدیث عدم رفع کے راوی زیادہ معتمد اور معتبر اور بڑے فقیہ اور بڑے فاضل ہین * جیسا کہ عبداللہ ابن مسعود رض کہ حضرت کیسے سفر اور حضر مین ملازم رہتے اور حضرت کے احوال پر کمال مطلع تہے * اور اسیواسطے حضرت نے فرمایا ہے کہ دین کے امر مین جو عبداللہ بن مسعود کہے اوسکی پیروی کرو * اور اصحاب عشرہ مبشرہ یعنے دس صحابی جنکو پیغمبر خدا نے بہشت کی خوشخبری دی ہے اور اصحاب بدری کہ خدای تعالی

نے اون لوگون کو جنت کی بشارت دی ہے اور یہ سب صحابی حضرت کی صحبت مین اکثر حاضر رہا کرتے تھے اور حضرت کی مجلس مین خصوصاً نماز کے وقت حضرت سے بہت نزدیک رہتے تھے اور حضرت صلعم کے احوال پر خوب واقف تھے + بخلاف حدیث رفع کے راوی کہ اس مرتبے مین تھے تو بے شبہ حدیث عدم رفع کی راجح ہے + جیساکہ فتح القدیر اور لمعات التنقیح مین ہے واعلم ان الآثار عن الصحابة والطرق عن النبی صلعم کثیر جداً والقدر المتحقق بعد ذلک کلہ ثبوت روایة کل من الامرین عنہ علیہ السلام فیحتاج الی الترجیح لقیام التعارض ویترجح ما صرنا الیہ بانہ کانت اقوال مباحة فی الصلوٰة وافعال من جنس ہذا الرفع وقد علم نسخہا فلا یبعد ان یکون ہو ایضاً مشمولاً بالنسخ خصوصاً وقد ثبت ما یعارضہ ثبوتاً لا مرد لہ وکذا بافضلیة الرواة عن رسول اللہ فقد حدث من لا یحصی عن عبد اللہ بن مسعود رض وہو عالم بشرایع الاسلام وحدوده ومتفقد لاحوال النبی ملازم لہ فی اقامتہ واسفاره فیکون للاخذ بہ عند التعارض اولی من افراد مقابلہ اور نہایہ اور عنایہ اور ذخیرہ العقبی مین ہے ورواة اخبارنا البدریون من اصحاب النبی الذین کانوا یلون النبی فی الصلوٰة وعبد اللہ بن عمر ووائل بن حجر کانوا یقومون ابعد منہ صلعم والاخذ بقول الاقرب اولی + وروی عن ابن عباس رض انہ قال ان العشرة الذین بشر لہم النبی بالجنة لم یکونوا یرفعون ایدیہم الا عند افتتاح الصلوٰة

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ بعضے صحابی سنے حضرت کے رفع یدین کو روایت کیا اور بعضے نے عدم رفع یعنے ارسال کو حکایت کیا * لیکن قول حضرت کا عدم رفع سے موافق ہے اور رفع سے مخالف * اور قاعدہ ہے کہ جب حضرت کا دو فعل مختلف مروی ہو تو جو فعل کہ حضرت کا قول اوسکے موافق ہو تو اوس فعل کو غلبہ ہے جیسا کہ کفایہ او رکافی اور نہایہ مین ہے اِلَّا اَنَّہٗ لَمَّا تَعَارَضَتْ رِوَایَتَا فِعْلِہٖ وَجَبَ الْمَصِیْرُ اِلٰی قَوْلِہٖ وَہُوَ الْحَدِیْثُ الْمَشْہُوْرُ لَا تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ اِلَّا فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَقُنُوْتِ الْوِتْرِ وَتَکْبِیْرَۃِ الْعِیْدَیْنِ وَالْاَرْبَعَۃِ فِی الْحَجِّ اور یہی حدیث طحاوی اور طبرانی اور مسند امام ابوحنیفہ حدیث کی کتابوںمین ہے * اور ہدایہ اور فتح القدیر اور عنایہ اور تبیین الحقائق مین بھی ہے * لیکن عبارت مین ان سب کتابوں کی کچھ کچھ اختلاف ہے اور مضمون سب کا ایک ہے * تیسری وجہ یہ ہے کہ رفع یدین صرف حضرت کے فعل سے ثابت ہوا ہے قول اور حکم سے ثابت نہین ہے * بلکہ قول حضرت کا عدم رفع مین وارد ہے * اور قاعدہ ہے کہ جب حضرت کے فعل اور قول مین اختلاف ظاہر ہو تو قول کو ترجیح ہے جیسا کہ اصول کتابوںمین ہے اَلْقَوْلِیُّ مُقَدَّمٌ عَلَی الْفِعْلِیِّ اور دوسرے مقام مین ہے حکایۃ الفعل لا تعم * اور خصوصا جب کہ منع حضرت کا وارد ہوا * یعنے حضرت نے لوگونکو نماز مین رفع یدین کرنے کو منع فرمایا تو بیشک حدیث

عدم رفع کی غالب ہوئی ✤ جیسا کہ اوپر حدیث مذکور ہوچکی ہے یعنے
لاترفع الایدی الافی سبع مواطن الحدیث ✤ اور دوسری حدیث نہایہ
مین ہے وَحِینَ رَاٰی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَقْوَامًا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَہُمْ
فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنَ الرُّکُوْعِ
فَقَالَ مَالِیْ اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّہَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمْسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ ✤
اور یہی حدیث بحر الرائق اور تبیین الحقائق اور شرح مختصر الوقایہ مین بہی
ہے ✤ لیکن عبارت مین کچہ اختلاف ہے ✤ اور چوتہی وجہ یہ ہے
کہ رفع یدین مقدم ہے یعنے ابتداے اسلام مین تہا پہر منسوخ ہوا تو
ضرور عدم رفع کی حدیث راجح ہوئی جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور کافی اور
نہایہ اور شرح سفر السعادت مین ہے مَارَوَاہُ مَحْمُوْلٌ عَلَی الْاِبْتِدَاءِ اِذْ
اَنَّہٗ کَانَ ثُمَّ نُسِخَ عَنِ ابْنِ الزُّبَیْرِ رض اَنَّہٗ رَاٰی رَجُلًا یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الصَّلٰوۃِ
عِنْدَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ مَہْ فَاِنَّ ہٰذَا شَیْءٌ فَعَلَہُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والسلم ثُمَّ تَرَکَہٗ اور
کافی اور نہایہ اور کفایہ اور شرح سفر السعادت مین ہے قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رض
رَفَعَ النَّبِیُّ صلعم فَرَفَعْنَاہُ وَتَرَکَ فَتَرَکْنَاہُ الغرض رفع یدین کا منسوخ ہونا
بہت سی کتابون سے ثابت ہے جیسا کہ ہدایہ اور فتح القدیر اور نور الانوار
اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق رح اور کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور
شرح سفر السعادت لیکن طوالت کے خوف سے ہر ایک کی عبارت

جدا جدا انہین لکہی گئی ÷ اور تیسرا امر یعنے جاننا کہ ہم اس حکم مین داخل
ہین اور اسبات کو جاننا بہی بہت سی چیزکے جاننے پر موقوف ہے ÷ اس
مقام مین مثال کیواسطے تہوڑا ذکر کیا جاتا ہے ÷ منجملہ اوسکے یہ ہے کہ جانے
کہ یہ حدیث سب مکلف کے حق مین ہے یا خاص بعضے گروہ کے حق مین
÷ کیونکہ بہت سے احکام بلحاظ اشخاص کے مختلف ہوتے ہین ایک کی
حق مین درست اور دوسرے کے حق مین نادرست ÷ تو جب وہ اس
بات کو جانیگا تب سمجہیگا کہ خود کس جنس مین ہے اور اوسکے حق مین
کیا حکم ہے ÷ اور اگر یہ فرق نجانیگا تو بڑی گمراہی مین پڑیگا جیسا کہ تیسیر الوصول
کی باب القبلہ والمباشرۃ مین ہے ÷ وعن ابی ہریرۃ رض قال سال رجل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عن المباشرۃ للصائم فرخص لہ فاتاہ اخر فسالہ فنہاہ وکان الذی
رخص لہ شیخا کبیرا والذی نہاہ شابا اخرجہ ابو داؤد یعنے ابو ہریرہ رض
نے کہا کہ سوال کیا ایک مردنے حضرت رسول اللہ سے کہ روزہ دار کو
مباشرۃ یعنے لگانا اپنے بدن کو عورت کے بدن سے درست ہے یا نہین
÷ آپ نے اوسکے واسطے درست رکہا ÷ پہر دوسرے نے بہی ایسہی سوال
کیا سو اُسکو حضرت نے منع فرمایا ÷ تو جس شخص کے واسطے درست
رکہا تہا وہ بڑا بوڑہا تہا اور جسکو منع کیا وہ جوان تہا ÷ اور منجملہ اُسکے
یہ ہے کہ جانے یہ کہ حکم خاص ایک شخص معین کے حق مین تہا یا عام تہا

سب مکلف کے لیے ✦ کیونکہ بعضا حکم کسی سبب سے یا کسی مصلحت کی
رو سے حضرت علیہ السلام ایک شخص خاص کے حق مین درست کرتے
تہے اور دوسرے کی حق مین نادرست ✦ اور حضرت کی بعد سب مکلف
کے حق مین برابر ہوا ✦ جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب وجوب الصلوۃ
مین ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ فُضَالَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی
اللہ علیہ وسلم وَفِیْمَا کَانَ عَلَّمَنِیْ حَافِظْ عَلَی الصَّلٰوۃِ الْخَمْسِ قَالَ قُلْتُ اِنَّ
ہٰذِہِ السَّاعَاتِ لِیْ فِیْہَا اَشْغَالٌ فَمُرْلِیْ بِاَمْرٍ جَامِعٍ اِذَا اَنَا فَعَلْتُہٗ اَجْزَاَ عَنِّیْ فَقَالَ
حَافِظْ عَلَی الْعَصْرَیْنِ وَمَا کَانَتْ مِنْ لُغَتِنَا فَقُلْتُ مَا الْعَصْرَانِ قَالَ صَلٰوۃٌ
قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلٰوۃٌ قَبْلَ غُرُوْبِہَا اخرجہ ابوداود عبد اللہ بن فضالہ نی روایت کیا ہے
اپنے باپ سی کہ کہا اوسنی تعلیم کیا مجکو پیغمبر خدا نی اور جن باتونکو کہ حضرت نی ہمکو سکھلایا تہا
اون مین سی ایک یہ تہا کہ حفاظت کر پانچ وقت کی نماز کو ✦ پہر کہا اوسنی کہ عرض کیا مین نی
کہ ان سب وقت مین میری واسطے بہت کام رہتا ہے سو مجکو حکم کیجے ایسی ایک عبادت
کا کہ جب مین اوسکو کرلون تو کفایت کری مجہکو ✦ سو فرمایا حضرت صلعم نی کہ حفاظت کر
عصرین کی اور لفظ عصرین کا میری بولی سی نہتا اسواسطے مین اوسکو نہ سمجہا پہر مین نے
پوچہا تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ نماز پہلے طلوع آفتاب کی اور نماز
پہلے غروب اوسکی ✦ اور منجملہ اوسکے یہ جاننے کہ یہ حدیث کون سے شہر والون
کے حق مین وارد ہے اسواسطے کہ بہت احکام باعتبار رشتہ دونکے

مختلف ہین

مختلف ہوتے ہین اور حدیث کی عبارت مین اُس شہر کا کچہ ذکر نہین ہوتا ہے
توجب وہ شخص اس بات کو جانیگا تب سمجہے گا کہ یہ حکم ہم پر ہے یا دوسرے پر
✤ اور اگر یہ فرق نجانیگا تو سخت خرابی مین پڑیگا ✤ جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب آداب الخلاء
مین ہے ✤ عن ابی ایوب رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا
القبلۃ ولا تستدبروہا ولکن شرقوا او غربوا متفق علیہ یعنے جب تم پاپخانے مین آؤ تو قبلے کیطرف منہہ
یا پیٹہہ نکرو لیکن پچہم یا پورب کیطرف منہہ کرو تو یہ حکم مدینہ والونکے حق مین اور مانند اونکے ہے
اسواسطے کہ مدینہ مطہرہ اوتر مکہ معظمہ کے ہے تو جب پورب یا پچہم کیطرف منہ کریگا تو قبلہ کیجانب
منہہ نہوگا ✤ جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب آداب الاستنجاء مین ہے ✤ قولہ شرقوا او غربوا امر لاہل المدینۃ
[illegible] علی ذلک السمت و امّا من کان قبلتہ الی المشرق و المغرب فلا یستقبلہا یعنی قول حضرتکا
شرقوا اور غربوا حکم ہے اہل مدینہ کے لیے اور جو لوگ کہ قبلہ انکا اوسی جانب
مین ہے ✤ اور جنکا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہو اُن کے حق مین
یہ حکم نہین ہے ✤ اور جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل استقبال القبلہ مین
ہے ✤ عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین
المشرق و المغرب قبلۃ اخرجہ الترمذی یعنی درمیان پورب اور پچہم کے قبلہ ہے ✤ تو یہ حکم
بہی اہل مدینہ اور مثل اونکے واسطے ہے ✤ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ
اوس حدیث کی مجلس کو جانے کیونکہ بعضا حکم بسبب اختلاف مجلس کے
مختلف ہوتا ہے ✤ جیسا کہ ایک حدیث لوگونمین مشہور ہے اور قتادی

حمادیہ مین بھی ہے اَکْرِمُوا الْخُبْزَ فَاِنَّہَا مِنْ بَرَکَاتِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ یعنے روٹی کی تعظیم کرو کیونکہ وہ برکت سے آسمان اورزمین کی ہے + یعنے روٹی جب آوے تو انتظار سالن کا نکرو تو یہ حکم گہر کے کہانے مین ہے ضیافت مین نہین کیونکہ ضیافت مین صاحب خانہ کے اذن کی انتظاری کرے + جیساکہ اوسی فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان مین ہے وَہٰذَا فِیْ بَیْتِہٖ وَاَمَّا فِی الضِّیَافَۃِ فَیَنْتَظِرُ الْاِذْنَ تو جسکو مورد اس حدیث کا معلوم نہوگا تو ضیافت کی مجلس مین جیسے لوگونکی عادت ہے کہ پہلے روٹی لاتے ہین تو وہ شخص پہلے روٹی ہی ٹہوسنے لگیگا اور سالن کے لیے شور مچاویگا اور میزبان کو انتشار مین ڈالیگا اور دوسرے مہمانون کو انتظاری اور تاخیر مین پہنچے گا + جیسا کہ اسطرح کی خرابیان اکثر مجلسون مین واقع ہوتی ہین نعوذ باللہ منہم + اور منجملہ اوسکے جاننا کہ یہ حدیث کس وقت مین وارد ہوئی تہی کیونکہ بہت سی حدیثین ہین کہ حکم اونکا ابتداے اسلام مین تہا پہر وہ حکم منسوخ ہوا تو جب منسوخیت کو معلوم کریگا تب جانیگا کہ ہم اُس حکم مین داخل نہین ہین + جیساکہ مشکوۃ کی کتاب الایمان مین ہے + نَہَاہُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ + یہ چار نام اون برتنون کے ہین کہ جس مین شراب رکہتے تہے سو جب شراب حرام ہوئی تو اون برتنون کا استعمال بہی حرام ہوا تاکہ لوگونکو شراب یاد نپڑے اور رالغت اوسکی نرہے اور کمال نفرت

اور اجتناب آجاوے ✤ اور جب لوگ خوب شرع کے حکمونمین مضبوط
ہوے تو یہ حکم منسوخ ہوا ✤ اور منجملہ اوسکے یہ جاننا کہ حدیث مطلق احوال
مین وارد ہے یا کسی عذر کی حالت مین واقع ہے ✤ کیونکہ بہت سی حدیثین
ہین کہ عبارت اونکی مطلق ہے اور حقیقت مین مورد اونکا حالت عذر ہے
✤ اور جس شخص کو عذر نہو اوسکے حق مین وہ حکم نہین ہے ✤ توجب
تک اس بات کو نہ سمجھیگا نہ جانیگا کہ یہ حکم ہم پر ہے یا دوسرے پر ✤ جیسا کہ مشکوة
کے باب صفة الصلوة مین ہے وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رض رَاَی النَّبِيَّ
صلعم يُصَلِّيْ فَاِذَا كَانَ فِيْ وِتْرٍ مِّنْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا رَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ روایت ہے مالک بن حویرث سے کہ دیکھا اوس نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑہتے پہر جب ہوتے حضرت طاق رکعت مین
یعنے ایک رکعت کے یا تین رکعت کے بعد تو نہ اوٹہتے یہان تک کہ اچہی
طرح سے بیٹہتے ✤ اور شیخ عبد الحق دہلوی نے اس کے ترجمہ مین لکہا ہے
کہ یہ بیٹہنا حضرت کا بسبب عذر کے اور حاجت کے تہا جسطرح بیماری
اور ضعف او کبر سن وغیرہ ✤ اور جس کسی کو اوسکی حاجت اور ضرورت
نہو تو اوسکے حق مین وہ سنت نہین ✤ اور ہدایہ اور فتح القدیر اور
بحر الرائق مین بہی ایسہی مذکور ہے ✤ خلاصہ اس جواب کا یہ ہے کہ
قرآن اور حدیث سے حکم نکالنے کے واسطے بہت سے امور ضرور

ہین کہ تفصیل اونکی اس مقام مین نہین ہو سکتی ہے ÷ اسواسطے صرف مثال کے لیے چند باتین کہ ہر عوام اور خواص اُسکو بے تکلف سمجہین یہان بیان کی گئین ÷ اور اونکے سوا اور شرطین بہی ضرور ہین کہ اونکے مضمون کو بہی سمجہنا ہر ایک عوام کو دشوار ہے ÷ جیسا کہ اصول فقہ اور اصول حدیث کی کتابون مین مفصل اور مصرح ہے ÷ اور اون سب شرطون کا اس زمانے مین پایا جانا سخت مشکل اور بہت دشوار بلکہ متعذر اور محال ہے ÷ چنانچہ سابق جو شرطین بطور نمونہ کے مذکور ہوئی ہین اوسکے مضامین مین غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے ÷ اسواسطے اس زمانے مین بلکہ زمانہ دراز سے سب عالمون نے جب خوب دریافت کیا کہ قرآن اور حدیث سے بالاستقلال حکم کا نکالنا نہین ہو سکتا ہے کیونکہ ہر حدیث کو ثابت کرنا اور اوسکے راویونکا احوال دریافت کرنا اور صحیح اور حسن اور ضعیف اور غریب کو تحقیق کرنا اور مجمل اور ماول اور ناسخ اور منسوخ کو تمیز دینا اور ہر ایک کی غرض اور مراد کو سمجہنا بالاستقلال یعنے صرف اپنی تلاش اور جستجو سے حاصل نہو سکیگا بلکہ آخر کو لاچار ہو کر پشیمان بنکر اُن سب شرطونکو حاصل کرنے کے لیے کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ کی تقلید کرنی پڑیگی تو ابتدا ہی سے تقلید کسی مجتہد کی اپنے اوپر واجب کر لی ہے ÷ اور اسی واسطے سب علما نے اجماع کیا اس بات پر کہ جس مجتہد کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور سب فاضلون نے

نزدیک اوسکا اجتہاد مقبول ہوا اور مذہب اوسکا نقل تواتر سے منقول ہو
اور مسائل اور قواعد اوسکے مذہب کے بے شبہہ مفصلا مروی ہوں تو
ایسے کی تقلید درست ہے ÷ پہر کوئی مجتہد ان اوصاف کے ساتھ سوائے
ان چار امام کے پایا نہین گیا اور کوئی مذہب ان سب صفات کے ساتھ
سوائے ان چار مذہب کے ثابت نہین ہوا ÷ اسواسطے سب علما اور
تمامی فضلا کا اجماع اس بات پر ہوا ہے کہ ان چار مذہب مین سے ایک
مذہب کی پیروی کرنی واجب ہے ÷ اور انکے سوائے اور کسی مجتہد
کی تقلید یا دوسرے کسی طریقے کی پیروی جائز نہین ہے ÷ اور کوئی یہ
گمان نکرے کہ صرف علماے حنفی نے یہ اجماع کیا ہے بلکہ دوسرے مذہب
مختلف کے علمانے بہی اسی بات پر اتفاق کیا ہے ÷ جیسا کہ سابق
جواب مین سوال چوبیسوین کے بہت سی کتابون سے مذکور ہوا ہے
پہر ثانیا تفصیل کی حاجت نہین ہے ÷ لیکن بطور نمونے کے صرف ایک
کتاب سی لکھا جاتا ہی ÷ نہایۃ المراد شرح مقدمہ ابن عماد مین ہے فی زماننا قد انحصرت
صحۃ التقلید فی ہذہ المذاہب الاربعۃ فی الحکم المتفق علیہ بینہم وفی الحکم المختلف فیہ ایضا
لا باعتبار ان مذاہب غیرہم من السلف باطلۃ وانما باعتبار ان مذاہبہم وصلت الینا
بالنقل المتواتر یرویہا جماعۃ بعد جماعۃ فی کل ساعۃ من زمانہم الی زماننا
ہذا لا یمکن عد الرواۃ ولا احصائہم فی اقطار الارض وتبینت لنا شروط

مذاهبهم وفصلت مجملاتها وقيدت مطلقاتها بالنقل المتواتر بخلاف مذاهب
غيرهم من السلف فانها نقلت الينا بطريق الآحاد فلو فرض ان حكما من
الاحكام نقل عن بعض مذاهب السلف بطريق التواتر يحتمل ان يكون مجملا لم
يفصله ناقله وان له قيدا اخل به ناقله او شرطا يتوقف القول بصحته عند ذلك
المجتهد فيكون العمل به باطلا فلهذا الامر حصرنا صحة التقليد في اتباع المذاهب
الاربعة لا غير خلاصہ مضمون اسکا یہ ہے کہ اس زمانے مین تقلید منحصر ہے
انہین چار کے ایک مذہب مین اور ان چار کے سوا اور کسی مجتہد کی تقلید
درست نہین ہے ۔ اسواسطے کہ ان چار امامونکا مذہب نقل متواتر سے
منقول ہوا ہے ۔ اور اونکے زمانے سے لیکر اس زمانے تک اس قدر
راوی ان مذہب کے گذرے ہین کہ شمار کرنا اونکا ممکن نہین ہے
۔ اور ان مذہبون کی شرطین اور تفصیل خوب بیان کی گئی ہین بخلاف اور
اور مذہبون کے کہ تواتر سے مروی نہین ہے اور تفصیل اونکی نہین ہوئی
ہے تو شاید کوئی کلام مجمل ہو کہ اوسکی تفصیل نہین ہوئی ہو یا کوئی قید چھوٹ
گئی ہو یا کوئی شرط کہ جسپر صحت اوس قول کی موقوف ہو متروک ہوئی
ہو تو ان صورتون مین عمل اس پر باطل ہوگا ۔ اسواسطے انہین چار مذہب
مین تقلید منحصر ہوئی ہے ۔ اور شافعی علماء نے بھی ایسہی کہا ہے جیسا کہ
حافظ ابن حجر شافعی المذہب کہ فاضل اور محدث اور مصنف کتاب بلوغ المرام

کا اور شافعیون کے نزدیک بڑا معتمد اور معتبر ہے اوس نے فتح المبین فی شرح الاربعین کی اٹھائیسوین حدیث کی شرح مین لکھا ہے اما فی زماننا فقال ائمتنا لا یجوز تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ الشافعی و مالک و ابی حنیفۃ و احمد رضوان اللہ علیہم اجمعین لانہا ہؤلاء عرفت قواعد مذاہبہم و استقرت احکامہا و خدمہا تابعوہم و حرروہا فرعا فرعا و حکما حکما فلا یوجد حکم الا و ہو منصوص لہم اجمالا او تفصیلا بخلاف غیرہم فان مذاہبہم لم تحرر و لم تدون کذلک فلا تعرف لہا قواعد حتی تخرج علیہا احکامہا فلم یجز تقلیدہم فیما حفظ عنہم منہا لانہ قد یکون مشروطا بشروط اخری وکلوہا الی فروعہا من قواعدہم فقلت الثقۃ بجمیع ما یحفظ عنہم من قید او شرط فلم یجز التقلید حینئذ خلاصہ ترجمہ اوسکا یہ ہے ہمارے امامون نے یعنے شافعیون نے کہا ہے کہ اس زمانے مین ان چار امامون کے سوا اور کسی مجتہد کی تقلید جائز نہین ہے اسواسطے کہ ان امامون کے مذہب اور اونکے قاعدے خوب معلوم اور مشہور ہین اور مسئلے اونکے خوب ثابت ہین اور تابعون نے اونکے مذہب کو خوب ضبط کیا ہے اور بالتفصیل ہر ایک کو لکھا ہے ❊ بخلاف اور مجتہدون کے کہ اونکا مذہب لکھا ہوا نہین ہے اور قاعدہ اونکا معلوم نہین اور تفصیل اونکے مذہب کی منقول نہین اور مسئلے اونکے مذہب کے ضبط نہین ❊ اسواسطے دوسرے مذہب پر خوب اعتماد نہین ہے ❊ اور مالکی علمانے بہی

ایسہی کہا ہے ✤ جیسا کہ علامہ ابراہیم ابن مرعی سرخسی کہ مالکی المذہب اور
فاضل اور محدث اور مالکیون مین معتمد علیہ ہے اوس نے فتوحات الوہبیہ
فی شرح الاربعین لنوویہ کی اٹھائیسوین حدیث کی شرح مین لکہا ہے ما
عُرِفَ عَنْ ہٰؤُلَاءِ الصَّحَابَۃِ الْاَرْبَعَۃِ اَوْ عَنْ بَعْضِہِمْ اَوْلیٰ بِالْاِتِّبَاعِ مِنْ بَقِیَّۃِ الصَّحَابَۃِ
اِذَا وَقَعَ بَیْنَہُمُ الْخِلَافُ اِلیٰ قَوْلِہٖ وَہٰذَا فِی الْمُقَلِّدِ الصِّرْفِ فِیْ تِلْکَ الْاَزْمِنَۃِ الْقَرِیْبَۃِ
فِیْ زَمَنِ الصَّحَابَۃِ اَمَّا فِیْ مَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَا یَجُوْزُ تَقْلِیْدُ غَیْرِ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ مَالِکٍ وَاَبِیْ
حَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ رح لِاَنَّ ہٰؤُلَاءِ عُرِفَتْ قَوَاعِدُ مَذَاہِبِہِمْ وَاسْتَقَرَّتْ اَحْکَامُہَا
وَخَدَمَہَا تَابِعُوْہُمْ وَحَرَّرُوْہَا فَرْعًا فَرْعًا وَحُکْمًا حُکْمًا خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جو حکم شرع
کا کہ اُن چار خلیفون سے یا بعض سے اونکے معلوم ہوا ہے تو وہ مقدم ہے
دوسرے صحابی کے قول پر اور یہ بات اوس زمانے کے مقلد کے حق
مین تہی لیکن اوس زمانے کے بعد جائز نہین ہے تقلید سوائے ان
چار اماموں کے ✤ یعنے مالک ابو حنیفہ شافعی احمد کیونکہ اونکے مذہب کے قاعدے
سب معروف ہین اور مسائل اونکے خوب ثابت اور مشہور ہین اور تابعون
نے اونکے خوب ضبط کیا ہے اور ہر ایک بات کو مفصلا لکہا ہے اب حاصل
اس سب کا یہ ٹہرا کہ شریعت کے علما اور ہر مذہب کے فضلا کا اجماع اور
اتفاق اسی بات پر ہو گیا ہے کہ اس زمانے مین تقلید ایک امام کی ان چار
اماموں مین سے واجب ہے اور اونکے سوا اور کسی کی تقلید درست نہین ہے

اور کسی عوام کو بلکہ اس زمانے کے خواص کو بھی اپنی سمجھ سے موافق قرآن
اور حدیث پر عمل کرنا اور اپنی دریافت پر اعتماد کرکے مسئلہ نکال لینا جائز نہین
+ اور اگر کوئی فاضل یا کوئی درویش اس اجماع سے نکلا ہو یا اوسنے اس
اتفاق کے برخلاف کیا ہو یا اوسکے مخالف کہا ہو تو اوس شخص کا کچھ اعتبار نہین
ہے + کیونکہ وہ اجماع کہ حدیثون کی رو سے پیروی کرنی اوسکی واجب
ہے وہ اس سے عبارت ہے کہ اکثر علماے دیندار اور فضلاے نیک
کردار ایک بات پر اتفاق کرین + پھر اگر کوئی شخص اگرچہ عالم بھی ہو اس
اجماع مین شریک نہو تو اوسکا کچھ اعتبار نہین ہے بلکہ وہ خود برخلاف
ہوا اور جماعت کا مخالف بنا + جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب الاعتصام مین ہے
عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ
مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ + یعنے پیروی کرو جماعت کی سو مقرر یون ہے
کہ جو جدا ہوا جماعت سے گر پڑا وہ جہنم مین وعن معاذ بن جبل رض قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الشَّیْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ الشَّاذَّۃَ
وَالْقَاصِیَۃَ وَالنَّاحِیَۃَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ یعنے بے شبہہ شیطان آدمی
کے حق مین جیسا بھیڑیا بکری کے حق مین ہے کہ پکڑتا ہے بکری بھڑکی
ہوئی اور دور پڑی اور کنارے گری ہوئی کو + تو اواجب تم پر یہی ہے
کہ جماعت اور اکثر مسلمانونکی پیروی کو لازم کرو + وعن ابی ذر رض

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ

ترجمہ یعنے جو کوئی جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت کے اندازے تو
بے شبہہ اُس نے اسلام کا ڈورا اپنی گردن سے نکالا * غرض اُن حدیثون سے
صاف ظاہر ہوا کہ اکثر مسلمان جس بات پر اتفاق کرین وہ واجب ہوتا ہے
اور بعضے کا خلاف کرنا کچھ نہین ہے * بلکہ جو اکثر کا مخالف ہوا تو اُسپر خوف
ضلالت کا اور ڈر جہنم کا ہے نعوذ باللہ منھا ومنہم * اور جو کوئی جماعت
کی پیروی کرے گا تو وہ ہدایت پر رہیگا اور ضلالت سے بچیگا

اللھم ثبت قلوبنا علی شریعتک ورضاک واقم اقدامنا علی طریقتک
وہداک وصل وسلم علی رسولک سید المرسلین وآلہ
الطیبین مع اصحابہ الراشدین وتابعی صحبۃ الہادین
سیما علی سید المجتہدین امامنا وامام المسلمین
وعلینا وعلی جمیع مقلدیہ الی یوم الدین
واٰخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین

فقط

خاتمۃ الکتاب

الحمد للہ کہ یہ رسالہ نظام الاسلام جسکے سوالون کو کئی شخصون نے کیا تہا اور جوابون کو اوسکے عالم باعمل فاضل بے بدل مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسۂ کلکتہ نے بڑی محنت اور تلاش کرکے آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ اور بڑی معتبر اور معتمد کتابونکی عبارت سے مدلل اور ثابت کیا اور بعد اتمام کے تمام علما و فضلا و صلحانے بغور و تامل اوسے دیکھہ موافق عقائد مذہب سنت و جماعت خصوصا مطابق طریقۂ حنفی سمجھ کے منظور اور پسند کر اپنے اپنے دستخط اور مہر سے مزین فرمایا ÷ اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اس نسخہ کے مؤلف کو جزاے خیر عطا فرماوے آمین ثم آمین

بر نسخۂ ہذا از اول تا آخر نظر کردم ظاہر شد کہ مسائل مندرجۂ آن مطابق عقیدۂ اہل سنت و جماعت و موافق طریقۂ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ است حنفی المذہب را اعتقاد و عمل بر طبق آن واجب و متحتم است

غلام سبحان

احمد کبیر — امین مدرسۂ کلکتہ

قاضی القضاۃ صدر کلکتہ

وارث علی — مفتی عدالت بادشاہی کلکتہ

جواب ہاے این رسالہ ہمہ صحیح و راست بے کم و کاست موافق

آیات قرآن و مطابق احادیث سید پیغمبران و بر حسب اجماع علما ورانحین و بر طبق اتفاق فضلا رکاملین است مخالف این ہمہ مسائل در حقیقت مخالف آن دلائل است

محمد وجیہ
مدرس اول مدرسۂ کلکتہ

فضل الرحمن
مدرس اول مدرسۂ مرشد آباد

بشیر الدین
مدرس دوم

نور الحق
مدرس سوم

محمد مرتضی
مدرس چہارم

عجیب احمد
مولوی ٹمٹی

محمد ابراہیم
معاون اول

خادم حسین
معاون دوم

محمد مظہر
معاون سوم

احمد حسین
حکیم مدرسہ

این رسالہ را بنظر تامل دیدم از اول تا آخر فی الحقیقت ہدایت بخش کور باطنان اہل بدعت و رہنمائے گم گشتگان بادیۂ ضلالت است علمائے حنفیہ را ازدید نورانیت باطنی و فضلائے طریقہ حقہ را تمسکے است مشید المبانی

محمد اکبر شاہ
مدرس اول مدرسۂ محسنیہ واقع شہر ہگلی چہرہ متعلقہ ضلع ہوگلی

خادم حسین
مدرس مدرسۂ مذکور

منصور احمد
(مدرس مدرسۂ مذکور)

سید رمضان علی
مدرس مدرسۂ مذکور

غلام مخدوم

محمد مستقیم

فراغت علی

بشارت اللہ

مدرس ایضاً | مدرس ایضاً | مدرس ایضاً | معاون ایضاً

اسد علی | وارث علی | صمصام علی | ناصر الدین

مدرس مکتب ہوگلی (مدرس اول مکتب شاہزادگان) مدرس مدرس

ریاض الدین | کرامت علی

مدرس مدرسہ منشی امیر ا واعظ و خلیفہ حضرت سید احمد قدس سرہ

امام الدین | حافظ محمد صدیق | احمد

خلیفہ حضرت ممدوح) واعظ و خلیفہ حضرت ممدوح ا مفتی ضلع ۲۴ پرگنہ

غلام صفدر | خادم حسین | حسین الدین شطاری

مفتی ضلع میدنی پور (مفتی ضلع ندیہ) مفتی سرکوٹ ملک میسور

مولی بخش | نیاز احمد | صوفی نور محمد

مولوی سررشتہ دار کالج) واعظ و امام مسجد شاہزادہ (خلیفہ حضرت ممدوح

سید عبداللہ ولد سید بہادر علی | محمد عبداللہ | غلام اکبر

خلیفہ حضرت ممدوح (مولوی کالج کلکتہ) مولوی بک سوسیٹی +

محمد عیسیٰ

مولوی مثل خوان عدالت صدر

عبدالحمید | محی الدین | محمد بخش

(مولوی پیشکار صدر (مولوی پیشکار دفتر کمشنر (محافظ دفتر مذکور

اسد علی	فضل الحق	عبد الجلیل

نائب پیشکار دفتر مذکور) مولوی دفتر خانہ شاہزادگان (واعظ و خلیفہ حضرت

جسیم الدین	عبد الغفور	بدیع الدین

واعظ واعظ و خطیب مسجد شاہزادگان ؛ محافظ سابق کتب خانہ کالج

غلام قادر	عبد الجبار	دبیر الدین

مولوی اسکول پادریان) معاون مترجم عدالت شاہی) مولوی دفتر خانہ

فارسی کلکتے کے مدرسے مین جو لوگ علوم دینی حاصل کرکے قریب التحصیل

ہین انمین سے بعضون کی نام

محمد عبد الرحمن	ابو المعالی	ظہیر الدین محمد	غلام قادر	
محمد یار علی	غلام حسین	عبد الرزاق	بشیر علی	
شمشیر علی	بشیر الله	عبد الحمید	سید ضمیر الدین	
ولی اشرف	نادر علی صدیقی	محمد واعظ الدین	علی طاہر	
عبد الرشید	ارادت علی	محمد منیر	شرافت علی	قمر علی

محسنیہ مدرسے مین جو لوگ علوم دینی حاصل کرکے قریب التحصیل

ہین اونمین سے بعضون کے نام

سید حسین احمد	دلاور علی	سعادت علی	غلام نجف
محمد مہدی	عصمت الله	سراج الدین	فیض الله

فضیلت حسین بہاری	میر محمد صدیقی	نجف علی

میر محمد حسین کرمانی

جاننا چاہیے کہ بعضے لوگ چارون مذہب کو انکار کرتے ہین اور کسی کی ان چارون سے تقلید نہین کرتے اور عوام حنفیون کو اپنے مذہب سے بد اعتقاد کرواتے ہین اور مسئلہ مین شک ڈالتے ہین اور اعتراضات بیجا کرتے ہین اور مخالف حدیث کی بنا کرکے عوام کو گمراہ کرتے ہین اسواسطے اکثر مسلمان سب اس دیار کے مسئلہ پوچھنے کے لیے اور اپنے مذہب کی تحقیق کیواسطے جناب مستطاب مدرس صاحب

حضرت محمد وجیہ صاحب جعلہ اللہ تعالی کاسمہ وجیہا فی الدنیا والآخرۃ کے حضور مین آتے تھے اور جو لوک کہ خود حاضر نہین ہو سکتے تھے فتوا لکھوا کر منگواتے تھے پھر جب مدرس صاحب نے دریافت کیا کہ اس صورت مین لوگون کو بہت تکلیف ہوتی ہے اسواسطے بنظر نفع عام اور ہدایت تام کے ایک رسالہ تالیف فرمایا اور اوسکا نام نظام الاسلام رکھا تاکہ لوگ اوس رسالے کو پڑھکر اپنے مذہب مین مضبوط ہووین اور لوگونکے بہکانے سے گمراہ نہ ہوسکین ✢ اوسکے بعد جناب حاجی سید عبد اللہ صاحب نے بلحاظ رفاہیت خلائق کے اسکو چھپوایا ✢ پھر یہ رسالہ اکثر ملکون مین منتشر ہوا

اور بہت لوگ اس کو پڑھکر اپنے مذہب مین مضبوط ہوگئے اور جو لوگ
کہ ان قوم کے بہکانے سے شک مین پڑے تھے اوس کتاب کو
پڑھنے یا سننے سے اونکا شبہہ دفع ہوگیا اور بعضے بیچارے عوام اور
ضعیف الاعتقاد کہ ان قوم کے گمراہی مین پڑے تھے اس رسالہ پر
واقف ہوکر اپنی گمراہی سے توبہ کی تب ان قوم نے جب یہ حال دیکھا
اور دریافت کیا کہ جو کوئی اس رسالہ سے واقف ہوتا ہے اوسکے حق
مین فساد اور فریب اونکا کچھ تاثیر نہین کرتا ہے اور مسئلہ پر طعن کرنا اور
شک ڈالنا اور تقلید پر امامون کی اعتراض کرنا کچھ فائدہ نہین دیتا ہے
تب ان قوم نے اس طور کے فریبون کو چھوڑکر ایک دوسرا فریب
نکالا اور وہ یہ ہے کہ اس رسالہ کی تحقیر کرنے لگے اور جاہلون کے سامھنے
اس رسالہ پر اعتراض کرنے لگے تاکہ لوگ اس رسالہ سے بداعتقاد
ہووین اور اوسکو نہ پڑھین اور نہ سنین پھر بعضے لوگ جناب مدرس
صاحب کے حضور مین عرض کرنے لگے کہ ان قوم بے مذہب کے
سوال کا جواب کچھ لکھیے کہ چھپوا دیا جاوے تاکہ ان قوم کا فساد کچھ نچلے
اور لوگون کو اُس رسالہ مین کچھ شک نپڑے لیکن جناب مدرس
صاحب اصلا اسکی طرف التفات نہین کرتے اور فرماتے کہ سوال
بیجا کا جواب دینا بھی بیجا ہے کیونکہ ؎ جواب جاہلان باشد خموشی ؎

پہر جب بندۂ فقیر حقیر غلام قادر مینانی نے دیکہا کہ جاہلون کا کچہ جواب بہی نہ دینا سبب اونکی جرات اور دلیری کا ہوتا ہے اس واسطے مختصر کر کے لکہا جاتا ہے تاکہ ہر کوئی اسکو دیکہکر یا سنکر اُن قوم کی جہالت اور فساد پر واقف ہو اور اونکے اعتراض اور اوسکے جواب کو دریافت کر کے معلوم کرے کہ اسی قیاس پر ہر اعتراض اور شبہہ اُنکا بے حقیقت ہے اور صرف فساد اور شرارت ہے اور ہر چیز مین خدا ہی سے توفیق ہے اور اوسی کی عنایت سے تحقیق ؛ ان قوم کا اعتراض یہ ہے کہ پہلی حدیث رسالہ نظام الاسلام کی یعنے عن مالک بن الحویرث قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بہما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی بہما فروع اذنیہ اس حدیث کو سارا نہین لکہا ہے اور حدیث مین چوری کی ہے یعنے مسئلہ رفع الیدین کا بعد رکوع کے جو اس حدیث مین مذکور ہے اس مقام مین اوسکو نہین لکہا ؛ اس فریب کا دفع کئی طور سے لکہا جاتا ہے ؛ پہلا دفعہ یہ ہے کہ اس حدیث کا نشان تمام ذکر کیا ہے یعنی تمام کتاب کا اور تعین مقام کا اور تعداد صفحہ کا ذکر کیا ہے اسواسطے کہ جسکو اس حدیث کا تمام دیکہنا منظور ہو یا اس مین کچہ شک ہو تو وہ شخص اُس کتاب مین دیکہہ لیوے تو اس صورت مین چوری نہین ہوئی کیونکہ چوری مین تو چہپانا منظور ہوتا ہے نہ ظاہر کرنا اور علامت رکہنا ؛ چوری تو جب ہوے

کہ نام کتاب کا ذکر نکردیا نام ذکر کرے مگر مقام کو تعیین نکرے یا جو بات
کہ جواب کی مخالف ہو اوسکو چھوڑ دیوے جیسا کہ ان قوم دجالیون نے
ایک مسئلہ چھپوایا ہے اور اوس مین فارسی عبارت سے لکھا ہے ✤
کہ شیخ عبد الحق دہلوی بہ سنیت رفع یدین و ترجیح تامین بجہر رفتہ ✤
اور نام کتاب کا اور تعیین مقام کا دونون کو چوری کیا ہے اور حال
یہ ہے کہ شیخ عبد الحق نے سفر السعادت کی شرح رفع الیدین کے
مسئلہ کے مقام مین ۳۸ صفحے مین اور مشکوۃ کی شرح مین باب صفۃ الصلوۃ
صفحے مین لکھا ہے کہ رفع الیدین منسوخ ہے اور عدم رفع کو ترجیح ہے
جسکو کچھہ شبہہ ہو تو اون کتابون مین اسی مقام کے پتے سے دیکھہ
لیوے ✤ اور ان قوم نے ایک کتاب رفع الیدین کی بنائی ہے اور
نام اوسکا تنویر العینین رکھا ہے اوس مین اکثر حدیثون کو ناتمام لکھا ہے
جسکے اول سے کسی کے آخر سے کچھہ کچھہ عبارت چھوڑ دیا ہے جیسا
کہ مالک ابن حویرث کی حدیث کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے نقل
کیا ہے اور اوس مین رفع یدین کرنے کے مضمون کو لکھا ہے اور
کانون تک ہاتھہ اوٹھانے کی مضمون کو جو اوسی حدیث مین روایت
ہے بالکل ترک کیا ہے اور تنویر العینین مین یون کہا ہے انہ رأے
مالک بن الحویرث اذا صلی کبر واذا اراد ان یرکع رفع یدیہ واذا رفع رأسہ

من الرکوع رفع یدیہ وحدث ان رسول اللہ صلعم صنع ہکذا تو اس حدیث
مین لفظ حتی یحاذی بہما اذنیہ اور فروع اذنیہ کو چھوڑ دیا ہے دوسرا دفعہ
یہ ہے کہ یہ کتاب کچھ کتاب حدیث کی نہین ہے کہ اس مقام مین تمام حدیث
کو ذکر کرین یہ فتوی ہے اور فتوی مین اوسی قدر ضرور ہے کہ جس قدر
سوال ہو اوسی قدر جواب اور اوس سے زیادہ کہنا حماقت اور جہالت ہے
یہان سوال اوسی قدر لکھا گیا ہے کہ حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون
تک ہاتھ اٹھاتے ہین اوسپر کیا دلیل ہے پس رفع الیدین کے مسئلہ کو
اس مقام مین کچھ علاقہ نہین ہے جیسا کہ اگر کوئی پوچھے کہ نماز فرض ہونے
کی دلیل کیا ہے تو اوسکا جواب اسی قدر کہنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے
فرمایا ہے اقیموا الصلوۃ اور اگر کوئی اسکے جواب مین یون کہے کہ اقیموا الصلوۃ
واتوا الزکوۃ تو اوسکو دیوانہ یا نادان کہین گے ÷ مثال اوسکی فقہ کی کتابون
مین بہت سی موجود ہے نمونے کیواسطے یہان ذکر کیا جاتا ہے کہ خرید اور
فروخت کی مشروعیت کی دلیل مین لاتے ہین کہ احل اللہ البیع باوجود
اس بات کے کہ قرآن مین ایک آیت کے اندر یون ہے کہ احل اللہ البیع
وحرم الربوا لیکن چونکہ بیع کے مقام مین ربوا کو ذکر کرنا محض بے جا ہے
اسواسطے صرف احل اللہ البیع لکھا ہے ÷ اور مثال اوسکی انہین کے
مذہب والون کی کتاب سے کہ جسکا نام تنویر العینین رکھا ہے مذکور ہوا

کہ مولف نے تنویر العینین کے اوس حدیث مین فقط رفع الیدین کے ؛
مضمون کو جو اوسکی غرض اور مقصود تہا اوسکو وہان لکہا ہے اور ہاتہہ
کانون تک اوٹہانیکو کہ اوس سے اوسکو غرض نہ تہی بالکل اوسکو ترک
کیا تو یہ بہی کیا چوری ہے ؛ مثل مشہور ہے کہ خود را فضیحت و دیگر یرا نصیحت
اور تیسرا دفعہ یہ ہے کہ مؤلف نظام الاسلام کے رفع الیدین کے مسئلہ
کو چہوڑا نہین ہے بلکہ اوسکو علیحدہ جدا کر کے بصورت سوال اور جواب
کے لکہا ہے صفحہ مین اور وہان مفصلا بیان کیا ہے کہ رفع الیدین منسوخ
ہے اور مکروہ اور اوسکی دلیلون کو بالتفصیل لکہا ہے تو پہر اس مقام مین کہ
یہان صرف کان تک ہاتہہ اوٹہانے کی دلیل کا ذکر ہے رفع الیدین ذکر
کرنا محض بیجا ہے ؛ اور ایسے بیجا ذکر کرنیوالے کو بلکہ جو ایسے ذکر کو تجویز
کرے اوسکو مرغ بے ہنگام کہتے ہین اور وہ شخص مصداق ہے مثل مشہور
کا کہ ؛ سر بریدن واجب است آن مرغ بے ہنگام را ؛ جیسا کہ مؤلف نے
تنویر العینین کے کان تک ہاتہہ اوٹہانے کی حدیث کو ترک کیا اسواسطے
کہ وہ رسالہ صرف رفع الیدین کے بیان مین ہے ؛ چوتہا دفعہ یہ ہے کہ رفع
الیدین منسوخ ہے جیسا کہ اوسکی دلیلین مفصلا ۱۶ ؛ ۱۷ صفحہ مین مذکور ہے
اسواسطے اوسکو اس مقام سے حذف کیا کیونکہ کسی بات پر دلیل لانے
کے مقام مین اس عبارت کو کہ جسکا مضمون منسوخ ہوا ہے مطلب مین

اخلل ڈالتا ہے ٭ الغرض ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ایسے لوگون سے
احتراز کرین اور اونکو دشمن دین کا سمجھین کہ یہ سب دین مین مفسد ہین
جیسا کہ کتاب مجمع الزوائد مین ہے اور یہ کتاب حدیث کی کتابونکا مجموعہ
ہے جیسا کہ جامع الاصول چھہ کتاب کو حدیث کی جامع ہے ویسا ہی
کتاب مجمع الزوائد ان چھہ کتابون کے سوا اور کتابین حدیث کی جو بڑی
معتبر ہین اونکا مجموعہ ہے جیسا طبرانی اور بیہقی اور طحاوی وغیرہ
اس کتاب کے باب ماجاء فی الکذابین مین کہا ہے ٭ عن عبد الله
بن عمر رض روی الطبرانی انّه قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی
الله علیه وآله وسلم یَقُوْلُ لَیَکُوْنَنَّ مِنْ بَیْنِ یَدَیِ السَّاعَةِ الدَّجَّالُ وَمِنْ یَدَیِ
الدَّجَّالِ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ اَوْ اَکْثَرُ قُلْنَا مَا اٰیَاتُهُمْ قَالَ اِنْ یَاْتُوْکُمْ بِسُنَّةٍ لَمْ تَکُوْنُوْا
عَلَیْهَا لِیُغَیِّرُوْا بِهَا سُنَّتَکُمْ وَدِیْنَکُمْ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُمْ فَاجْتَنِبُوْهُمْ وَعَادُوْهُمْ طبرانی
نے روایت کی ہے عبد الله بن عمر رض سے کہ کہا ان نے قسم
خدا کی ہے کہ بے شک مین نے سنا پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم
سے کہ فرماتے تھے کہ بے شک پیدا ہو گا نزدیک قیامت کی دجال
اور پہلے اوسکے ایک قوم جھوٹی تیس بلکہ زیادہ پھر ہم صحابیون نے
حضرت سے پوچھا کہ ان گروہ کی کیا علامتین ہین تب فرمایا حضرت نی کہ
سکھلاوینگے وے قوم کذاب تم سب کو ایک سنت کہ تم سب اس سنت کو

عمل نہین کرتے تھے یعنے ایک بات نئی کو سنت کہکر تم کو تبلاوینگے یا حقیقت مین سنت ہو لیکن تم اوسکو نہین کرتے تھے بلکہ دوسری سنت کو عمل کرتے تھے تو وہ قوم کذاب اس نئی سنت کو تمکو سکھلاوینگی تاکہ جس سنت کو تم عمل کرتے تھے اوسکو تغیر اور تبدیل کرین اور تمہارے مذہب کو بھی تبدیل اور تغیر دیوین پس جب تم اُن قوم کذاب کو دیکھو تب اونسے کنارہ کرو دور رہو اور اون گروہ کو دین کا دشمن جانو اور اونسے دشمنی رکھو ۔ اور تم سب بھائی مسلمانو جانو کہ اگر یہ گروہ کذاب کسیکو شک مین ڈالین کہ یہ حدیث نہین یا اور کچھ فریب کی باتین کہین تو وہ کتاب مجمع الزوائد جناب مدرس صاحب ممدوح کے نزدیک موجود ہے جسکا جی چاہے اس مین دیکھ لیوے

خاتمۃ الطبع

بعون و افضال سبحان منعام کتاب ہدایت انضمام موسوم بہ نظام الاسلام مثبت بناء تقلید مذہب حنفی کہ جسکا ثبوت بتطبیق نص قرآن اور احادیث سید انس و جان کا اظہر و اشمس من الشمس فی نصف النہار ہے تصنیف فاضل لوذعی عالم المعی مولوی وجیہ الدین صاحب حسب فرمایش شیخ محمد حسین صاحب تاجر کتب مطبع آفاق مرجع منشی نولکشور صاحب مین ماہ نومبر ۱۸۸۶ع مقام لکھنؤ واسطے فائدہ ارباب یقین اور طالبان دین کے منطبع ہوئی